صلوٰۃ المصطفیٰ ﷺ

شیخ الحدیث، مولانا
محمد علی جانباز

مکتبہ قدوسیہ
اردو بازار، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صلوا کما رأیتمونی اصلی (الحدیث)

نماز اس طرح پڑھو، جس طرح مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے

صلوٰۃ المصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مؤلفہ

مولانا محمد علی جانباز

مہتمم و صدر مدرس جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

Marfat.com

محمد اشرف حیدری

۲۴ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ بروز جمعہ

ناشر	————	ابوبکر قدوسی
طبع اول	————	اپریل ۹۶ء
مطبع	————	ندیم یونس پرنٹرز
قیمت	————	۷۸/- روپے

Marfat.com

عرض ناشر

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء و المرسلین
اما بعد!

نماز دین اسلام کا ایک اہم ترین رکن ہے۔ لیکن یہ جتنا اہم فریضہ ہے' افسوس آج مسلمان اسی قدر اس سے غافل اور لاپرواہ ہیں۔ اہل اسلام میں پانچ وقت کی نماز باجماعت کی پابندی کا تصور ہی ختم ہوتا جارہا ہے۔ اس کی دلیل ہماری مساجد ہیں۔ آج اگر مسلمان نماز کے پابند ہوجائیں تو یہ مساجد اپنی کثرت کے باوجود بالکل ناکافی ہوجائیں لیکن ان مساجد کی ویرانی اہل اسلام کی نماز سے بے اعتنائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ وہ لوگ جو کلمہ گو ہیں' ایک اللہ کو مانتے ہیں' اس کے رسول کو آخری رسول بھی مانتے ہیں لیکن نماز ادا نہیں کرتے' ان کے بارے میں قرآن حکیم میں ہے کہ اہل جنت ان سے سوال کریں گے کہ "تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے' نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والے انکاریوں کا ساتھ دے کر بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے" (المدثر: ۴۲۔۴۵)

اہل اسلام کی اچھی خاصی تعداد ایسی ہے جو کہ اپنی نمازوں میں پرلے درجے کے سست ہیں۔ نمازوں کو جماعت سے ادا نہ کرنا' مساجد میں حاضری سے گریز کرتے ہوئے انفرادی طور پر گھروں اور دفاتر میں نماز ادا کرنا' جان بوجھ کر وقت سے موخر کرتے ہوئے جب وقت بالکل ختم ہونے والا ہو' اس وقت نماز ادا کرنا وغیرہ ایسی باتیں ہیں جو کہ لوگوں میں عام ہو چکی ہیں۔ ایسے نمازیوں کے بارے میں کلام حکیم میں یہ وعید ہے کہ "ہلاکت اور بربادی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں" (الماعون)

ہمارے نمازیوں کی اکثریت کا عالم یہ ہے کہ انہیں اس بات کا پتہ ہی نہیں کہ نماز کے کیا آداب اور شرائط ہیں' کیا طریقہ ہے؟ امت مسلمہ کے اندر در آنے والی ان مذکورہ بالا کوتاہیوں کے ازالے کیلئے ہم نے خلوص نیت سے یہ کوشش کی ہے کہ نماز کے متعلق ایک جامع کتاب شائع کی جائے تاکہ اسکی روشنی میں مسلمان اپنی نمازوں کی اصلاح کر

Marfat.com

سکیں۔ اس طریقے کے مطابق نماز ادا کر سکیں جس طریقے سے نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا صلوا کما رائیتمونی اصلی کہ تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں۔ اب جو آدمی رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز ادا نہیں کرتا تو اسکی نماز کے اللہ کے ہاں مقبولیت کے کیا امکان ہوں گے؟ وہ خود ہی سوچے۔

امت مسلمہ کی بہت بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ امت مسلمہ اپنی بنیادی عبادت نماز کے ادا کرنے کے بارے میں سخت انتشار کا شکار ہے۔ کوئی سینے پر ہاتھ باندھتا ہے تو کوئی ناف پر اور کوئی اس سے بھی نیچے اور کوئی باندھتا ہی نہیں۔ کوئی رفع الیدین کرتا ہے اور کوئی نہیں کرتا۔ کوئی اپنے کپڑے ٹخنوں سے اوپر رکھتے ہوئے پاؤں کے ساتھ پاؤں ملا کر صف کو سیدھا کرتا ہے اور کوئی اپنے ساتھ والے بھائی سے ایسے دور ہو کر کھڑا ہوتا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو یا اس سے بو آ رہی ہو۔ نماز کی ادائیگی میں اس اختلاف کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنے اپنے بزرگوں کی مرضی کے مطابق نماز ادا کرنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کو فراموش کیا ہوا ہے۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں صحیح احادیث کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بیان کریں۔ اس کتاب کے پہلے بھی دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں' البتہ مکتبہ قدوسیہ کے زیر اہتمام یہ پہلی بار شائع ہو رہی ہے۔ اور الحمد للہ طباعت کے لحاظ سے نماز کی کسی بھی کتاب کے مقابلہ میں اس کا معیار بلند ہے۔ ہم نے حتی الامکان اس کتاب کو ضعیف احادیث سے پاک رکھا ہے خصوصاً کسی اختلافی مسئلہ میں۔ اختلافی مسائل میں ہم نے یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ احادیث مبارکہ کے بعد مختلف علماء کے تائیدی فتاویٰ بھی شامل کر دیئے ہیں تاکہ قارئین کے لئے مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ آخر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ مسلمانوں کو سنت نبوی کے مطابق نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ہمارے والد محترم مولانا عبدالخالق قدوسی شہید رحمہ اللہ کو جنت الفردوس میں انبیاء' صالحین اور شہداء کی معیت عطا فرمائے۔ اور ہمیں قرآن و سنت کی نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

ابو بکر قدوسی

مارچ ۱۹۹۶ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علٰی خاتم الانبیآء والمرسلین وعلٰی آلہ واصحابہ اجمعین ـــــ امابعد

نماز اسلام کا دوسرا بڑا اہم رکن ہے' جو تمام عبادات اور نیکیوں کی جڑ ہے اور اصل الاصول ہے۔ یہ اسلام کا وہ فریضہ ہے جس سے کوئی مسلمان متنفس' جب تک اس میں کچھ بھی ہوش و حواس باقی ہے' کسی حالت میں بھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں سو سے زیادہ مرتبہ اس کی تعریف' اس کی بجا آوری کا حکم اور اس کی تاکید آئی ہے۔ اس کے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی نفاق کی علامت اور اس کا ترک کفر کی نشانی بتائی گئی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

"بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔" (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ نماز دین اسلام کا ایسا شعار ہے اور حقیقت ایمان سے اس کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ اسے چھوڑ دینے کے بعد آدمی اسلام سے نکل کر کفر کی حد میں پہنچ جاتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ؐ نے ارشاد فرمایا

"ہمارے اور اسلام قبول کرنے والے عام لوگوں کے درمیان نماز کا عہد و میثاق ہے۔ (یعنی ہر اسلام لانے والے سے ہم نماز کا عہد لیتے ہیں۔ جو ایمان کی خاص نشانی اور اسلام کا شعار ہے) پس جو کوئی نماز چھوڑ دے تو گویا اس نے اسلام کی راہ چھوڑ کر کافرانہ طریقہ اختیار کر لیا۔" (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں

فمن ترکھا متعمدا فقد خرج من الملۃ (ترغیب' منذری)

جس نے دانستہ اور عمداً نماز چھوڑ دی تو وہ ہماری ملت سے خارج ہو گیا۔

ان احادیث میں ترک نماز کو کفر یا ملت سے خروج اسی بناء پر فرمایا گیا ہے کہ نماز ایمان کی ایسی اہم نشانی اور اسلام کا ایسا خاص الخاص شعار ہے کہ اس کا چھوڑ دینا اس بات کی علامت ہے کہ اس شخص کو خدا' رسول اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہا اور اس نے اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے الگ کر لیا ہے تو ایسے شخص کا حشر بموجب حدیث فرعون' ہامان اور نمرود جیسے دشمنان خدا کے ساتھ ہو گا۔

رسول اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں بے نماز ہونا تو در کنار' اگر کوئی بلاجماعت نماز پڑھتا تو وہ بھی نادم و شرمندہ ہوتا اور اپنے اسلام میں ایک بڑی کمی محسوس کرتا اور اس کے ازالہ کی پوری کوشش کرتا' مگر آج تارک صلوٰۃ شرمندہ ہونے کی بجائے الٹا نمازیوں پر اعتراض کرتا ہے اور استہزاء کرتا ہے اور پھر مزید بر آں یہ کہ مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی رکھتا ہے اور اسلام کا دم بھی بھرتا ہے۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

نماز کے دراصل دو حصے ہیں' جن پر لکھنے کی کچھ ضرورت تھی۔ پہلا حصہ فضائل و ترغیب سے متعلق ہے اور دوسرا حصہ احکام و مسائل کا ہے۔ کتب احادیث میں اس موضوع پر بہت سا مواد موجود ہے۔ اسی طرح آئمہ دین کی بعض کتابیں بھی انہی دونوں موضوعات پر مختص کی گئی ہیں۔

جہاں تک نماز کے پہلے حصہ کا تعلق ہے۔ اس پر آج سے کئی سال پہلے جناب محترم حاجی شیخ ظہور الٰہی صاحب رحمہ اللہ کی تحریص و ترغیب پر اس عاجز نے "اہمیت نماز" کے نام پر تین سو ساٹھ صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھ دی ہے۔ اس کتاب کے دو ایڈیشن چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ (حاجی ظہور الٰہی' حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ کے والد گرامی تھے۔ ۱۹۹۵ء میں آپ نے ریاض' سعودی عرب میں وفات پائی اور حضرت علامہ شہید کی طرح جنت البقیع میں دفن ہوئے) پہلا ایڈیشن ۱۹۷۱ء میں محترم حاجی ظہور الٰہی صاحب ہی کے مصارف پر طبع ہوا اور دوسرا ایڈیشن

۱۹۷۶ء میں محترم جناب حاجی شیخ سراج دین صاحب کے خرچ پر طبع ہو کر ہدیہ قارئین ہوئی۔ جن جن حضرات کے ہاتھ یہ کتاب پہنچی ان کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ بفضل الٰہی کتاب بہت پسند کی گئی اور سارے ملک کے کئی شہروں اور قصبوں سے کتاب کی نفع رسانی اور مقبولیت کے متعلق دوستوں کے بے شمار خطوط موصول ہوئے ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا محض نمائش ہو گا۔

نماز کا دوسرا حصہ جس کا تعلق مسائل و احکام سے ہے۔ اس پر اگرچہ بازار سے کئی کتابیں ملتی ہیں، لیکن ان میں نماز کو سنت کے مطابق پیش کرنے کا کماحقہ اہتمام نہیں کیا گیا۔ بدیں وجہ دوستوں کا اصرار تھا کہ جس طرح نماز کے فضائل و ترغیب پر "اہمیت نماز" لکھی گئی ہے۔ اسی طرح ایک کتاب ایسی بھی ہونی چاہیے جس میں نماز کے جملہ مسائل سنن صحیحہ کے مطابق تحریر کیے گئے ہیں۔ چنانچہ دوستوں کی خواہش پر بتوفیق الٰہی "صلوٰۃ مصطفیٰ" لکھ کر ہدیہ قارئین کر دی ہے۔ اس میں طہارت و نماز کے تمام مسائل پوری تفصیل کے ساتھ جمع کر دیئے گئے ہیں اور مسائل میں استشہاد بھی براہ راست احادیث سے کیا گیا ہے۔ سنت صحیحہ سے اس باب میں جو چیزیں ثابت ہیں، قاری کو اس کتاب میں مل سکتی ہیں، اور رسول اللہ ﷺ کی عادات و اوضاع جمع کیے گئے ہیں۔

اس کتاب میں فرائض کے علاوہ سنن، نوافل مثلاً صلوٰۃ استسقاء، نماز سورج و چاند گہن، نماز جنازہ اور استخارہ وغیرہ کی مفصل کیفیت درج کی گئی ہے اور یہ بھی تحریر کیا گیا ہے کہ مذکورہ نمازوں میں کہاں کہاں کن کن ادعیہ کا پڑھنا مسنون ہے اس کے سب دلائل مع حوالہ جات درج ہیں۔

پھر مزید اس میں یہ خوبی پیدا کی گئی ہے کہ اختلافی مسائل کو احادیث صحیحہ کے علاوہ خود مشاہیر علمائے احناف کے اقوال و فتاویٰ سے بھی مزین کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ سنت رسول ﷺ سے محبت رکھنے والے میرے پیارے مسلمان بھائی اور بہنیں اسے پڑھ کر اپنی نمازیں سنت کے مطابق ادا کریں گے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ

کو اسے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں میں اپنے شاگرد عزیز مولانا محمد یونس صاحب مرجالوی کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں' جنہوں نے اس کتاب کی تسوید و ترتیب اور متعلقہ کتب کے حوالہ جات کی تلاش و جستجو میں میرے ساتھ تعاون کیا اور کتاب قارئین تک پہنچانے میں بڑی محنت کی۔ دعا ہے کہ اللہ ہماری یہ کوشش قبول فرمائے اور اس کتاب کو ہمارے لئے ذخیرہ آخرت اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد علی جانباز

جامعہ ابراہیمیہ' ناصر روڈ' سیالکوٹ

یکم مارچ ۱۹۸۶ء

Marfat.com

عرض ناشر ۳
پیش لفظ ۶
فہرست مضامین ۸
طہارت وپاکیزگی کی اہمیت ۲۵
طہارت آدھا ایمان ہے ۲۶
جسمانی طہارت سے باطن کی صفائی ۲۶

پانی کے احکام ۲۶

سمندر اور دریا کا پانی ۲۷
وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز (جیسے آٹا' صابن وغیرہ) مل جائے ۲۷
وہ پانی جس میں کوئی نجاست گر جائے ۲۷
مستعمل پانی ۲۸
جھوٹا پانی ۲۸
انسان کا جھوٹا پانی ۲۸
حلال جانوروں کا جھوٹا پانی ۲۸
خچر' گدھے' جنگلی جانوروں اور شکاری پرندوں کا جھوٹا پانی ۲۸
بلی کا جھوٹا پانی ۲۹
کتے کا جھوٹا پانی ۲۹

قضائے حاجت کے آداب ۳۰

مناسب جگہ کا انتخاب اور پردے کا اہتمام ۳۰
اللہ تعالیٰ کے نام کی عزت کرنا ۳۱
بیت الخلاء میں ذکر الٰہی اور گفتگو سے اجتناب ۳۱
قضائے حاجت کے وقت منہ کس طرف کرنا چاہئے ۳۱
ناگزیر حوائج میں بھی حیا سے کام لینا چاہئے ۳۲
بل میں پیشاب کرنے کی ممانعت ۳۲
غسل خانے میں پیشاب کرنا منع ہے ۳۳
لعنت کا سبب بننے والی باتیں ۳۳
کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت ۳۴
بہتے یا ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے ۳۴
پیشاب سے پرہیز نہ کرنا عذاب قبر کا سبب ہے ۳۵
قضائے حاجت کے مقام پر جانے کی دعا ۳۵
بوقت ضرورت برتن میں پیشاب کرنا ۳۶

استنجا کے آداب واحکام ۳۶

استنجا کس چیز سے کرنا چاہئے ۳۶
استنجا بائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے ۳۷
کن چیزوں سے استنجا کرنا منع ہے ۳۷
استنجا کے بعد زمین پر ہاتھ ملنا ۳۸
قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد کی دعائیں ۳۸
نجاستوں کی صفائی کا بیان ۳۹
نیند سے بیدار ہو کر ہاتھوں کی صفائی ۳۹
زمین کی طہارت وصفائی ۳۹
حیض آلود کپڑے اور بدن کی صفائی ۳۹
تر منی کا دھونا ضروری ہے ۳۹
خشک منی کا دھونا ضروری ہے ۴۰
خشک منی کا کھرچنا جائز ہے ۴۰
مذی اور ودی کی صفائی ۴۰
شیر خوار بچے کے پیشاب کا مسئلہ ۴۰
نجاست آلود جوتے کی صفائی ۴۱
مردہ جانوروں کی کھال ۴۱
تیل' گھی یا اس قسم کی دوسری چیزیں ۴۱
خصال فطرت ۴۱
حجامت بنوانا ۴۲
مونچھیں ترشوانا ۴۲
داڑھی بڑھانا ۴۲
بغلوں کے بال اتارنا ۴۳
ناخن کاٹنا ۴۳
زیر ناف بال اتارنا ۴۳

غسل جنابت کے احکام ومسائل ۴۳

غسل جنابت میں دیر کرنے کی مذمت ۴۴
غسل جنابت میں سخت احتیاط چاہئے ۴۵
مردوں کی طرح عورت بھی محتلم ہوتی ہے ۴۵

غسل جنابت میں عورت کے سر کے بالوں کا مسئلہ ۴۵
حائضہ عورت اور جنبی کیلئے قرآن پڑھنے کی ممانعت ۴۶
جنبی کے لئے مسجد میں داخل ہونا منع ہے ۴۶
غسل کے وقت پردے کا اہتمام ۴۶
حمام میں غسل ۴۷
غسل کا طریقہ ۴۸
جنبی آدمی سے اختلاط ۴۸
حالت حیض میں جماع کی حرمت ۴۹
مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا ۵۰
منی ۵۰
مذی ۵۰
ودی ۵۱
حیض، استحاضہ اور نفاس کا حکم ۵۱
حیض ۵۱
مدت حیض ۵۱
استحاضہ ۵۲
نفاس ۵۲
مسنون یا مستحب غسل ۵۳
جمعہ کے لئے غسل ۵۳
غسل جمعہ کا اجروثواب ۵۴
میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا ۵۴
عیدین کے موقع پر غسل ۵۴
غسل احرام ۵۵
مکہ مکرمہ میں داخلہ کے وقت غسل ۵۵
وقوف عرفات کے لئے غسل ۵۵
مسلمان ہونے پر غسل ۵۵
مسواک کا بیان ۵۶
مسواک کی اہمیت وفضیلت ۵۶
مسواک رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے ۵۶
وصیت جبرائیل ۵۷
مسواک کے خاص اوقات اور مواقع ۵۷
نیند سے بیداری کے بعد ۵۷
نماز تہجد سے پہلے ۵۸
تلاوت قرآن کے وقت ۵۸
گھر میں داخل ہوتے وقت ۵۸
جس کے دانت نہ ہوں ۵۹
مسواک کرنا سنت انبیاء ہے ۵۹
نماز کا درجہ بڑھانے میں مسواک کا اثر ۵۹
بیداری کے بعد ہاتھ دھونا ۶۰
شیطان کا ناک پر رات گزارنا ۶۰
وضو کا بیان ۶۱
وضو کی فضیلت وبرکت ۶۱
وضو آدھا ایمان ہے ۶۲
وضو کی نگہداشت مومن ہی کر سکتا ہے ۶۲
وضو سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۶۲
وضو گناہوں کی صفائی اور معافی کا ذریعہ ہے ۶۳
میدان حشر میں نورانی چہرے ۶۳
مومن کا زیور ۶۳
خشک ایڑوں کے لئے عذاب ۶۳
ناقص وضو کے برے اثرات ۶۵
کامل وضو کرنے کی تاکید اور اسے ادھورا چھوڑنے کی وعید ۶۵
ناپسندیدگی کے باوجود وضو سے بلندی درجات ۶۵
وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ۶۶
وضو سے قبل دعائیں ۶۷
وضو کا مسنون طریقہ ۶۷
وضو کے بعد اذکار ۶۸
تحیۃ الوضو کی فضیلت ۶۹
سنت کے مطابق وضو کی فضیلت ۷۰
تین بار سے زیادہ پانی کا استعمال ممنوع ہے ۷۰
وضو کے پانی میں اسراف منع ہے ۷۰
وضو کے بعد تولیہ یا رومال کا استعمال ۷۰

Marfat.com

ایک وضو سے کئی نمازیں جائز ہیں ۷۱
ان چیزوں کا بیان جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۷۱
بے وضو نماز نہیں ہوتی ۷۱
بول و براز اور جنابت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۷۲
مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۷۲
ہوا خارج ہونے سے وضو ۷۲
شک سے وضو نہیں ٹوٹتا ۷۳
نیند سے وضو ۷۳
بے ہوشی ۷۳
شرمگاہ چھونا ۷۴
نکسیر اور قے ۷۴
ان چیزوں کا بیان جن سے وضو نہیں ٹوٹتا ۷۴
عورت کو چھونا ۷۴
قہقہہ ۷۴
وہ چیزیں جن کے لئے وضو ضروری ہے ۷۴
قرآن پاک کا چھونا ۷۵
ان چیزوں کا بیان جن کے لئے وضو کرنا اچھا ہے ۷۵
قرآن پڑھتے اور ذکر الٰہی کرتے وقت ۷۵
سونے سے پہلے ۷۵
جنابت کی حالت میں ۷۶
غسل سے پیشتر ۷۶
ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا ۷۶
معذور کے وضو کا حکم ۷۷
جرابوں اور موزوں پر مسح ۷۷
موزوں پر مسح خدا کے حکم سے ہے ۷۸
موزوں پر مسح تواتر سے ثابت ہے ۷۸
جرابوں پر مسح اور شرائط فقہاء ۷۹
آثار صحابہ ۸۱
باریک جرابوں پر مسح کا ثبوت ۸۱
جرابیں بھی موزے ہی ہیں ۸۲
لفظ "جورب" کی لغوی تحقیق ۸۲
خلاصہ ۸۳
موزوں اور جرابوں پر مسح کا طریقہ ۸۴
موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کی شرط ۸۴
مسح کی مدت ۸۴
مدت کا شمار کہاں سے ہوتا ہے ۸۵
مسح کو توڑنے والی چیزیں ۸۵
تیمم کا بیان ۸۵
تیمم کی ابتداء اور اس کا حکم ۸۷
تیمم وضو اور غسل جنابت دونوں کیلئے مشروع ہے ۸۸
جب تک پانی نہ ملے تیمم جائز ہے ۸۹
نماز کے بعد پانی ملے تو اعادہ ضروری نہیں ۸۹
احتلام کی صورت میں تیمم ۹۰
تیمم کا مسنون طریقہ ۹۱
وہ کام جن سے تیمم ختم ہو جاتا ہے ۹۱
ایک تیمم سے کئی نمازیں ۹۱
تیمم کی حکمت ۹۱
نماز کی عظمت و اہمیت ۹۲
نماز دین کا ستون ہے ۹۳
اس دین میں خیر نہیں جس دین میں نماز نہیں ۹۳
نماز چھوڑنا اسلام کی راہ چھوڑنا ہے ۹۳
قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائیگا ۹۳
کفر اور اسلام میں نماز حد فاصل ہے ۹۴
بے نماز کفار کا ساتھی ہے ۹۴
نماز پڑھو، مشرک نہ بنو ۹۴
ایمان کے بعد پہلا مطالبہ ۹۵
نماز سے گناہ دور ہوتے ہیں ۹۵
نماز، خدا اور بندے کے درمیان عہد ہے ۹۵
نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے ۹۶
نماز ہر بھلائی کی چابی ہے ۹۶
نماز غم و فکر کا علاج اور تسکین قلب کا باعث ہے ۹۶
حکام کے نام حضرت عمرؓ کا فرمان ۹۶
نماز کے متعلق حضورؐ کی آخری وصیت ۹۷

نماز عصر چھوڑنا اعمال کی بربادی کا سبب ہے	۹۷
نماز عصر چھوڑنے کا نقصان	۹۷
فرضیت نماز	۹۸
اوقات نماز کا بیان	۹۸
وقت کی پابندی	۹۸
خدا کے نزدیک محبوب عمل	۹۹
تین چیزوں میں تاخیر درست نہیں	۹۹
اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت	۹۹
اول وقت نماز پڑھنا بہترین عمل ہے	۹۹
اول وقت نماز مال و منال اور اہل و عیال سے بہتر ہے	۱۰۰
نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کا پسندیدہ وقت	۱۰۰
آنحضرت ﷺ ہمیشہ اول وقت نماز پڑھتے رہے	۱۰۰
اوقات نماز	۱۰۱
نماز فجر کا وقت	۱۰۲
ایک شبہ کا ازالہ	۱۰۳
نماز ظہر کا وقت	۱۰۴
گرمیوں میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کرنا	۱۰۵
نماز عصر کا وقت	۱۰۵
آنحضرت ﷺ کا معمول	۱۰۵
نماز میں بلاوجہ تاخیر نفاق کی علامت ہے	۱۰۵
نماز مغرب کا وقت	۱۰۶
نماز عشاء کا وقت	۱۰۷
عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا منع ہے	۱۰۷
نماز کے مکروہ اوقات	۱۰۷
بیت اللہ میں ہر وقت نماز جائز ہے	۱۰۸
اذان و اقامت کے احکام و مسائل	۱۰۹
کلمات اذان	۱۱۰
فجر کی اذان میں	۱۱۱
اذان میں ترجیع	۱۱۱
احناف کا عجب رویہ	۱۱۲
اکہری تکبیر	۱۱۳
اقامت کے کلمات	۱۱۴
اذان کا جواب	۱۱۴
اذان کے جواب کی فضیلت	۱۱۴
اقامت کا جواب	۱۱۵
اذان کے بعد کی دعائیں اور انکی فضیلت	۱۱۵
اذان کی پہلی دعا	۱۱۵
حصول شفاعت کا ذریعہ	۱۱۶
وسیلہ کیا ہے؟	۱۱۶
فضیلہ	۱۱۶
مقام محمود	۱۱۶
دعوت تامہ	۱۱۷
دعائے اذان کے الفاظ میں اضافہ	۱۱۷
اذان کی دوسری دعا	۱۱۷
مغرب کی اذان کی دعا	۱۱۷
اذان اور موذن کی فضیلت	۱۱۸
موذن کے ایمان کی گواہی	۱۱۸
اذان دینے سے جنت واجب ہو جاتی ہے	۱۱۸
قیامت کے دن موذن کا امتیازی نشان	۱۱۸
اذان سے شیطان بھاگتا ہے	۱۱۸
اذان آفات و عذاب سے بچاؤ اور نزول رحمت کا باعث ہے	۱۱۹
اذان پر قرعہ اندازی	۱۱۹
اذان کے مسائل و آداب	۱۱۹
موذن خوش الحان اور بلند آواز ہونا چاہئے	۱۱۹
اذان کے الفاظ ترتیل و روانی کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں	۱۱۹
عورت اذان نہ کہے	۱۲۰
اذان باوضو کہنی چاہئے	۱۲۰
اذان وقت مقررہ پر کہنی چاہئے	۱۲۰
موذن ہی اقامت کہے	۱۲۰
اذان بلند مقام پر کہنی چاہئے	۱۲۰

اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا	۱۲۰
اذان کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا	۱۲۱
اذان اور اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے	۱۲۱
اذان کے بعد مسجد سے نکلنا نفاق کی علامت ہے	۱۲۱
سفر میں اذان و تکبیر	۱۲۱
وباء اور حوادث کے وقت اذان	۱۲۱
موذن اجرت لینے والا نہ ہو	۱۲۲
اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام	۱۲۲
اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ	۱۲۲
اقامت اور نماز کے درمیان وقفہ	۱۲۲
مساجد کا بیان	۱۲۳
مسجد اسلامی تہذیب و ثقافت کا محور ہے	۱۲۳
مسجد کو سادہ بنانے اور سادہ رکھنے کا حکم	۱۲۴
مسجد بنانے کا اجر و ثواب	۱۲۴
اللہ کی پسندیدہ جگہ	۱۲۵
دنیا کی بہترین جگہ	۱۲۵
مسجد کی خبر گیری اور اس سے تعلق ایمان کی نشانی ہے	۱۲۶
مساجد کو آباد کرنا ایمان والوں کا کام ہے	۱۲۶
نور کامل کی بشارت	۱۲۶
مسجد کو جانے والا عرش کے سایہ میں	۱۲۶
مسجد میں آنے والے اللہ کے مہمان ہیں	۱۲۷
مسجد میں جانا ظل الٰہی کے حصول کا سبب ہے	۱۲۷
مسجد کی طرف باوضو چلنے سے درجات کی بلندی اور گناہوں کی معافی	۱۲۸
مسجد کی قربت	۱۲۸
مسجد میں دور سے آنے والے کا درجہ	۱۲۸
مسجد کی طرف جانے والے کا اللہ ضامن ہے	۱۲۹
مسجد کے آداب و احکام	۱۳۰
مسجد کی طرف جاتے وقت کی دعا	۱۳۰
مسجد میں داخلے کی دعا	۱۳۰
تحیۃ المسجد	۱۳۱
سفر سے واپسی پر مسجد کی حاضری	۱۳۱
مسجدوں میں صفائی اور خوشبو کا حکم	۱۳۲
ان امور کا بیان جن کا کرنا مسجد میں جائز ہے	۱۳۲
مسجد میں سونا	۱۳۲
مسجد میں جائز قسم کی بات چیت	۱۳۲
مسجد میں کھانا پینا	۱۳۳
ضرورت کے وقت سوال کرنا	۱۳۳
مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا	۱۳۳
مسجد میں کون سے کام ممنوع ہیں	۱۳۴
گندگی اور بدبو پھیلانا	۱۳۴
گم شدہ چیزوں کی تلاش	۱۳۴
خرید و فروخت	۱۳۵
فضول قسم کے اشعار	۱۳۵
بلند آواز سے بولنا یا قرآن پڑھنا	۱۳۵
حدود نافذ کرنا	۱۳۵
مسجد میں تھوکنا	۱۳۵
جمعہ کے دن حلقہ بنا کر بیٹھنا	۱۳۶
قبرستان اور حمام کو مسجد بنانا منع ہے	۱۳۶
مسجد سے نکلنے کی دعا	۱۳۶
رسول اکرم ﷺ کی نماز	۱۳۶
آنحضرت ﷺ کی نماز کے اہم نکات	۱۳۷
نماز کی تفصیلی کیفیت کا بیان	۱۳۸
استقبال قبلہ	۱۳۸
استقبال قبلہ کے دیگر مسائل و آداب	۱۳۹
سترہ کا بیان	۱۳۹
نمازی کے آگے سے گزرنا کبیرہ گناہ ہے	۱۳۹
سترہ سے متعلق دیگر مسائل	۱۳۹
نیت کرنے کا شرعی طریقہ	۱۴۰
تکبیر اولیٰ	۱۴۱
طریقہ نماز میں مرد و زن برابر ہیں	۱۴۱

Marfat.com

رفع الیدین کے لئے ہاتھ کب اٹھائے جائیں	۱۴۲
سینے پر ہاتھ باندھنا	۱۴۲
حدیث وائلؓ کے متعلق علماء احناف کی رائے	۱۴۳
نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنے کی روایات اور ان کی اصلیت	۱۴۳
مطلق ہاتھ باندھنے کی حکمت	۱۴۵
سینے پر ہاتھ رکھنے کی حکمت	۱۴۶
دعائے استفتاح	۱۴۶
تعوذ	۱۴۷
سورۂ فاتحہ	۱۴۷
آمین	**۱۴۸**
آمین کا ماخذ اور معنی	۱۴۸
سابقہ امتوں میں آمین کا رواج	۱۴۸
قرات فاتحہ کے بعد آمین	۱۴۹
آمین دعا پر مہر ہے	۱۴۹
آمین سے گناہ معاف ہوتے ہیں	۱۴۹
آمین کہنے والے خدا کے محبوب ہیں	۱۴۹
یہودی آمین سے چڑتے ہیں	۱۵۰
بلند آواز سے آمین کہنا	۱۵۰
امام اور مقتدی دونوں آمین کہیں	۱۵۰
رسول اکرم ﷺ بلند آواز سے آمین کہتے تھے	۱۵۲
آخری صف میں آمین کی آواز	۱۵۲
آمین کی آواز سے مسجد نبویؐ میں گونج	۱۵۲
آمین کی آواز بیت الحرام میں	۱۵۲
حضرت ابو ہریرہؓ کی امام کو ہدایت	۱۵۳
عبداللہ بن عمرؓ کی لوگوں کو ترغیب	۱۵۳
حضرت علیؓ کی شہادت	۱۵۳
علمائے احناف کی شہادت	۱۵۳
امام ابن ہمامؒ	۱۵۴
مولانا عبدالحیؒ کا انصاف	۱۵۴
مولانا سراج احمدؒ	۱۵۴
شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کا اظہار حق	۱۵۴
امام ابن امیر الحاجؒ	۱۵۴
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد	۱۵۵
بسم اللہ آہستہ اور بلند آواز سے پڑھنا	**۱۵۵**
بسم اللہ آہستہ پڑھنا افضل ہے	۱۵۶
علماء اہل حدیث	۱۶۰
نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ	۱۶۱
امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں	۱۶۳
علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں	۱۶۴
مولانا عبدالرحیم حنفی	۱۶۴
مولانا ابو حفص کبیرؒ	۱۶۴
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۶۴
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۶۴
مولانا عبدالحی لکھنویؒ	۱۶۵
سورۂ فاتحہ کے بعد قراۃ قرآن	۱۶۵
نمازوں میں مسنون قراءت	**۱۶۵**
نماز فجر میں قراءت	۱۶۵
جمعہ کے دن نماز فجر میں قراءت	۱۶۷
ظہر اور عصر میں قراءت	۱۶۷
نماز مغرب میں قراءت	۱۶۷
جمعرات کی نماز مغرب میں قراءت	۱۶۸
نماز عشاء میں قراءت	۱۶۹
مختلف نمازوں میں آپ کی قراءت	۱۶۹
جمعہ اور عیدین کی نماز میں قراءت	۱۷۰
قراءت بلند اور آہستہ کرنے کی حکمت	۱۷۱
قرآن کی بعض آیات کے جواب دینا	۱۷۲
سورہ فاتحہ اور قراءت کے اختتام پر سکتہ	۱۷۵
سکتات صرف پہلی رکعت میں ہیں	۱۷۶
رکوع کا بیان	**۱۷۶**
رکوع و سجود کی فرضیت	۱۷۶

نماز کا چور بدترین چور ہے ۱۷۷
رکوع و سجود اچھی طرح ادا نہ کرنے سے
نماز نہیں ہوتی ۱۷۷
رکوع و سجود میں پیٹھ برابر کرنے کی تاکید ۱۷۷
رکوع و سجدہ میں طمانیت ضروری ہے ۱۷۸
رکوع و سجدہ سے درجات کی بلندی
اور گناہوں کی معافی ۱۷۸
رکوع کی ہیئت و کیفیت ۱۷۸
رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت ۱۷۹
رکوع کے اذکار ۱۷۹
رکوع کی پہلی دعا ۱۷۹
دوسری دعا ۱۸۰
تیسری دعا ۱۸۰
چوتھی دعا ۱۸۰
پانچویں دعا ۱۸۰
چھٹی دعا ۱۸۱

رفع الیدین کا بیان ۱۸۱

نماز کی حقیقت ۱۸۱
رفع الیدین کی مناسبت تکبیر سے ۱۸۲
رفع الیدین نماز کی زیب و زینت ہے ۱۸۲
رفع الیدین سے نماز کی تکمیل ۱۸۳
رفع الیدین کا اجر و ثواب ۱۸۳
رفع الیدین کی کیفیت اور طریقہ ۱۸۳
ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں ۱۸۳
کن جگہوں پر رفع الیدین سنت ہے ۱۸۳
اس کا ثبوت سنت سے ۱۸۴
رفع الیدین پر اکابر صحابہ کا اتفاق ۱۸۷
رفع الیدین کرنے والے تابعین کرام ۱۸۷
امام شافعیؒ کا فرمان ۱۸۸
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا تارک رفع الیدین
کی ملاقات سے انکار ۱۸۸
تارک رفع الیدین کو سزا ۱۸۹
شیخ محی الدین ابن عربی کا ارشاد ۱۸۹
امام زہریؒ و حسن بصریؒ کا فرمان ۱۸۹
تارکین رفع الیدین علماء سے
بعض صحابہ کی عورتیں زیادہ عالم ہیں ۱۸۹
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا فرمان ۱۹۰
علامہ مجد الدین فیروز آبادیؒ کا فرمان ۱۹۰
شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ۱۹۱
علماء احناف اور مسئلہ رفع الیدین ۱۹۱
عصام بن یوسفؒ ۱۹۱
ابو جعفر احمد بن اسحاقؒ ۱۹۱
مولانا عبدالحیؒ ۱۹۲
علامہ سندھیؒ ۱۹۳
قاضی ثناء اللہؒ ۱۹۳
مولانا انور شاہؒ ۱۹۴
مولانا رشید احمد گنگوہی ۱۹۴
احادیث رفع الیدین متواتر ہیں ۱۹۵
قومہ ۱۹۶
قومہ کی دعائیں ۱۹۷

سجدہ کی فضیلت ۱۹۹

سجدے سے شیطان روتا ہے ۲۰۰
سجدے کی حالت میں بندہ
خدا کے بہت قریب ہوتا ہے ۲۰۰
سجدے سے درجات میں بلندی
اور گناہوں سے معافی ۲۰۱
سجدے کی حالت خدا کو محبوب ہے ۲۰۱
سجدہ کی دعائیں ۲۰۱
سجدہ میں جانے اور سجدہ سے اٹھنے کی ہیئت ۲۰۳

سجدہ کے آداب ۲۰۳

بازوؤں کا پہلوؤں سے دور رکھنا اور کہنیوں کا اٹھانا ۲۰۳
ہاتھوں کی انگلیوں کا آپس میں ملانا ۲۰۳

Marfat.com

ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ رخ رکھنا ۲۰۳
پیٹ کا رانوں سے دور رکھنا ۲۰۳
دونوں ہاتھوں کا کندھوں یا کانوں کے برابر رکھنا ۲۰۳
سجدہ کے اعضاء ۲۰۴
سجدہ میں ناک کو زمین پر لگانا ۲۰۴
جلسہ اور اس کی مسنون دعائیں ۲۰۵
دوسرا سجدہ ۲۰۵
جلسہ استراحت ۲۰۶
اٹھنے کی کیفیت ۲۰۶
اقعاء الکلب کی تشریح ۲۰۶
دوسری رکعت ۲۰۸
تعوذ پڑھنا ۲۰۸
تشہد ۲۰۸
تشہد کی تعلیم کا اہتمام ۲۰۹
تشہد میں انگشت شہادت کا اٹھانا ۲۰۹
آخری تشہد ۲۱۰
درود ۲۱۱
آخری تشہد کی دعائیں ۲۱۱
سید الاستغفار ۲۱۴
سلام پر نماز کا اختتام ۲۱۶
سلام پھیرنے کا طریقہ ۲۱۶
دو طرف سلام پھیرنا ۲۱۶
سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرنا ۲۱۷
امام کس طرف سے پھر کر بیٹھے ۲۱۷
سلام کے بعد اذکار مسنونہ کا بیان ۲۱۸
آیت الکرسی ۲۱۸
نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے ۲۲۲
ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ۲۲۲
امام اور مقتدیوں کا اجتماعی رنگ میں دعا کرنا ۲۲۳
نماز باجماعت کا بیان ۲۲۴
جماعت کی تاکید و فضیلت ۲۲۴
نماز باجماعت کی غیر معمولی اہمیت ۲۲۴
ترک جماعت گمراہی اور منافقت ہے ۲۲۴
تارک جماعت لوگوں کے گھروں کو جلانے کا ارادہ ۲۲۵
تارک جماعت پر شیطان کا غلبہ و تسلط ۲۲۶
بغیر عذر کے تارک جماعت کی نماز نہیں ۲۲۶
مرض الموت میں آنحضرت ﷺ کا نماز باجماعت کا اہتمام ۲۲۶
دربار رسالت سے نابینے کو ترک جماعت کی ممانعت ۲۲۷
باجماعت نماز سے درجوں میں اضافہ ۲۲۸
نماز باجماعت سے تہجد کا ثواب ۲۲۸
دوزخ اور نفاق سے نجات کے دو پروانے ۲۲۸
جماعت کی نیت پر جماعت کا پورا ثواب ۲۲۸
مسجد اور جماعت کی پابندی کس وقت ضروری نہیں ۲۲۹
عورت کا مسجد میں جانا ۲۲۹
صف بندی کے مسائل کا بیان ۲۲۹
صفیں درست رکھو ورنہ دلوں میں کدورت پیدا ہوگی ۲۳۰
صف درست نہ رکھنے والے کو کوڑوں کی سزا ۲۳۰
رسول اللہ ﷺ صفوں کی درستی کا خیال رکھتے تھے ۲۳۰
صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم ۲۳۱
متفرق صف میں شیطان کا داخلہ ۲۳۱
صف میں صحابہ کرام کے کھڑے ہونے کا طریقہ ۲۳۲
صف میں خالی جگہ پر کرنے پر ثواب ۲۳۲
صفوں کی ترتیب ۲۳۲
عقلمند اور علم والے امام کے قریب کھڑے ہوں ۲۳۳
پہلے اگلی صفیں مکمل کی جائیں ۲۳۳
صف اول کی فضیلت کا بیان ۲۳۴
پہلی صف میں کھڑے ہونے والوں کے لئے فرشتوں کی دعائے رحمت ۲۳۴

Marfat.com

پہلی صف فرشتوں کی صف ہے ۲۳۴
پہلی صف کے لئے قرعہ اندازی ۲۳۴
پہلی صف میں کھڑے ہونے والے
پہلے جنت میں داخل ہوں گے ۲۳۵
عمداً پہلی صف سے کترانے والوں کا
دوزخ میں داخلہ ۲۳۵
صف کے دائیں طرف کھڑے ہونے کی فضیلت ۲۳۵
صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا ۲۳۵
امام کو درمیان میں کھڑا ہونا چاہئے ۲۳۶
اکیلا مقتدی امام کے دائیں جانب کھڑا ہو ۲۳۶
امام نظر نہ آئے تو بھی اس کی اقتداء جائز ہے ۲۳۶

امامت کا بیان ۲۳۷

امام کا انتخاب ۲۳۷
امامت کی ترتیب ۲۳۷
عورت کی امامت ۲۳۸
مردوں کی امامت صرف عورتوں کے لئے ۲۳۸
امام سے ناراضگی ۲۳۸
جبراً امام بن جانا ۲۳۹
امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا ۲۳۹
مقتدیوں کا لحاظ نہ رکھنے پر حضور ﷺ کی ناراضگی ۲۳۹
سنت کے مطابق نماز نہ پڑھنے والے آئمہ کو وعید ۲۴۰
مقتدیوں کے احکام کا بیان ۲۴۱
مقتدیوں کے مختلف حالات ۲۴۱
مقتدیوں کو خاص ہدایت ۲۴۱
امام سے سبقت کرنے کی سزا ۲۴۲
امام کی اقتداء ضروری ہے ۲۴۲
مقتدیوں کے لئے امام کی اقتداء کا طریقہ ۲۴۲
رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی ۲۴۳
پانچ نمازیں اور ان کی رکعات کا بیان ۲۴۳

سنت رکعات کی تعداد اور فضائل ۲۴۴

فجر کی سنتوں کی فضیلت و اہمیت ۲۴۴
صبح کی سنتیں اگر رہ جائیں تو کب پڑھے ۲۴۵
صبح کی سنتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنا ۲۴۵
صبح کی سنتوں کے بعد کی دعا ۲۴۶
فجر کی سنتوں میں حضور ﷺ کی قراءت ۲۴۶
ظہر سے پہلے چار رکعت سنت کی فضیلت و اہمیت ۲۴۶
عصر سے پہلے چار رکعت کی ترغیب ۲۴۷
مغرب کے بعد کثرت نوافل ۲۴۷
مغرب سے پہلے دو نفل ۲۴۷
عشاء کے بعد کی سنتیں ۲۴۷
جمعہ کے بعد کی سنتیں ۲۴۸
سنت و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے ۲۴۸
نماز کے فوت ہونے اور اس کی قضا کا بیان ۲۴۸
بھولنے اور سو جانے والوں کی نماز ۲۴۸
کئی ایک نمازیں فوت ہو جائیں تو انکے پڑھنے کا بیان ۲۴۹

نماز تہجد کا بیان ۲۴۹

نماز تہجد ۲۴۹
نماز تہجد کی ترغیب احادیث میں ۲۵۰
میاں بیوی کا تہجد کے لئے اٹھنا ۲۵۱
نیند سے اٹھنے کے بعد یہ دعا پڑھیں ۲۵۱
نماز تہجد کی رکعات ۲۵۲
نماز تہجد پڑھنے کا طریقہ ۲۵۲
نماز تہجد کا وقت ۲۵۲

نماز وتر کا بیان ۲۵۲

نماز وتر کی تاکید ۲۵۲
نماز وتر کا وقت ۲۵۳
وتر پڑھنے کا طریقہ ۲۵۴
مسئلہ نقض الوتر ۲۵۴
وتروں کے بعد دو نفل ۲۵۵
بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے ۲۵۵
وتروں کی قضا ۲۵۵
وتروں میں قراءت ۲۵۶

Marfat.com

دعائے قنوت	۲۵۶
وتروں کے بعد کی دعا	۲۵۷
رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا	۲۵۷
قنوت نازلہ	۲۵۸
پہلی دعا	۲۵۹
دوسری دعا	۲۵۹
تیسری دعا	۲۶۰
چوتھی دعا	۲۶۰
نماز تراویح	۲۶۱
نماز تراویح گیارہ رکعت ہی سنت ہے	۲۶۱
حضرت عمرؓ کا حکم	۲۶۲
تراویح اور تہجد ایک ہی چیز ہے	۲۶۳
گیارہ رکعت تراویح پر تمام صحابہؓ کا اجماع	۲۶۴
شیخ ابن ہمامؒ حنفی کا فیصلہ	۲۶۴
ملا علی قاری	۲۶۴
نماز چاشت یا اشراق کا بیان	۲۶۵
بدن کی سلامتی کا صدقہ	۲۶۵
رسول اللہ ﷺ کی خصوصی وصیت	۲۶۶
اشراق پڑھنے کا افضل طریقہ	۲۶۶
رکعات کی تعداد	۲۶۶
تحیۃ المسجد	۲۶۷
تحیۃ الوضو	۲۶۷
نوافل سفر	۲۶۷
نماز تسبیح	۲۶۸
نماز تسبیح پڑھنے کا طریقہ	۲۶۸
نماز توبہ	۲۶۹
نماز حاجت	۲۷۰
نماز کا طریقہ	۲۷۰
نماز استخارہ	۲۷۱
استخارہ کا طریقہ	۲۷۱
نماز عیدین کا بیان	۲۷۳
عیدین کے دن مسنون کلام	۲۷۳
عیدین کی نماز کا وقت	۲۷۳
تکبیرات عید	۲۷۴
تکبیرات عید کے الفاظ	۲۷۴
نماز عیدین پڑھنے کا طریقہ	۲۴۷
عیدین کی نماز میں قراءت	۲۷۵
نماز عیدین سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں	۲۷۵
عیدگاہ کی آمد و رفت میں راستہ کی تبدیلی	۲۷۵
قربانی کا وقت	۲۷۵
نماز عیدین میں خواتین کی شرکت	۲۷۵
بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں	۲۷۶
سورج اور چاند گہن کی نماز کا بیان	۲۷۶
نماز کا طریقہ	۲۷۷
نماز استسقاء کا بیان	۲۷۸
نماز استسقاء پڑھنے کا طریقہ	۲۷۸
نماز استسقاء کی خصوصیت	۲۸۱
نماز قصر کا بیان	۲۸۱
سنت اور نفل کا حکم	۲۸۲
سفر کیسا ہونا چاہئے	۲۸۲
سفر میں قصر افضل ہے یا اتمام	۲۸۳
قصر کی مسافت	۲۸۳
مدت سفر	۲۸۴
سفر میں نماز تہجد	۲۸۵
سواری پر نفل پڑھنا	۲۸۵
سفر میں جمع بین الصلوٰتین	۲۸۶
نماز جمعہ کا بیان	۲۸۶
نماز جمعہ کی فرضیت	۲۸۶
کن لوگوں پر نماز جمعہ فرض نہیں	۲۸۷
نماز جمعہ سے قیام وصیام کا ثواب	۲۸۷
جمعہ کے دن قبولیت کی ایک خاص گھڑی	۲۸۷
تارک جمعہ منافق ہے	۲۸۷

Marfat.com

ترک جمعہ سے دل پر مہر ۲۸۸
جمعہ چھوڑنے پر گھر جلانے کا ارادہ ۲۸۸
نماز جمعہ کیلئے مخصوص لباس ۲۸۸
دیہات میں جمعہ ۲۸۹
نماز جمعہ کا وقت ۲۹۰
جمعہ کے لئے حاضرین کی تعداد ۲۹۰
جمعہ کی اذان ۲۹۰
نماز جمعہ کیلئے اول وقت جانے پر قربانی کا ثواب ۲۹۱
مسجد میں پہنچ کر کسی کو تکلیف نہ دینا ۲۹۱
دوران خطبہ بولنا منع ہے ۲۹۲
جمعہ میں گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے ۲۹۲
دوران خطبہ دو رکعت کا ثبوت ۲۹۳
جمعہ پڑھنے کا طریقہ ۲۹۳
خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہئے ۲۹۳
خطبہ جمعہ مختصر اور جامع ہونا چاہئے ۲۹۳
جمعہ اور عیدین کا اجتماع ۲۹۴
بارش کے دن نماز جمعہ ۲۹۴
کتنی رکعات سے جمعہ مل جاتا ہے ۲۹۴

بیماری' موت اور نماز جنازہ کا بیان ۲۹۵

لمبی عمر کی فضیلت ۲۹۶
بیماری مومن کیلئے رحمت اور گناہوں کا کفارہ ہے ۲۹۶
بیماری سے درجات بلند ہوتے ہیں ۲۹۶
روز قیامت تندرست لوگوں کی خواہش ۲۹۷
بیماری میں زمانہ تندرستی کے اعمال کا پورا ثواب ۲۹۷
مریض کی عیادت اور تسلی و ہمدردی کا بیان ۲۹۷
باغ بہشت کی سیر ۲۹۸
جنت میں گھر ۲۹۹
مریض کو تسلی دینی چاہئے ۲۹۹
عیادت کی دعاؤں کا بیان ۲۹۹
بیمار اپنی بیماری کی حالت میں کیا دعا پڑھے ۳۰۱
موت کی دعا و تمنا منع ہے ۳۰۱
ان کلموں کا بیان جو جانکنی کے وقت کرنے چاہئیں ۳۰۲
کلمہ توحید کی تلقین ۳۰۲
سورہ یٰسین کی تلاوت ۳۰۳
جان کنی کے وقت دعا ۳۰۴
موت کے بعد آنکھوں کا بند کرنا اور دعا ۳۰۴
میت کو قبلہ رخ لٹانا ۳۰۵
میت کو چادر سے ڈھانک دینا ۳۰۵
میت کا بوسہ لینے کی رخصت ۳۰۵
میت کے لئے مغفرت کی دعا اور انا للہ کا تکرار ۳۰۶
میت کے رشتہ داروں اور جاننے والوں کو اطلاع ۳۰۶
میت کے قرض کی ادائیگی ۳۰۷
میت پر رونا پیٹنا منع ہے ۳۰۷
عورت کا اپنے خاوند اور دوسرے
رشتہ داروں کی موت پر سوگ ۳۰۸
میت کو اچھے الفاظ سے یاد کرنا
اور برائیوں کے ذکر سے اجتناب ۳۰۸
میت کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہئے ۳۰۹
غسل میت کا بیان ۳۰۹
میت کے غسل دینے کا مسنون طریقہ ۳۱۰
مردوں کے کفن مسنون کا بیان ۳۱۱
مردوں کو کفنانے کا طریقہ ۳۱۱
عورتوں کے کفن مسنون کا بیان ۳۱۱
عورتوں کے کفنانے کا طریقہ ۳۱۲

نماز جنازہ کا بیان ۳۱۳

نماز جنازہ میں میت کے لئے خلوص
کے ساتھ دعا کرنے کا حکم ۳۱۳
نماز جنازہ پڑھنے کا مسنون طریقہ ۳۱۳
نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ ۳۱۴
نماز جنازہ کی دعائیں ۳۱۵
نماز جنازہ کی پہلی دعا ۳۱۵
نماز جنازہ کی دوسری دعا ۳۱۵

Marfat.com

نماز جنازہ کی تیسری دعا	۳۱۶
نماز جنازہ کی چوتھی دعا	۳۱۶
نماز جنازہ کی پانچویں دعا	۳۱۷
نابالغ بچے کی دعائے جنازہ	۳۱۷
نماز جنازہ کے بعد دعا	۳۱۸
میت کو دفن کرنے کا بیان	۳۱۸
مردے کو قبر میں کتنے آدمی داخل کریں	۳۱۸
میت کو دفن کرنے کا وقت	۳۱۹
میت کو قبر میں کس طرف سے اتارنا چاہئے	۳۱۹
میت کو قبر میں رکھنے کا طریقہ	۳۱۹
میت کو قبر میں اتارنے اور رکھنے کے وقت دعا	۳۱۹
میت کے کفن کی گرہیں کھولنا	۳۲۰
لحد کو بند کرنے کے لئے کچی اینٹوں کا استعمال	۳۲۰
قبر میں مٹی ڈالنا	۳۲۰
قبر کی بلندی اور شکل	۳۲۰
قبر پر پانی کا چھڑکاؤ	۳۲۰
قبر پر نشان رکھنا	۳۲۱
دفن کے بعد میت کے لئے دعا	۳۲۱
قبر کو پختہ بنانے کی ممانعت	۳۲۱
زیارت قبور کا بیان	۳۲۱
زیارت قبور کی پہلی دعا	۳۲۲
زیارت قبور کی دوسری دعا	۳۲۲
زیارت قبور کی تیسری دعا	۳۲۳
زیارت قبور کی چوتھی دعا	۳۲۳
شہید کی نماز جنازہ	۳۲۴
احد میں مارے جانے والے کی نماز جنازہ	۳۲۴
خاتمہ اور دعا کی فضیلت واہمیت	۳۲۴
دعا کے آداب و شرائط	۳۲۴
آداب دعا	۳۲۵
خاص اوقات کی دعاؤں کا بیان	۳۲۶
کھانا شروع کرنے کی دعا	۳۲۶
کھانے سے فارغ ہونے کی دعا	۳۲۶
نیا چاند دیکھنے کی دعا	۳۲۷
صحبت کے وقت کی دعا	۳۲۷
شب زفاف کی دعا	۳۲۷
سجدہ تلاوت کی دعا	۳۲۷
روزہ افطار کرنے کی دعا	۳۲۸
چھینک آنے کے وقت کی دعا	۳۲۸
بادل اور بجلی چمکنے کے وقت کی دعا	۳۲۹
آندھی کے وقت کی دعا	۳۲۹
آئینہ دیکھنے کے وقت کی دعا	۳۲۹
نیا کپڑا پہننے کے وقت کی دعا	۳۲۹
سونے کے وقت کی دعا	۳۳۰
سو کر اٹھتے وقت کی دعا	۳۳۰
نیند نہ آنے کی شکایت کی دعا	۳۳۰
نیند میں ڈر جانے کی دعا	۳۳۱
بازار میں داخل ہونے کی دعا	۳۳۱
دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے دعا	۳۳۱
ادائیگی قرض کی دعا	۳۳۲
کشائش رزق کی دعا	۳۳۲
کشائش رزق کی دوسری دعا	۳۳۲
بے چینی اور بے قراری کے وقت کی دعا	۳۳۳
مصائب و مشکلات کے وقت کی دعا	۳۳۳
مصائب و مشکلات کے وقت کی دوسری دعا	۳۳۳
تھکاوٹ دور کرنے کی دعا	۳۳۳
سجدہ سہو کا بیان	۳۳۴

Marfat.com

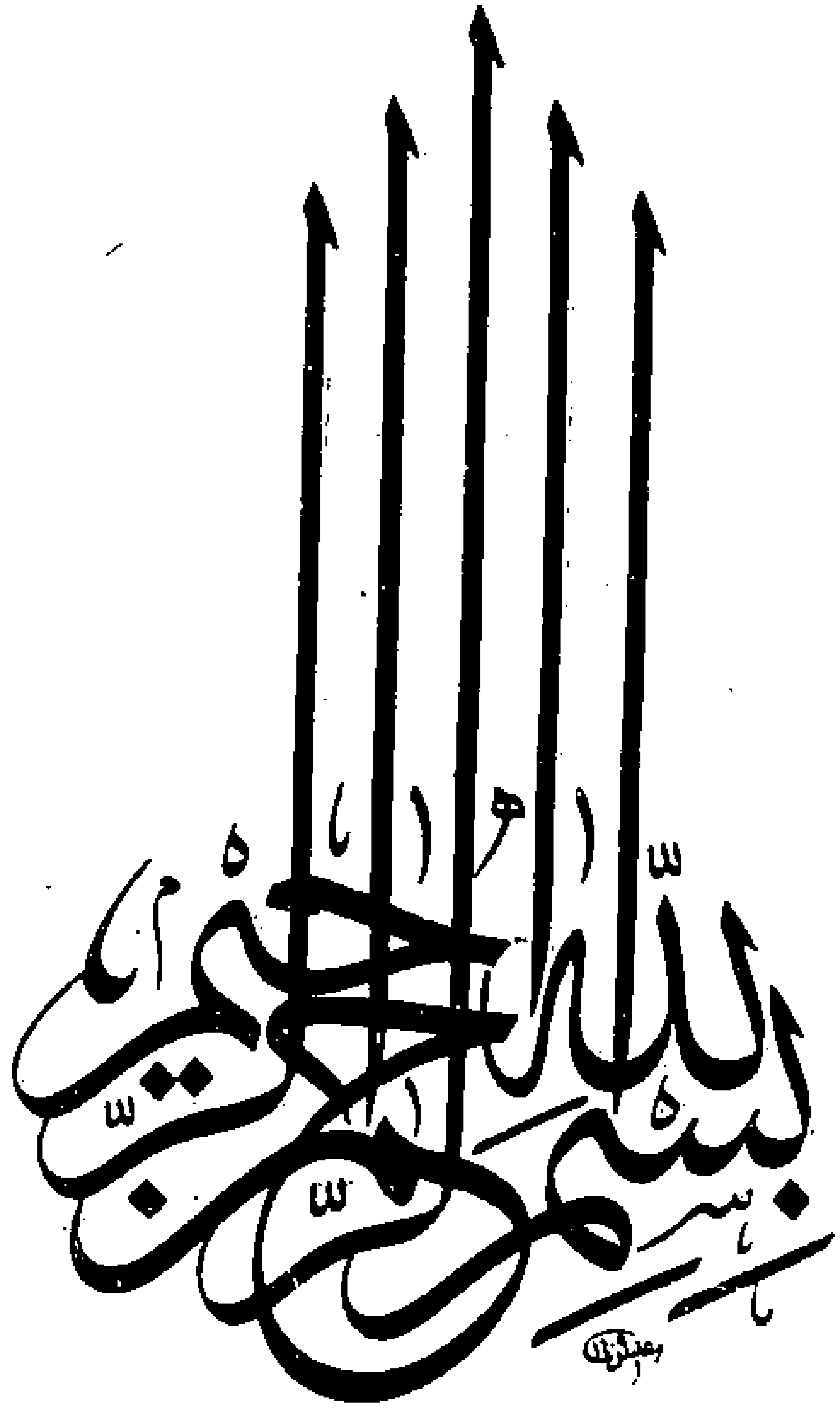

Marfat.com

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

Marfat.com

منصب رسالت پر سرفراز ہونے کے بعد کار رسالت اور فریضہ تبلیغ کی انجام دہی پر متوجہ کرنے کے لیے نبی ﷺ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی اس میں درس توحید کے بعد اولین ہدایت یہ ہے کہ طہارت کا کامل اہتمام کیجئے' چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴾ (مدثر : ٤)

اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر۔

ثیاب' ثوب کی جمع ہے۔ جس کے معنی لباس کے ہیں۔ مگر یہاں ثیاب سے مراد محض کپڑے ہی نہیں ہیں' بلکہ جسم' لباس' روح غرض پوری شخصیت مراد ہے۔ عربی میں "طاہر الثوب" اس شخص کو کہتے ہیں جو ہر طرح کے عیوب اور گندگیوں سے پاک ہو' قرآن کی ہدایت کا مطلب یہ ہے کہ اپنے لباس' جسم اور قلب و روح کو ہر طرح کی گندگیوں سے پاک و صاف رکھو' قلب و روح کی گندگیوں سے مراد تو کفرو شرک کے باطل عقائد و خیالات اور اخلاقی معائب ہیں اور جسم ولباس کی گندگیوں سے مراد وہ محسوس نجاستیں ہیں جن سے ہر طبع سلیم کراہت کرتی ہے اور جن کا نجس ہونا محسوس ہے یا جن پر شریعت نے نجس ہونے کا حکم لگایا ہے۔

طہارت و نظافت کا اہتمام کرنیوالے خدا کے محبوب ہیں

طہارت کی اہمیت کے پیش نظر قرآن نے جگہ جگہ اس کی ترغیب دی ہے اور دو مقامات پر تو اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کو اپنا محبوب قرار دیا ہے' جو طہارت و نظافت کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ (بقرة : ٢٢٢)

یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک وصاف رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

دوسری جگہ پر قبا میں بسنے والے صحابہ کرامؓ کی تعریف کرتے ہوئے قرآن کریم نے ان کے اس وصف کو خاص اہمیت کے ساتھ ذکر کیا ہے

﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴾ (التوبة : ۱۰۹)

اس میں ایسے لوگ ہیں جو بڑے پاکیزگی پسند ہیں اور اللہ ایسے بندوں سے محبت رکھتا ہے جو خوب پاک و صاف رہتے ہیں۔

طہارت آدھا ایمان ہے

رسول پاک ﷺ خود تو طہارت و نظافت کی بے نظیر مثال تھے ہی۔ امت کو بھی آپؐ نے طہارت کی انتہائی تاکید فرمائی اور طرح طرح سے اس کی اہمیت واضح فرما کر پاک و صاف رہنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا

الطهور شطر الایمان طہارت آدھا ایمان ہے۔(مسلم ص ۱۱۸، ج ۱)

جسمانی طہارت سے باطن کی صفائی

ظاہر کی پاکی اور باطن کی پاکیزگی کا آپس میں بہت گہرا ربط ہے۔ جو شخص شریعت کے مطابق ہمیشہ اپنے جسم کو پاک رکھتا ہے۔ ایک عرصہ کے بعد اس کا باطن بھی پاک و صاف اور منور ہو جاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے

طهروا هذه الاجساد طهركم الله (مجمع الزوائد ج۱، ص ۲۲۶)

اپنے جسموں کو پاک و صاف رکھا کرو' اللہ تعالیٰ (تمہارے باطن کو بھی) صاف کر دے گا۔

الغرض قرآن و سنت میں وضاحت کے ساتھ پاک ہونے کے طریقے بتائے گئے ہیں اور رسول پاک ﷺ نے خود عمل کر کے سمجھانے اور ذہن نشین کرانے کا حق ادا کر دیا ہے۔ پس ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ ان احکام کو جانے' یاد کرے اور ان کے مطابق اپنے ظاہر و باطن کو پاک کرے۔

پانی کے احکام

مطلق پانی سب کے نزدیک پاک ہے۔ اس سے مراد عام پانی ہے خواہ وہ زمین سے نکلے یا آسمان سے برسے۔ مختلف صورتوں کے لحاظ سے پانی کی پانچ قسمیں ہو سکتی ہیں۔ پاک یا ناپاک ہونے کے لحاظ سے ہم اس کا حکم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

سمندر اور دریا کا پانی

اس پانی کا حکم بھی مطلق پانی ہی کا ہے' اس لیے یہ پاک ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا۔ اے اللہ کے رسول! ہم لوگ سمندر کا سفر کرتے ہیں۔ ہمارے پاس تھوڑا سا پانی ہوتا ہے۔ جسے اگر ہم وضو کے لیے استعمال کرلیں تو پیاسے رہ جائیں۔ کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرسکتے ہیں؟ فرمایا وہ پاک ہے اور اس کا مردہ (یعنی مچھلی) حلال ہے۔

(ابوداؤد ص ۱۱' ج ۱' ترمذی ص ۱۱' ج ۱' ابن ماجہ ص ۱۳۱' ابن خزیمہ ص ۵۹' ج ۱)

وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز (جیسے آٹا' صابن) مل جائے

حضرت ام ہانیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت میمونہؓ نے ایک ایسے برتن سے غسل کیا جس میں گوندھے ہوئے آٹے کا اثر تھا۔

(نسائی ص ۳۰' ج ۱' ابن خزیمہ ص ۱۲۰' ج ۱)

وہ پانی جس میں کوئی نجاست گر جائے

اس پانی کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ نجاست سے اس کے رنگ' بو یا مزے میں سے کوئی چیز بدل جائے' اس صورت میں اس کے ناپاک ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

(بدایۃ المجتہد ص ۱۸' ج ۱' نیل الاوطار ص ۳۶' ج ۱)

دوسرے یہ کہ نجاست سے اس کے رنگ' بو یا مزے میں سے کوئی چیز تبدیل نہ ہو۔ اس صورت میں اگر پانی کم ہے تو ناپاک ہے' اور اگر زیادہ ہے تو پاک ہے کم پانی وہ ہے جو دو بڑے مٹکوں (اڑھائی مشک) سے کم ہو' اور زیادہ وہ ہے جو دو بڑے مٹکے یا ان سے زیادہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پانی ہجر (عرب کی

ایک جگہ جس کے مٹکے مشہور تھے) کے دو مٹکے ہو تو وہ نجاست نہیں اٹھاتا۔

(ترمذی ص ۱۱ ج ۱ نسائی ص ۳۹ ج ۱)

مستعمل پانی

مستعمل سے مراد وہ پانی ہے جو ایک مرتبہ وضو یا غسل میں استعمال ہو چکا ہو۔

یہ پانی طاہر ہے مطہر نہیں یعنی اسے برتن اور کپڑے وغیرہ دھونے میں استعمال کیا جاسکتا ہے، وضو اور غسل کے لئے استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ حنفی، شافعی، حنبلی اور اہلحدیث علماء کا یہی مسلک ہے۔

جوٹھا پانی

انسان کا جوٹھا پانی

یہ پاک ہے، خواہ انسان مسلمان ہو یا کافر، جنبی اور حائضہ کا بچا ہوا پانی بھی پاک ہے۔ قرآن کی آیت اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (مشرک ناپاک ہیں) میں ان کے عقیدے اور عمل کی نجاست بیان کی گئی ہے، بدن کی نجاست بیان نہیں کی گئی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔ پانی پی کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتی، تو آپ برتن کو اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیتے جہاں میں نے منہ لگا کر پانی پیا ہوتا۔ (صحیح مسلم ص ۱۴۳ ج ۱)

حلال جانوروں کا جوٹھا پانی

اس کے پاک ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ کیونکہ جس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے اس کا لعاب بھی پاک ہے۔ (المغنی۔ ص ۴۴ ج ۱)

خچر، گدھے، جنگلی جانوروں اور شکاری پرندوں کا جوٹھا پانی

یہ پانی بھی پاک ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ

ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا، کیا ہم گدھوں کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرلیں؟ فرمایا ہاں، اور تمام جنگلی جانوروں کے بچے ہوئے پانی سے بھی۔ (مسند امام شافعی ص ۱، دار قطنی ص ۶۲ ج ۱، بیہقی ص ۲۴۹ ج ۱)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک سفر میں جا رہے تھے' تو راستے میں ایک آدمی کو ایک بڑے حوض پر بیٹھے پایا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا' کیا رات کے وقت جنگلی جانوروں نے تمہارے حوض میں منہ ڈالا ہے۔ نبی ﷺ نے اس شخص سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا' اے حوض والے! یہ (یعنی عمرؓ) بلاوجہ تکلف کر رہے ہیں۔ ان کے سوال کا جواب نہ دو۔ جنگلی جانور اپنے پیٹوں میں جو پانی لے گئے وہ ان کا تھا اور جو بچ گیا وہ ہمارا ہے۔ پینے کا پانی ہے اور پاک ہے۔ (دار قطنی ص ۳۶' ج ۱)

رسول اللہ ﷺ نے حوض والے کو یہ بتانے سے کہ اس پر جنگلی جانور آئے ہیں کہ نہیں' اس لئے منع فرمایا کہ اس کا بتانا اور نہ بتانا برابر تھا۔ کیونکہ وہ پانی بہرحال پاک تھا۔ خواہ اس پر جنگلی جانور آئے ہوں یا نہ آئے ہوں۔

بلی کا جوٹھا پانی

یہ بھی پاک ہے۔ حضرت کبشہؓ بنت کعبؓ جو حضرت ابو قتادہؓ کی بیوی تھیں' سے روایت ہے کہ ایک دن ابو قتادہؓ میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں وضو کے لیے برتن میں پانی دیا۔ اتنے میں ایک بلی آگئی اور برتن میں سے پانی پینے لگی۔ ابو قتادہؓ نے اس کے لیے برتن ٹیڑھا کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے پانی پی لیا۔ ابو قتادہؓ نے جب دیکھا کہ میں ان کی طرف تعجب سے دیکھ رہی ہوں تو بولے' کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے؟ میں نے جواب دیا' جی ہاں! کہنے لگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ' یعنی بلی ناپاک نہیں ہے۔ یہ ان خادم مردوں اور عورتوں میں سے ہے جو ہر وقت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں (ابوداؤد ص ۱۰' ج ۱۔ ترمذی ص ۱۴' ج ۱۔ نسائی ص ۱۲' ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۳۰' ج ۱)

کتے کا جوٹھا پانی

یہ ناپاک ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے' تو اسے سات مرتبہ دھوئے' پہلی مرتبہ مٹی سے (اور باقی چھ بار پانی سے)

(بخاری ص ۲۹' ج ۱' مسلم ص ۱۳۷' ج ۱)

Marfat.com

قضائے حاجت کے آداب

ایک یہودی نے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابیؓ سے کہا کہ واہ تمہارے نبی بھی کیسے ہیں' وہ تم کو ہر ایک بات سکھاتے ہیں یہاں تک کہ پاخانہ کرنا بھی۔ یہودی نے کہی تو یہ بات طنزاً" تھی لیکن اس صحابیؓ نے اسکا کچھ خیال نہ کیا اور بڑے فخر سے کہا کہ بیشک ہمارے نبی ایسے ہی ہیں کہ سب کچھ ہمیں سکھاتے ہیں اور یہ بات ہمارے لیے بڑے فخر کا باعث ہے۔ (ابوداؤد ص ۳ ج ۱)

حقیقت بھی یہی ہے کہ ہمارے نبی جناب رسالتمآب ﷺ نے ہمیں جزئیات تک کی تعلیم دی ہے اور ہر چیز کی وضاحت کردی ہے۔ اب ہم ذیل میں ان آداب کا ذکر کرتے ہیں جن کا سیکھنا اور عمل میں لانا مسلمان پر بحیثیت مسلمان ہونے کے نہیں' بلکہ ہر انسان پر بلحاظ انسان ہونے کے ازبس ضروری ہے۔

مناسب جگہ کا انتخاب اور پردے کا اہتمام

رفع حاجت کے لیے ایسی جگہ تلاش کرنی چاہئے' جہاں بیٹھ کر انسان نظر نہ آئے۔ گھر میں بیت الخلاء یا پردہ ہونا چاہئے۔ اور اگر کھلے میدان میں ہو تو اسے چاہئے کہ دور نکل جائے۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے دور تشریف لے جاتے' یہاں تک کہ کوئی شخص آپ کو نہ دیکھ سکتا۔ (ابوداؤد ص ۲' ج ۱)

حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں:

میں ایک دن رسول اللہ کے ساتھ تھا۔ آپ نے پیشاب کا ارادہ فرمایا' تو دیوار کی بنیاد کے پاس ایک نرم جگہ دیکھی اور پیشاب کیا' پھر فرمایا' جب کوئی تم میں سے پیشاب کرنا چاہے تو ایسی ہی جگہ تلاش کرے۔ (ابوداؤد ص ۲' ج ۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قضائے حاجت کے لیے پردہ کی تلاش کرنی چاہئے۔ نہ ہو تو کسی ٹیلہ کی اوٹ میں چلا جائے۔ اگر وہ بھی نہ ہو تو ویسے ہی اتنی مٹی کی ڈھیری لگا لے کہ اس سے کچھ اوٹ ہو جائے۔

Marfat.com

حضرت ابو موسیٰؓ کی مذکورہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن پیشاب سے پرہیز کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں وہ اسی مفہوم کا فائدہ دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام کی عزت کرنا

رفع حاجت کے وقت اپنے پاس کوئی ایسی چیز نہیں رکھنی چاہیے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی ہوتی تھی جس پر "محمد رسول اللہ" کندہ تھا۔ جب آپ بیت الخلاء جاتے' تو اسے اتار دیتے۔ (ترمذی ص ۳۰۵' ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں میں اللہ تعالیٰ یا اس کے پیغمبروں کے نام ہوں یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کلام ہو' ان کو گندی اور ناپاک جگہوں میں نہیں لے جانا چاہیے۔

بیت الخلا میں ذکر الٰہی اور گفتگو سے اجتناب

بیت الخلا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر یا اور کسی قسم کی بات چیت نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کوئی سلام کہے تو اس کا جواب بھی نہیں دینا چاہیے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا

اگر دو آدمی قضائے حاجت کے لئے نکلیں' وہ جب ننگے ہوں تو آپس میں باتیں نہ کریں' اللہ تعالیٰ اس حرکت سے ناراض ہوتے ہیں۔

(صحیح ابن خزیمہ ص ۳۹ ج ۱' صحیح ابن حبان ص ۲۷۰ ج ۴' حاکم ص ۱۵۷ ج ۱)

اس حدیث سے شرمگاہ کا ڈھانپنا واجب ثابت ہوتا ہے اور اسی حال میں ترک کلام بھی واجب ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ پیشاب کر رہے تھے۔ ایک آدمی آپؐ کے پاس سے گزرا اور آپؐ کو سلام کیا' لیکن آپؐ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (ابوداود ص ۳' ج ۱۔ نسائی ص ۸ ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۳۰' ج ۱)

قضائے حاجت کے وقت منہ کس طرف کرنا چاہیے

رفع حاجت کے لیے انسان کو نہ قبلہ کی طرف رخ کرنا چاہیے اور نہ پیٹھ۔ حضرت

Marfat.com

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے جب کوئی شخص رفع حاجت کے لیے بیٹھے تو وہ قبلہ کی طرف رخ کرے اور نہ پیٹھ۔ (مسلم ص ۱۳۱ ج ۱)

ناگزیر حوائج میں بھی حیا سے کام لینا چاہیے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

رسول اکرم ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو جب تک زمین کے قریب نہ جاتے کپڑا نہ اٹھاتے۔ (ترمذی ص ۴ ج ۱ ابوداؤد ص ۳ ج ۱ دارمی ص ۱۳۶ ج ۱)

رسول اللہ ﷺ کی طبیعت میں حیا اور شرم بہت غالب تھی اور انبیاء علیہم السلام میں حیا بہت زیادہ غالب ہوتی ہے۔ اس لیے آپ زمین سے قریب ہو کر پردہ اٹھاتے اور یہی حکم آپؐ نے اپنی امت کو بھی دیا ہے۔ بعض لوگ دور ہی سے تہ بند اٹھا لیتے ہیں یہ سخت بے حیائی کا کام ہے مومن کا کام ان بے حیائیوں سے بچنا ہے۔

جانور کے بل میں پیشاب کرنے کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن سرجسؓ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہرگز کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔ (ابوداؤد ص ۵ ج ۱۔ نسائی ص ۷ ج ۱)

جنگل میں اور اسی طرح گھروں میں جو سوراخ ہوتے ہیں وہ عموماً "حشرات الارض" کے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی گنوار آدمی یا نادان بچہ کسی سوراخ میں پیشاب کر دے تو ایک تو اس میں رہنے والے حشرات الارض کو بے ضرورت اور بے فائدہ تکلیف ہوگی۔ دوسرے یہ بھی خطرہ ہے کہ وہ سوراخ سانپ، بچھو، جیسی کسی زہریلی چیز کا ہو اور وہ اچانک نکل کر کاٹ لے۔ ایسے واقعات بکثرت نقل بھی کیے گئے ہیں۔ بہرحال رسول اللہ ﷺ نے (جو امت کے ہر طبقہ کے لیے اصل مربی اور معلم ہیں) سوراخ میں پیشاب کرنے سے ان ہی وجوہ سے بتاکید منع فرمایا ہے۔

غسل خانہ میں پیشاب کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ:

تم میں سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ اپنے غسل خانہ میں پہلے پیشاب کرے' پھر اس میں غسل یا وضو کرے۔ کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں (ابوداؤد ص ۵ ج ۱)

مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا بہت ہی غلط اور بڑی بدتمیزی کی بات ہے کہ آدمی اپنے غسل کرنے کی جگہ میں پیشاب کرے اور پھر وہیں غسل یا وضو کرے۔ ایسا کرنے کا ایک برا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے پیشاب کی چھینٹوں کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔

اس آخری جملہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا تعلق اسی صورت سے ہے جب غسل خانہ میں پہلے پیشاب کرنے کے بعد غسل یا وضو کرنے سے ناپاک جگہ کی چھینٹوں کے اپنے اوپر پڑنے کا اندیشہ ہو۔ ورنہ اگر غسل خانہ کی بناوٹ ایسی ہو کہ اس میں پیشاب کے لئے الگ جگہ بنی ہوئی ہے یا اس کا فرش ایسا بنایا گیا ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد پانی بہا دینے سے اس کی پوری صفائی اور طہارت ہو جاتی ہے' تو پھر اس کا حکم یہ نہیں۔

لعنت کا سبب بننے والی باتیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:۔

لعنت کا سبب بننے والی دو باتوں سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضرت وہ باتیں کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ایک یہ آدمی لوگوں کے راستہ میں قضائے حاجت کرے اور دوسرے یہ کہ انکے سایہ کی جگہ میں ایسا کرے۔ (مسلم ص ۱۳۲' ج ۱)

مطلب یہ ہے کہ لوگ جس راستہ پر چلتے ہوں۔ یا وہ سایہ جس میں آرام کرنے کے لیے بیٹھتے ہوں۔ اگر کوئی گنوار آدمی وہاں قضائے حاجت کرے گا تو لوگوں کو اس سے اذیت اور تکلیف پہنچے گی اور وہ اس کو برا بھلا کہیں گے اور لعنت کریں گے۔ لہٰذا ایسی باتوں سے بچنا چاہئے۔

سنن ابوداؤد میں حضرت معاذؓ سے بھی اس مضمون کی ایک حدیث مروی ہے'

Marfat.com

اس میں راستے اور سائے کے علاوہ ایک تیسری جگہ موارد کا بھی ذکر ہے جس سے مراد وہ مقامات ہیں جہاں پانی کا کوئی انتظام ہو اور اس کی وجہ سے لوگ وہاں آتے جاتے ہوں۔ اصل مقصد حضورؐ کی ہدایت کا بس یہ ہے کہ اگر گھر کے علاوہ جنگل وغیرہ میں ضرورت پیش آجائے' تو ایسی جگہ تلاش کرنی چاہئے' جہاں لوگوں کی آمدورفت نہ ہو اور ان کے لیے باعث تکلیف نہ بنے۔

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت

کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے بدن پر چھینٹوں کے پڑنے کا اندیشہ ہے لیکن جہاں مجبوری ہو اور چھینٹوں کے پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ وہاں ضرورت کی بنا پر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:۔

جو شخص تمہیں یہ بتائے کہ نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا' اس کی بات نہ مانو' آپؐ صرف بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔

(ترمذی ص ۴' ج ۱' ابن ماجہ ص ۲۶' ج ۱' نسائی ص ۶' ج ۱)

لیکن یہ چیز حضرت عائشہؓ نے اپنے علم اور مشاہدے کی بنا پر بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ:۔

نبی اکرم ﷺ کوڑا کرکٹ کے ایک ڈھیر کے پاس گئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

(بخاری ص ۳۵' ج ۱' مسلم ص ۶' ج ۱' ترمذی ص ۴' ج ۱' ابوداؤد ص ۲۶' ج ۱۔ نسائی ص ۶' ج ۱)

بہتے یا ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ نے بہتے ہوئے پانی میں بھی پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم ص ۱۳۸' ج ۱)

حضرت جابرؓ سے ہی دوسری روایت ہے کہ:

نبی اکرم ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے (مسلم ص ۱۳۸' ج ۱' نسائی ص ۸' ج ۱' ابن ماجہ ص ۲۹' ج ۱)

Marfat.com

پیشاب سے پرہیز نہ کرنا عذاب قبر کا سبب ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کا گزر دو قبروں پر ہوا' تو آپ نے فرمایا کہ جو دو آدمی ان قبروں میں مدفون ہیں ان پر عذاب ہو رہا ہے' اور کسی ایسے گناہ کی وجہ سے یہ عذاب نہیں ہو رہا جس کا معاملہ بہت مشکل ہوتا (یعنی جس سے بچنا بہت دشوار ہوتا' بلکہ یہ دونوں اپنے ایسے گناہ کی پاداش میں عذاب دیئے جا رہے ہیں جس سے بچنا کچھ زیادہ مشکل نہ تھا) ان میں سے ایک گناہ تو یہ تھا کہ وہ پیشاب کی گندگی سے بچاؤ کی یا پاک صاف رہنے کی کوشش اور فکر نہیں کرتا تھا۔ اور دوسرے کا گناہ یہ تھا کہ وہ چغلیاں لگاتا پھرا کرتا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی ایک تر شاخ لی اور اس کو بیچ سے چیر کر دو ٹکڑے کیا' پھر ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا' یا رسولؐ اللہ! یہ آپؐ نے کس مقصد سے کیا؟ آپؐ نے فرمایا امید ہے کہ جس وقت تک شاخ کے ٹکڑے بالکل خشک نہ ہو جائیں' ان دونوں کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے۔

(صحیح بخاری ص ۱۳۵' ج ۱' صحیح مسلم ص ۱۴۱' ج ۱)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ انسان کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے اور اس سے بچنا واجب ہے۔ پیشاب سے پرہیز نہ کرنا اور چغل خوری کرنا کبیرہ گناہ اور عذاب قبر کا باعث ہے۔

قضائے حاجت کے مقام پر جانے کی دعا

حضرت زیدؓ بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قضائے حاجت کے ان مقامات میں خبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں' پس تم میں سے کوئی جب بیت الخلاء جائے تو پہلے یہ دعا پڑھ لے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

(بخاری ص ۲۶' ج ۱' ابوداؤد ص ۲' ج ۱' ترمذی ص ۳' ج ۱' نسائی ص ۵' ج ۱)

ترجمہ: اے اللہ! میں نر اور مادہ ناپاک روحوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

جس طرح ملائکہ کو طہارت و نظافت اور ذکر اللہ سے اور ذکر و عبادت کے مقامات

سے خاص مناسبت ہے اور وہیں ان کا جی لگتا ہے۔اسی طرح شیاطین جیسی خبیث مخلوقات کو گندگیوں سے اور گندے مقامات سے خاص مناسبت ہے اور وہی ان کے مراکز اور دلچسپی کے مقامات ہیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے امت کو یہ تعلیم دی کہ قضائے حاجت کی مجبوری سے جب کسی کو ان گندے مقامات میں جانا ہو تو پہلے وہاں رہنے والے خبیثوں اور خبیثیوں کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اس کے بعد وہاں قدم رکھے۔

بوقت ضرورت برتن میں پیشاب کرنا

حضرت امیمہؓ بنت رقیقہ فرماتی ہیں

رسول اللہ ﷺ کا ایک لکڑی کا پیالہ ان کی چارپائی کے نیچے رہتا تھا۔ جس میں رات کو آپ پیشاب کر لیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد ص ۵، ج ا۔ نسائی ص ۷، ج ا)

رات کو لحاف سے اٹھ کر سردی کے دنوں میں باہر نکلنے سے سردی لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی ﷺ نے تعلیم کے لیے ایک پیالہ رکھ کر دیا کہ اس طرح کر لیا کرو۔

استنجا کے آداب واحکام

استنجا کس چیز سے کرنا چاہئے؟

پیشاب و پاخانے سے فارغ ہونے کے بعد استنجا پانی سے بھی جائز ہے اور پتھر سے بھی اور ایک ساتھ دونوں سے بھی۔ یہ سب صورتیں نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر تم میں سے کوئی رفع حاجت کے لیے جائے تو اسے چاہئے کہ تین پتھروں سے استنجا کرے، اسلئے کہ یہ کافی ہیں۔ (ابوداؤد ص ۶، ج ا، نسائی ص ۹، ج ا)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو میں اور ایک دوسرا لڑکا ایک لوٹا اور ایک نیزہ اٹھا کر لے جاتے اور آپ پانی سے استنجا فرماتے۔

(بخاری ص ۲۷، ج ا، مسلم ص ۱۳۲، ج ا)

Marfat.com

البتہ بہتر یہ ہے کہ پانی اور پتھر دونوں سے استنجا کیا جائے اور اگر دونوں میں سے ایک پر اکتفا کرنا ہو تو پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

یہ آیت اہل قبا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ پانی سے استنجا کیا کرتے تھے' اس لیے یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ (ابوداؤد ص ۷' ج ۱' ابن ماجہ ص ۳۰' ج ۱)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے اہل قبا سے دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم استنجا میں پہلے پتھر استعمال کرتے ہیں اس کے بعد پانی۔ (ابن کثیر ص ۴۵۳' ج ۳)

استنجا بائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے' بیان فرماتے ہیں کہ (بعض مشرکوں کی طرف سے تمسخر اور طنز کے طور پر) ان سے کہا گیا کہ تمہارے پیغمبر صاحب نے تم لوگوں کو ساری ہی باتیں سکھائی ہیں' یہاں تک کہ پاخانہ کرنے کا طریقہ بھی۔ حضرت سلمانؓ نے ان سے کہا ہاں! بیشک (انہوں نے ہم کو سب ہی کچھ سکھایا ہے اور استنجا کے متعلق بھی ضروری ہدایات دی ہیں چنانچہ) انہوں نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے کہ پاخانہ یا پیشاب کے وقت ہم قبلہ کی طرف منہ کریں۔ یا یہ کہ ہم دائیں ہاتھ سے استنجا کریں یا یہ کہ ہم استنجے میں تین پتھروں سے کم استعمال کریں یا یہ کہ ہم استنجا کریں (اونٹ گھوڑے یا بیل وغیرہ) کسی چوپائے کے فضلے یا ہڈی سے۔ (مسلم ص ۱۳۰' ج ۱)

کن چیزوں سے استنجا کرنا منع ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لید اور ہڈی کے ساتھ استنجامت کرو' کیونکہ وہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔ (ترمذی ص ۵' ج ۱)

Marfat.com

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لید' گوبر' ہڈی' اور کوئلہ سے استنجا کرنا منع ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عرب کے بعض لوگ ان چیزوں سے بھی استنجا کر لیا کرتے تھے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر اس سے منع فرمادیا اور ظاہر ہے کہ ایسی چیزوں سے استنجا کرنا ہر سلیم الفطرت اور صاحب تمیز آدمی کے نزدیک بڑے گنوارپن کی بات ہے۔

استنجا کے بعد زمین پر ہاتھ ملنا

استنجا کے بعد اپنا ہاتھ زمین پر ملنا چاہئے (یا صابن وغیرہ سے دھونا چاہئے) تاکہ اس کی بدبو دور ہو جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ بیت الخلاء جاتے تو میں ایک پیتل کے برتن میں آپ کے پاس پانی لاتا آپؐ استنجا فرماتے اور پھر زمین پر ہاتھ ملتے۔ (ابوداؤد ص ۷' ج ۱' نسائی ص ۱۰' ج ۱' ابن ماجہ ص ۳۰' ج ۱)

قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد کی دعائیں

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

اذا خرج من الخلاء قال غفرانك

(ترمذی ص ۳، ج ۱- ابن ماجه ص ۲۶، ج ۱)

کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپؐ حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے باہر آتے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے "غُفْرَانَكَ" اے اللہ! تیری پوری مغفرت کا طالب و سائل ہوں۔

رسول اللہ ﷺ پاخانہ و پیشاب سے فارغ ہو کر بخشش کی دعا کرتے کہ یا الٰہی! جیسے تو نے مجھ پر احسان فرما کر اس گندگی کو مجھ سے دور فرمایا ہے جو اگر دور نہ ہوتی تو میں ہلاک ہو جاتا۔ اسی طرح اپنے فضل و کرم سے آخرت میں بھی بخشش فرما کر ہلاکت سے بچا لینا۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے' تو کہتے:

الحمد لله الذي اذهب عني الاذى وعافاني (ابن ماجه ص۔۲۶، ج ۱)

اس اللہ کیلئے حمد و شکر ہے' جس نے مجھ سے گندگی دور فرمائی اور مجھے عافیت بخشی۔

Marfat.com

نجاستوں کی صفائی کا بیان

نیند سے بیدار ہو کر ہاتھوں کی صفائی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ برتن میں نہ ڈالے۔ جب تک اسے تین دفعہ دھو نہ لے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ رات میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں لگتا رہا۔ (مسلم ص ۱۳۶ ج ۱)

زمین کی طہارت وصفائی

زمین اگر ناپاک ہو جائے تو پانی بہا دینے سے وہ پاک ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آیا اور مسجد کے صحن میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرامؓ اسے پکڑنے اور روکنے کے لیے دوڑے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

اسے پیشاب کرنے دو اور اس کے پیشاب پر (جگہ کو پاک و صاف کرنے کے لئے) پانی کا ایک ڈول بہا دو۔ اس لیے کہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ (بخاری ص ۳۵ ج ۱)

حیض آلود کپڑے اور بدن کی صفائی

اگر بدن یا کپڑا ناپاک ہو جائے تو اس کا پانی سے دھونا ضروری ہے چنانچہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ:

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری ہوئی اور پوچھا اگر ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا اسے کھرچ ڈالے پھر اس پر پانی ڈالے (یعنی دھوئے) اور پھر اس کے ساتھ نماز ادا کرے۔ (بخاری ص ۴۵ ج ۱ مسلم ص ۱۴۰ ج ۱)

تر منی کا دھونا ضروری ہے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

میں رسول ﷺ کے کپڑے سے منی دھو دیا کرتی تھی۔ پھر آپؐ نماز کے لیے

Marfat.com

تشریف لے جاتے اور دھونے کے نشان کپڑے میں موجود ہوتے۔ (بخاری ص ۳۶، ج ۱، مسلم ص ۱۴۰، ج ۱)

خشک منی کا کھرچنا جائز ہے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ:
میں رسول اکرم ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچ دیا کرتی تھی پھر آپؐ اسی میں نماز پڑھ لیتے۔ (مسلم ص ۱۴۰، ج ۱)

مذی اور ودی کی صفائی

حضرت سہل بن حنیفؓ کہتے ہیں کہ:
میں نے مذی کے متعلق، جو کپڑے پر لگ جائے، رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، آپؐ نے فرمایا:
ایک چلو پانی لو اور جہاں تمہارا خیال ہے کہ مذی لگی ہے وہاں چھینٹے دے لو۔ (ترمذی ص ۳۵، ج ۱)

شیر خوار بچے کے پیشاب کا مسئلہ

انسان کے پیشاب و پاخانہ کے ناپاک ہونے پر سب علماء کا اجماع ہے۔ البتہ اگر بچہ (لڑکا) دودھ پیتا ہو اور ابھی غذا نہ کھاتا ہو، تو اس کے پیشاب کے بارے میں سختی نہیں ہے اس کے پیشاب پر چھینٹے دے لینا کافی ہے۔ چنانچہ حضرت ام قیسؓ فرماتی ہیں کہ "میں اپنا ایک شیر خوار بچہ لے کر آئی جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس سے اپنے کپڑے پر چھینٹے دے لیے اور اسے دھویا نہیں۔"

(بخاری ص ۳۵، ج ۱، مسلم ص ۱۳۹، ج ۱)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے دیے جائیں اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔

(مسند احمد ص ۷۶، ج ۱)

Marfat.com

نجاست آلود جوتے کی صفائی

جوتے کو اگر نجاست لگ جائے تو زمین پر رگڑ لینے سے وہ پاک ہوجاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر تم میں سے کسی کے جوتے کو نجاست لگ جائے' تو مٹی اسے پاک کرنے والی چیز ہے۔ (ابوداؤد ص ۶۱' ج ۱)

مردہ جانور کی کھال

مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہوجاتی ہے اور اسے ہر قسم کے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

دباغت سے کھال پاک ہوجاتی ہے۔ (مسلم ص ۱۵۸' ج ۱)

تیل' گھی یا اس قسم کی دوسری چیزیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ:

اگر گھی میں چوہا گر جائے تو کیا کیا جائے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کے اردگرد جو گھی ہو' اسے پھینک دو' باقی استعمال کرلو۔ (بخاری ص ۳۷' ج ۱)

یعنی اگر گھی جما ہوا ہو' تو اتنا گھی پھینک دینا چاہئے جس کے متعلق خیال ہو کہ یہاں تک گندگی کا اثر پہنچا ہوگا۔ پگھلے ہوئے گھی یا تیل میں نجاست گر جائے تو جمہور کا مسلک یہ ہے کہ وہ سارا ناپاک ہوجاتا ہے۔

خصال فطرت

خصال فطرت ایسے امور ہیں کہ ہر ایک فطرت سلیم' مزاج صالح اور عقل صحیح ان امور کی نہ صرف دل سے خواستگار ہے۔ بلکہ ان کے حصول میں حتی المقدور کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

عشر من الفطرة قص الشارب واحفاء اللحية والسواك والاستنشاق بالماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء يعني الاستنجاء قال الراوی ونسيت العاشرة الا ان تكون المضمضة (مسلم، ص ۱۲۹، ج ۱)

امور فطرت دس چیزیں ہیں، یعنی مونچھوں کا کٹوانا، داڑھی رکھنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈال کر میل کچیل کا دور کرنا، ناخنوں کا اتارنا، گانٹھوں کا دھونا۔ بغلوں کے بال لینا۔ استرا کرنا۔ قضائے حاجت کے بعد استنجا کرنا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے دسویں چیز یاد نہیں رہی شاید کلی کرنا ہے۔

ان کے علاوہ بعض احادیث میں اور بھی امور فطرت بیان ہوئے ہیں۔ ذیل میں چند ایک کی مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں:۔

حجامت بنوانا

سر منڈانے میں رسول اکرم ﷺ کی سنت یہ تھی کہ یا تو سارا سر منڈاتے یا سارا رہنے دیتے اور ایسا نہ کرتے کہ کچھ حصہ منڈا دیں اور کچھ حصہ رہنے دیں۔ سر منڈانا آپؐ سے صرف قربانی کے موقع پر منقول ہے۔ (زاد المعاد ص ۴۵، ج ۱)

مونچھیں ترشوانا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔
مونچھیں کاٹو اور داڑھی بڑھاؤ۔ اور مجوسیوں کے طریقے اختیار نہ کرو۔
حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ:
چالیس دن، رات نہ گزرنے پائیں کہ تم مونچھیں اور ناخن کٹوا دو۔ (صحیح مسلم ص ۱۲۹، ج ۱)

داڑھی بڑھانا

اس بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے سخت تاکید فرمائی ہے چنانچہ آپؐ نے فرمایا:۔

خالفوا المشركين قصوا الشوارب واعفوا اللحي (مسلم ص ۱۲۹، ج ۱)

مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں تراشو (مسلم ص ۱۲۹، ج ۱)

Marfat.com

بغلوں کے بال اتارنا

یہ جگہ چونکہ چھپی رہتی ہے اگر کپڑے نہ بھی ہوں تو بھی قدرتی طور پر ڈھکی رہتی ہے۔ عام طور پر وہاں ہوا کا گزر نہیں ہوتا۔ اس لیے وہاں پسینہ آ کر بالوں میں جمع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے سخت بدبو پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے یہاں سے بال اتارنا فطرت میں داخل ہے۔

ناخن کاٹنا

ناخن اگر بڑھ جائیں تو ان سے بھی نجاست جیسی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے جو ہر ذی فہم شخص سے پوشیدہ نہیں

زیر ناف بال اتارنا

بغلوں کے بالوں کی طرح اگر یہ بال بھی بڑھ جائیں' تو حدث کا عمل کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رہتی۔

مذکورہ سب باتیں دین کی ہیں۔ اور تمام پیغمبروں کی سنت ہیں۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے ان پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ان تمام کا تعلق طہارت اور صفائی سے ہے۔

غسل جنابت کے احکام ومسائل

مرد اور عورت آپس میں ہم بستری کریں یا خواب دیکھیں اور کپڑوں پر رطوبت کا کوئی اثر ہو تو غسل واجب ہو گا۔ زن و مرد کی اس حالت کو جنابت کہا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں گو بظاہر انسان کے جسم پر کوئی گندگی معلوم نہیں ہوتی۔ لیکن پاک روحیں اور قدسی طبائع اس حالت کو ناپسند کرتی ہیں اور انہیں ایسی حالت سے شدید نفرت ہوتی ہے اور اس سے مخلصی کو طہارت سمجھتے ہیں۔ غسل جنابت تمام آسمانی مذاہب میں معمول بہ اور مروج ہے۔ جنابت کے علاوہ حیض اور نفاس (وہ خون جو بچے کی پیدائش پر جاری ہوتا ہے) کے بعد بھی غسل واجب ہوتا ہے۔

Marfat.com

شروع اسلام میں رعایت تھی کہ اگر انزال ہو۔ یعنی منی خارج ہو' تب تو غسل فرض ہوتا تھا اور اگر مرد' عورت مجامعت کریں اور انزال نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوتا تھا بعد میں یہ حکم آیا کہ جب مرد عورت سے مجامعت شروع کردے تو غسل فرض ہوگیا' خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ (مشکوۃ ص ۴۷' ج ۱)

اس مسئلہ میں صحابہ کرامؓ کے درمیان کچھ عرصہ اختلاف رہا۔ ایک گروہ کہتا تھا' کہ غسل صرف دخول پر ہی فرض ہوتا ہے' انزال شرط نہیں۔ دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ وجوب غسل کے لئے دخول کے ساتھ انزال بھی شرط ہے۔ بعد میں جب ان کو یہ حدیث پہنچی:۔

اذا جاوز الختان وجب الغسل (ترمذی ص ٣٤، ج ١)

جب مرد کا محل ختنہ' عورت کے محل ختنہ میں تجاوز کرے تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔

تو تمام صحابہؓ کا اس پر اجماع ہوگیا کہ غسل فرض ہے اگرچہ انزال نہ ہی ہو۔ (شرح مسلم نووی ص ۱۵۵' ج ۱)

غسل جنابت میں دیر کرنے کی ممانعت

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تدخل الملائکة بیتا فیه صورة ولا کلب ولا جنب (ابوداؤد ص ٣٤، ج ١)

جس گھر میں (جاندار کی) تصویر ہو یا کتا ہو یا جنبی آدمی ہو' اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

یہاں جنبی سے وہ مراد ہے جو کسی نماز کا وقت گزرنے تک بھی غسل نہ کرے اور سستی کرکے وقت ٹالتا رہے۔ اگر ایک شخص عشاء کے بعد جنبی ہوا' اور فجر کی اذان کے وقت غسل کرکے اس نے جماعت سے نماز ادا کرلی تو کچھ حرج نہیں ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ جنابت کی حالت پیش آنے کے بعد اسی وقت وضو کرلے اور پھر جب موقع ہو غسل کرلے۔

Marfat.com

غسل جنابت میں سخت احتیاط چاہئے

غسل جنابت میں جسم کو اچھی طرح دھونا چاہیے جسم کا ایک ایک بال تر ہونا چاہئے۔ اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا' تو غسل جنابت نہیں ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بال بال میں جنابت کا اثر ہوتا ہے۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تحت کل شعرة جنابة (ترمذی ص ٣٤، ج ١)

جو آدمی غسل کرے اور ایک بال کی جگہ خشک چھوڑ دے تو اسے قیامت کے دن عذاب ہو گا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس لیے سر منڈا ڈالا ہے کہ غسل میں کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ (مشکوٰۃ ص ۸۱' ج ۱)

مرد کی طرح عورت بھی محتلم ہوتی ہے

حضرت ام سلیمؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا کہ عورت کو اگر احتلام ہو جائے۔ (یعنی خواب میں کپڑے مرطوب ہوں) تو اس پر غسل واجب ہو گا؟ آپؐ نے فرمایا اس میں مرد عورت برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۸۰' ج ۱)

غسل جنابت میں عورت کے سر کے بالوں کا مسئلہ

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ حضرت! غسل جنابت میں میں اپنے سر کے بال کھول لیا کروں' جب کہ میں سر کے بال خوب مضبوطی سے گوندنے کی عادی ہوں؟ تو آپؐ نے فرمایا: نہیں تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تین چلو (لپ) بھر کر اپنے سر پر ڈال لو اور پھر اپنے اوپر پانی بہالو' تو تم پاک ہو جاؤ گی۔ (مشکوٰۃ ص ۸۰' ج ۱)

لیکن یہ اس وقت ہے کہ بالوں کی جڑیں تر ہو جانے کا احتمال ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو بالوں کا کھولنا ضروری ہے وگرنہ غسل جنابت نہیں ہو گا۔ اور بال تر ہو جانے کے احتمال پر ان کا نہ کھولنا یہ رعایت صرف عورتوں کے سر کے بالوں سے متعلق ہے۔ مرد ایسا

نہیں کرسکتے۔ جیساکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمل سے ثابت ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ ص ۲۹۳' ج ۱)

حائضہ عورت اور جنبی کیلئے قرآن پڑھنے کی ممانعت

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ:۔

رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوکر ہمیں قرآن شریف پڑھاتے' ہمارے ساتھ گوشت کھالیتے آپ کو قرآن پڑھنے سے جنابت کے سوا کوئی چیز نہ روکتی تھی (مشکوۃ مع مرعاۃ ص ۳۰۲ ج ۱)

قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے۔ اس کی تلاوت جنبی کے لئے بالکل ممنوع ہے اسی طرح حائضہ عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے

جنبی کیلئے مسجد میں داخل ہونا ممنوع ہے

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان گھروں کا رخ مسجد کی طرف سے پھیردو۔ (یعنی ان کے دروازے جو مسجد کی طرف ہیں ان کو مسجد کی جانب سے بند کرکے دوسری جانب کھولو) کیونکہ کسی حائضہ عورت اور جنبی کے لیے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ (ابوداؤد ص ۳۰' ج ۱' مشکوۃ ص ۸۳ ج ۱) مسجد نبویؐ جب شروع میں تعمیر ہوئی تو آس پاس کے بہت سے گھروں کے دروازے مسجد کی طرف تھے (یعنی صحن ہی میں کھلتے تھے) کچھ عرصہ کے بعد یہ حکم آگیا کہ مسجد کے ادب واحترام کا حق یہ ہے کہ حائضہ اور جنبی اس میں داخل نہ ہوں اس وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ اعلان فرمایا اور حکم دیا کہ یہ سب دروازے مسجد کی جانب سے بند کرکے دوسری طرف کھولے جائیں۔ جنبی آدمی اور حائضہ عورت کا قرآن سننا جائز ہے۔ کیونکہ اس کی ممانعت کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

غسل کے وقت پردے کا اہتمام

حضرت یعلی بن امیہؓ فرماتے ہیں کہ:

ایک بار رسول اللہ ﷺ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی' جو کھلے میدان میں (بالکل برہنہ) غسل کررہا تھا۔ تو آپؐ نے (قریب ہی کسی مناسب موقع پر) منبر پر خطبہ دیا اور

Marfat.com

(معمول کے مطابق) حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا:۔

ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء والتستر فاذا اغتسل احدکم فلیستتر

(نسائی ص ۴۵، ج ۱)

اللہ تعالیٰ بڑا شرمیلا اور حیاشعار ہے اور حیاشعاری اور پردہ داری ہی کو پسند فرماتا ہے۔ اس لیے (تم اس کا خیال رکھو کہ) جب کوئی غسل کیا کرے تو پردے کے ساتھ کیا کرے (لوگوں کے سامنے ہی بے پردہ نہ ہو جایا کرے)

حمام میں غسل

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص تم میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ حمام میں بغیر تہبند کے نہ جائے اور جو تم میں سے اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنی بیوی کو بھی حمام میں نہ بھیجے۔ (نسائی ص ۴۵، ج ۱)

حدیث شریف میں جو لفظ "حمام" آیا ہے اس سے یہ غسل خانے مراد نہیں ہیں جو عام طور پر گھروں میں بنائے جاتے ہیں بلکہ ایک خاص قسم کے غسل خانے مراد ہیں جن میں گرمی سردی کے غسل کا انتظام ہوتا ہے جہاں پردے کا کوئی اہتمام نہیں ہوتا۔ چنانچہ متعدد احادیث میں ان غسل خانوں کی یہ چند خصوصیات ذکر کی گئی ہیں:

۱۔　ان غسل خانوں کا رواج عرب میں بالکل نہ تھا۔ اسلامی فتوحات کے بعد ہی مسلمان عموماً ان سے واقف ہوئے۔

۲۔　اور اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے سامنے شروع شروع میں ان کی پوری کیفیت نہ تھی، چنانچہ ایک بار تو بالکل منع فرمادیا تھا پھر جب صحابہ کرامؓ نے اس کے فائدے ذکر کئے، تو تہبند کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔

۳۔　بیماروں کیلئے ان غسل خانوں میں نہانا مفید ہوتا ہے (مجمع الزوائد ص ۲۷۷، ج ۱)

۴۔　ان غسل خانوں میں شور و شغب بہت ہوتا تھا اور بے پردگی عام تھی۔ (مجمع الزوائد ص ۲۷۸، ج ۱)

حضرت ابن عمرؓ جب حمام میں جاتے اور نہلانے والا آپ کے بدن پر میل دور

Marfat.com

کرنے کی کوئی چیز ملتا تو جب وہ ناف تک پہنچتا تو آپ اس سے کہہ دیتے تھے "اخرج" تم باہر چلے جاؤ۔ (مجمع الزوائد ص ۲۷۹' ج ۱)

حضرت ابن عمرؓ کے اس طرز عمل کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا بتاتا ہے کہ عام لوگ اتنی احتیاط نہ کرتے تھے۔ اگر پردے کا اہتمام کیا جائے' تو اس قسم کے غسل خانوں میں نہانے میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قید کے ساتھ اجازت دی ہے اور جو غسل خانے عام طور پر گھروں میں بنائے جاتے ہیں جن میں ایک آدمی تنہا غسل کرتا ہے اور پردے کا مکمل انتظام ہوتا ہے ان میں غسل کی عام اجازت ہے۔ خواہ مرد نہائیں یا عورتیں' اور ان میں تہبند باندھنا بھی ضروری نہیں ہے۔

غسل کا طریقہ

حضرت عائشہؓ اور حضرت میمونہؓ سے آپؐ کے غسل کے بارے میں جو روایات بخاری و مسلم میں آئی ہیں ان سے غسل کے طریقے کی پوری تفصیل معلوم ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ آپ سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دو تین دفعہ دھوتے (کیونکہ ان ہاتھوں ہی کے ذریعے پوری جسم کو غسل دیا جاتا ہے)

اس کے بعد آپؐ مقام استنجا کو بائیں ہاتھ سے دھوتے اور دائیں ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ کو مٹی سے مل مل کر اور رگڑ رگڑ کر خوب مانجھتے اور دھوتے پھر اس کے بعد وضو فرماتے۔ اس کے بعد اسی طرح سر کے بالوں کو اہتمام سے دھوتے اور ہر بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کی کوشش کرتے۔ اس کے بعد باقی سارے جسم کو غسل دیتے۔ پھر غسل کی جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوتے۔ پہلے وضو میں آپؐ پاؤں دھونا چھوڑ دیتے وہ غسل سے فارغ ہو کر دھوتے۔

جنبی آدمی سے اختلاط

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں حالت جنابت میں مدینہ کی ایک گلی میں جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو آتے ہوئے دیکھا۔ میں سرک کر راستہ بدل گیا اور نہا دھو کر پھر حاضر خدمت ہوا۔ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تم کہاں گئے تھے؟ میں نے عرض کیا' حضورؐ میں ناپاک (یعنی جنبی) تھا میں نے ایسی حالت میں جنابؐ سے ملنا مکروہ (نامناسب) جانا۔ چنانچہ سرک گیا۔ نہایا اور پھر حاضر ہوا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! مسلمان پلید نہیں ہوتا۔ (بخاری ص ۴۲' ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہر حال میں پاک ہے۔ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ زندگی میں تو بالاتفاق اور مرنے کے بعد اکثر کے نزدیک' زندگی میں بھی خواہ وہ جنبی ہو یا نہ ہو پاک ہے۔ کیونکہ اس کے ظاہر بدن پر تو کوئی نجاست نہیں ہے جو نجاست ہے وہ صرف حکمی اور شرعی نجاست ہے۔ اس لیے حالت جنابت میں صرف نماز پڑھنا مسجد میں داخل ہونا' یا قرآن پاک کو چھونا اور تلاوت کرنا ممنوع ہے اور بس۔ جنبی مسلمان سے ملنا' مصافحہ کرنا' گفتگو کرنا' مل کر بیٹھنا' جسم سے جسم لگ جانا' اس کا جوٹھا پانی یا کھانا کھا پی لینا' ٹھیک ہے' اسی طرح اس کا پسینہ بھی ناپاک نہیں ہے۔

حالت حیض میں جماع کی حرمت

حیض کی حالت میں میاں بیوی کی مقاربت (خصوصی تعلقات) ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾ (بقرة : ٢٢٢)

آپؐ سے لوگ حیض کا حکم پوچھتے ہیں' کہو وہ ایک گندگی کی حالت ہے۔ اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ یہود میں یہ دستور تھا کہ جب عورت حالت حیض میں ہوتی' تو اس کے ساتھ کھانا پینا اور ایک گھر میں رہنا چھوڑ دیتے تھے۔ صحابہ نے یہود کا یہ حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی' جس کا حاصل یہ ہے کہ

"صرف فعل مباشرت سے پرہیز کرنا چاہئے۔ باقی تمام تعلقات بدستور برقرار

رکھے جائیں۔'' (ابن کثیر ص ۴۵۸' ج ۱)

حضرت عائشہؓ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ حائضہ عورت سے کہاں تک اختلاط جائز ہے' تو آپؓ نے فرمایا' سوائے مباشرت کے سب کچھ جائز ہے۔ (ابن کثیر ص ۴۵۹' ج ۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص نے اپنی عورت سے ایام ماہواری میں صحبت کی یا اغلام (قوم لوط کا فعل) کیا یا نجومی سے کوئی غیب کی بات پوچھی تو اس نے قرآن کو جھٹلایا۔ (ترمذی ص ۱۹' ج ۱)

بعض علماء کا مذہب ہے کہ جو شخص حالت حیض میں اپنی عورت کے پاس ابتدائی حیض کے دنوں میں جائے (جب تک خون کی رنگت رہتی ہے) تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر آخری ایام میں جماع کیا ہو تو نصف دینار خیرات کرے۔

لیکن اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ ایسے شخص کو نادم ہو کر توبہ کر لینی کافی ہے۔ دینار یا نصف دینار کا خیرات کرنا کوئی ضروری امر نہیں ہے۔ (معالم السنن للخطابی)

مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے کثرت سے مذی آتی تھی۔ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا' تو آپ نے فرمایا:

مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا' البتہ وضو کرنا ضروری ہے۔ (مسلم ص ۱۴۳' ج ۱)

انسان کے عضو مخصوصہ سے پیشاب کے علاوہ جو مادہ خارج ہوتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ منی ۲۔ مذی ۳۔ ودی

منی

وہ سفید پانی جو ٹپک کر نکلتا ہے اور نکلنے کے بعد کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ اسی مادہ سے اللہ تعالیٰ حضرت انسان کو پیدا فرماتے ہیں اور اسی مادے کے اخراج سے آدمی پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔

مذی

Marfat.com

وہ سفید سی رطوبت (یعنی لیس دار پانی) جو انتشار کے وقت بلا ارادہ منی سے پہلے نکلتا ہے اس سے غسل تو واجب نہیں ہوتا' لیکن وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

ودی

بعض لوگوں کی قوت مردمی (باہ) کمزوری ہوتی ہے' تو پیشاب کے بعد اور کبھی پہلے گاڑھا سفید منی کی شکل کا پانی نکلتا ہے اس کو ودی کہتے ہیں اس سے غسل واجب نہیں ہوتا' بلکہ جہاں لگے وہ جگہ دھو لینی چاہیے۔

حیض' استحاضہ اور نفاس کا حکم

عورتوں کو تین قسم کے خون آتے ہیں جو' یہ ہیں۔

۱۔ حیض ۲۔ استحاضہ ۳۔ نفاس

حیض

یہ ایک طبعی خون ہے جو ہر ماہ معین دنوں میں آتا ہے۔ فضلات رحم اس کے ساتھ خارج ہوتے ہیں۔ اگر صحت اچھی ہو تو یہ خون باقاعدہ آتا ہے۔ ان ایام میں نماز معاف ہے اور روزے کی قضاء ہے۔

مدت حیض

حنفیہ کے نزدیک حیض کی کم سے کم مدت تین دن' تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن' دس رات ہے۔ شافعیہ کے نزدیک اس کی کم سے کم مدت ایک دن ایک رات ہے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن' رات ہیں۔

ان دونوں اقوال کی تائید کسی صحیح حدیث سے نہیں ہوتی البتہ کچھ ضعیف روایات ان اقوال کی تائید میں ملتی ہیں صحیح حدیث سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ عموماً ہر ماہ میں حیض چھ یا سات دن رہتا ہے اور اگر کسی عارضہ سے خون زیادہ آنا شروع ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ جتنے دن اس کو پہلے حیض آیا کرتا تھا اتنے دن حیض کے سمجھے' خواہ چھ یا سات دن سے زیادہ ہوں یا کم' اور ان میں نماز نہ پڑھے اور باقی دنوں میں نماز پڑھے' کیونکہ وہ خون حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

Marfat.com

اگر عورت کو پہلے حیض نہیں آیا بلکہ بالغ ہوتے ہی جب خون شروع ہوا تو برابر شروع رہا اور چھ سات دن سے بڑھ گیا' تو اگر عورت ہوشیار ہو' جو حیض کے خون اور دوسرے خون میں تمیز کر سکتی ہو (کیونکہ خون حیض سیاہی مائل ہوتا ہے) تو وہ اپنی تمیز کے موافق عمل در آمد کرے۔ یعنی خون سیاہ کے دن حیض کے سمجھے اور باقی استحاضہ کے اور اگر عورت اتنی سمجھ والی نہ ہو' جو حیض کے خون کا دوسرے خون سے امتیاز کر سکے' تو پھر عام دستور کے مطابق چھ سات دن حیض کے مقرر کر لے اور ان دنوں میں نماز چھوڑ دے اور باقی دنوں میں نماز پڑھے۔

استحاضہ

خون استحاضہ وہ خون ہوتا ہے جو خون حیض کے معتاد دنوں کے بعد خاکی یا زرد رنگ کا جاری ہوتا ہے۔ یہ ایک غیر طبعی خون ہوتا ہے۔ جو کسی بیماری کی وجہ سے مسلسل آتا ہے اس سے بدن ناپاک نہیں ہوتا۔ جب عورت حیض کے معتاد دن پورے کر لے تو پھر اسے غسل کر کے نماز شروع کر دینی چاہئے استحاضہ میں میاں بیوی ہم بستری بھی کر سکتے ہیں۔ البتہ مستحاضہ کو ہر نماز کے وقت وضو کر لینا چاہئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہے:

فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں خون سے پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ حضور نے فرمایا' نہیں خون استحاضہ ایک رگ ہے' خون حیض نہیں ہے۔ جب تجھے حیض کے ایام آجائیں' تو نماز چھوڑ دو' جب گزر جائیں تو غسل کر کے نماز شروع کر دو۔ (موطا ص ۴۶)

نفاس

بچے کی پیدائش پر جو خون آتا ہے' اسے نفاس کہتے ہیں۔ اس کی حد چالیس دن ہے۔ اگر چالیس دن کے اندر بند ہو جائے تو عورت اپنے آپ کو پاک سمجھے خواہ ایک دن یا ایک رات ہو۔ سوا مہینہ (چالیس دن) کوئی شرط نہیں ہے جیسے آج کل عوام میں مشہور ہے۔ یہ محض جہالت ہے۔

اگر چالیس روز سے زیادہ خون جاری رہے تو وہ استحاضہ ہوگا۔ سلسل البول' جریان'

Marfat.com

لیکوریا کا بھی یہی حکم ہے۔ ایسے مریض ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرلیا کریں۔ اگر ہر نماز یا دو نمازوں کے لیے غسل بھی کرلیں، تو یہ افضل صورت ہے۔

مسنون یا مستحب غسل

شریعت نے جن حالات میں غسل کو فرض قرار دیا ہے اسکا بیان آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب وہ حالات ملاحظہ فرمائیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے غسل کا حکم تو دیا ہے لیکن یہ حکم بطور فرضیت کے نہیں بلکہ اس کا درجہ سنت کا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں چند مواقع ملاحظہ فرمائیں۔

جمعہ کیلئے غسل

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اذا جاء احدکم الجمعة فلیغتسل
(بخاری ص ۱۲۰، ج۱ - مسلم ص ۲۷۹، ج۱)

جب تم میں سے کوئی جمعہ کو آئے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے۔

یعنی نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے اس کو غسل کرکے آنا چاہئے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

ہر مسلمان پر حق (یعنی اس کے لئے ضروری) ہے کہ ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کرے۔ اس میں اپنے سر کے بالوں اور سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے۔ (مسلم ص ۲۸۰، ج۱)

ان دونوں احادیث میں جمعہ کے غسل کا تاکیدی حکم ہے اور بخاری و مسلم ہی کی ایک اور حدیث میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے غسل جمعہ کیلئے "واجب" کا لفظ بھی آیا ہے۔ لیکن اکثر ائمہ کرام اور علماء دین کے نزدیک اس سے فرض مراد نہیں بلکہ اس کا مقصد صرف تاکید ہے جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی مندرجہ بالا احادیث میں مذکور ہے۔

ابتداء اسلام میں جب کہ مسلمان موٹا کھاتے اور موٹا پہنتے تھے اور محنت و مشقت کی زندگی بسر کرتے تھے اور مسجد کے تنگ ہونے کی وجہ سے پسینہ آکر بدبو پھیل جاتی

تھی۔ اس وقت آپؐ نے یہ ضروری قرار دے دیا تھا کہ جمعہ کے دن ہر شخص غسل کر کے آئے۔ لیکن آج کے حالات میں اگرچہ وہ بات نہیں ہے۔ لیکن مسنون ہونے کی وجہ سے غسل ضرور کرنا چاہیے۔ نیز نظافت و پاکیزگی کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ جمعہ کے دن اہتمام سے غسل کیا جائے اور خوشبو وغیرہ کا بھی بقدر وسعت استعمال کیا جائے۔

غسل جمعہ کا اجر و ثواب

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائے اور اپنے (پاس کے موجود) کپڑوں میں سے عمدہ کپڑے پہن کر جمعہ کی نماز کو جائے (اور مسجد میں پہنچ کر) جس قدر ہو سکے نوافل اور سنتیں پڑھے اور کسی کو تکلیف نہ دے اور نماز سے فارغ ہونے تک خاموش رہے تو (یہ نماز) اس کے لئے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے تمام گناہوں کے لیے کفارہ ہو جائے گی۔ (صحیح ابن خزیمہ ص ۱۳۸، ج ۳)

میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص میت کو غسل دے، تو اسے بھی غسل کرنا چاہیے۔ (مشکوۃ ص ۹۳، ج ۱)

ائمہ دین نے کہا ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا فرض نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا جب انتقال ہوا، تو آپ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے آپ کو غسل دیا۔ غسل کے بعد وہ باہر آئیں اور جو مہاجرین (صحابہؓ) وہاں موجود تھے۔ ان سے دریافت کیا کہ آج سخت سردی ہے اور میرا روزہ بھی ہے۔ کیا میرے لیے غسل کرنا ضروری ہے؟ انہوں نے کہا "نہیں"۔ (موطا امام مالک ص ۲۰۴)

عیدین کے موقع پر غسل

اہل دین کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ وہ عیدین کے دن غسل، خوشبو اور حسب استطاعت عمدہ لباس پہننے کا اہتمام کرتے ہیں چنانچہ امام مالکؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ معمول نقل کیا ہے کہ وہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک ص ۱۴۵)

Marfat.com

نوٹ:۔ غسل عیدین کے سلسلہ میں مرفوع روایات جتنی بھی آئی ہیں وہ سب ضعیف ہیں

غسل احرام

حج یا عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ:

آپؐ نے احرام باندھنے کے لیے کپڑے اتارے اور غسل فرمایا۔ (ترمذی ص ۱۳۳' ج ۱)

مکہ مکرمہ میں داخلہ کے وقت غسل

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب مکہ آتے تو مکہ کے باہر ذی طویٰ نامی جگہ میں رات گزارتے اور صبح غسل کرنے کے بعد مکہ میں داخل ہوتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (مشکوۃ ص ۲۲۶' ج ۱)

وقوف عرفات کے لیے غسل

جو شخص حج کے لئے عرفات میں وقوف کرے اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے

حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ احرام باندھنے سے پہلے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے اور عرفات کی شام کو وقوف کرنے کے لئے غسل فرمایا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک ص ۳۲۸)

مسلمان ہونے پر غسل

حضرت ثمامہؓ بن اثال کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا۔ (بلوغ المرام ص ۱۹)

Marfat.com

مسواک کا بیان

مسواک کی اہمیت و فضیلت

طہارت و پاکیزگی اور نظافت کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں پر خاص طور سے زور دیا اور بڑی تاکید فرمائی ہے ان میں سے ایک مسواک بھی ہے۔ آپ مسواک کا غیر معمولی اہتمام فرماتے تھے اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے سو سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔

مسواک رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے

مسواک کے جو طبی فوائد ہیں اور بہت سے امراض کا اس کی وجہ سے جو تحفظ ہوتا ہے۔ آج کل ہر صاحب شعور اس سے کچھ نہ کچھ ضرور واقف ہے' لیکن دینی نقطہ نگاہ سے اس کی اصل اہمیت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بہت راضی کرنے والا عمل ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے

السواك مطهرة للفهم ومرضاة للرب (نسائی ص ۳، ج ۱)

مسواک منہ کو بہت زیادہ پاک صاف کرنے والی اور خدا کو بہت زیادہ راضی کرنے والی چیز ہے۔ کسی چیز میں حسن و خوبی کے دو پہلو ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ حیات دنیوی کے لحاظ سے فائدہ مند اور عام انسانوں کے نزدیک پسندیدہ ہو اور دوسرے یہ کہ وہ اللہ کی محبوب اور اجر اخروی کا وسیلہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں بتلایا ہے کہ مسواک میں یہ دونوں چیزیں جمع ہیں۔ اس سے منہ کی صفائی ہوتی ہے' گندے' مضرت رساں اور غلیظ مادے خارج ہو جاتے ہیں' نیز منہ کی بدبو زائل ہو جاتی ہے۔ یہ اس کے نقد دنیوی فوائد ہیں اور دوسرا اخروی اور ابدی نفع اس کا یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہونے کا بھی وسیلہ و ذریعہ ہے۔

ایک دوسری حدیث میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر بہت مشقت پڑ جائے گی' تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنا ان پر لازم کر دیتا" (مسلم ص ۱۲۸' ج ۱)

Marfat.com

حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مسواک کی محبوبیت اور اس کے عظیم فوائد دیکھتے ہوئے میرا جی چاہتا ہے کہ اپنے ہر امتی کیلئے حکم جاری کردوں کہ وہ ہر نماز کے وقت مسواک ضرور کیا کرے۔ لیکن ایسا حکم میں نے صرف اس خیال سے نہیں دیا کہ اس سے میری امت پر بہت بوجھ پڑجائے گا۔ اور ہر ایک کے لئے اس کی پابندی مشکل ہوگی۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ بھی ترغیب و تاکید اور تحریص کا ایک عنوان ہے اور بلاشبہ بڑا موثر عنوان ہے۔ مذکورہ حدیث کی بعض روایات میں عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ کی بجائے عِنْدَ کُلِّ وُضُوْءٍ بھی وارد ہے۔ (جامع الصغیر ص ۱۳۲)

وصیت جبرائیل

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

اللہ کے فرشتے جبرائیلؑ جب بھی میرے پاس آئے ہر دفعہ انہوں نے مجھے مسواک کے لئے ضرور کہا۔ خطرہ ہے کہ (جبرائیل کی بار بار کی اس تاکید و وصیت کی وجہ سے) میں اپنے منہ کے اگلے حصہ کو مسواک کرتے کرتے کہیں چھیل نہ ڈالوں (مسند احمد ص ۲۶۳' ج ۵)

مسواک کے بارہ میں حضرت جبرائیلؑ کی بار بار یہ تاکید و وصیت دراصل اللہ ہی کے حکم سے تھی اور اس کا خاص راز یہ تھا کہ جو ہستی اللہ تعالیٰ سے مخاطب اور مناجات میں ہمہ وقت مصروف رہتی ہو اور اللہ کا فرشتہ جس کے پاس بار بار آتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت اور اس کی طرف دعوت جس کا خاص وظیفہ ہو۔ اس کے لئے خاص طور سے ضروری ہے کہ وہ مسواک کا بہت زیادہ اہتمام کرے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ مسواک کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔

مسواک کے خاص اوقات اور مواقع

نیند سے بیداری کے بعد

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ دن میں یا رات میں جب بھی نیند سے بیدار ہوتے' تو وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور فرماتے۔ (ابوداؤد ص ۹' ج ۱)

Marfat.com

نماز تہجد سے پہلے

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب رات میں تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو آپؐ کا معمول تھا کہ مسواک سے اپنے منہ کو خوب اچھی طرح صاف فرماتے اور (پھر وضو کرکے تہجد میں مشغول ہو جاتے) (بخاری ص ۱۵۳ ج ۱، مسلم ص ۱۲۸ ج ۱)

تلاوت قرآن کے وقت

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بندہ جب مسواک کرتا ہے۔ پھر نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا ہے، تو ایک فرشتہ اس کے پیچھے کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کی قرات سنتا ہے اور اس کے بہت قریب آجاتا ہے یہاں تک کہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے۔ (بزار ص ۲۴ ج ۲)

قرآن مجید کا جو بھی لفظ اس (نمازی) کے منہ سے نکلتا ہے (سیدھا) فرشتے کے پیٹ میں پہنچتا ہے اس لیے تم اپنے منہ قرآن مجید کے لیے صاف ستھرے رکھا کرو۔

جس طرح تتلی پھول کی، اور پروانہ شمع کا عاشق ہوتے ہیں اسی طرح خدا کی یہ نورانی مخلوق فرشتے بھی تلاوت و ذکر اور اعمال خیر کے عاشق ہیں جہاں بھی اس طرح کی مجلسیں دیکھتے ہیں فوراً جا پہنچتے ہیں۔ اب جو بندہ اچھی طرح وضو کرکے پاک صاف ہو گیا مسواک کے ذریعہ اپنا منہ بھی اس نے صاف ستھرا کر لیا، نماز کی نیت باندھ لی اور کلام اللہ کی تلاوت میں مشغول ہو گیا، تو یوں سمجھئے کہ وہ ملکوتی دنیا میں پہنچ گیا اور فرشتوں کا نہایت محبوب بن گیا اب اس میں اور فرشتوں میں کسی طرح کا فاصلہ نہیں رہا اس کی زبان سے نکلنے والے ہر لفظ پر فرشتے لپک رہے ہیں۔

گھر میں داخل ہوتے وقت

شریح بن ہانیؒ کا بیان ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب باہر سے گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے کیا کام کرتے؟ تو انہوں نے فرمایا سب سے پہلے آپؐ مسواک فرماتے۔ (مسلم ص ۱۲۸ ج ۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسواک صرف وضو ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ سو کر اٹھنے کے بعد اور مسواک کئے زیادہ دیر گزرنے کے بعد اگر وضو کرنا نہ بھی

ہو' تب بھی مسواک کر لینی چاہئے۔

غالباً انہی احادیث کی بنا پر علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کرنا یوں تو ہر وقت مستحب اور باعث اجر و ثواب ہے لیکن پانچ مواقع پر مسواک کی اہمیت زیادہ ہے۔

(۱) وضو کے وقت (۲) نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت (۳) قرآن مجید کی تلاوت کے لئے (۴) نیند سے بیدار ہوتے وقت (۵) منہ میں بدبو پیدا ہو جانے یا دانتوں کے رنگ میں تغیر آجانے کے وقت۔ (فقہ السنہ ص ۴۵' ج ۱' سبل السلام ص ۴۱' ج ۱)

جس کے دانت نہ ہوں

جس شخص کے دانت نہ ہوں تو اس کے لئے سنت یہ ہے کہ اپنی انگلیوں سے ہی مسواک کا کام لیتے ہوئے منہ کی صفائی کرلے۔ حدیث میں ایسا ہی ذکر آیا ہے۔ (فقہ السنہ ص ۴۲' ج ۱' سبل السلام ص ۴۱' ج ۱)

مسواک کرنا سنت انبیاء ہے

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

چار چیزیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں۔

(۱) شرم و حیا (۲) خوشبو لگانا (۳) مسواک کرنا (۴) نکاح کرنا

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۴' ج ۱)

نماز کا درجہ بڑھانے میں مسواک کا اثر

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ نماز جس کے لیے مسواک کی جائے اس نماز کے مقابلہ میں جو بلا مسواک کے پڑھی جائے' ستر درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۵' ج ۱)

جس کام میں محنت و مشقت زیادہ ہو عام قاعدہ ہے کہ اس کی قدر و قیمت اور اجر و ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے لیکن اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ عمدگی خوشنمائی اور سلیقہ مندی بھی بڑی اہم چیز ہے ایک کام بہت معمولی توجہ اور کوشش سے اگر بہت عمدہ ہو سکتا ہے تو اس معمولی توجہ کی بھی بہت اہمیت ہوگی۔ مسواک کا معاملہ

Marfat.com

کچھ اسی طرح کا ہے۔ اس میں اگرچہ محنت کچھ بھی نہیں ہے' لیکن نماز کی خوبی و عمدگی میں اس سے اضافہ ہوتا ہے اور انسان بارگاہ خداوندی میں جس منہ سے ہمکلامی کرنے والا ہے ..... ک صاف کر کے تیار ہو جاتا ہے۔

بیداری کے بعد ہاتھ دھونا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ برتن میں نہ ڈالے۔ جب تک اسے تین دفعہ نہ دھولے' کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ رات میں اس کا ہاتھ کہاں کہاں لگتا رہا۔" (مشکوۃ ص ۴۵' ج ۱)

جمہور علماء نے ہر نیند کے بعد ہاتھوں کو دھونا مستحب کہا ہے لیکن امام احمدؒ اس کو رات کی نیند سے خاص کرتے ہیں کیونکہ ترمذی میں اذا استیقظ احدکم من اللیل کے الفاظ آئے ہیں پھر برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے لیکن امام احمدؒ اس کے واجب ہونے کے قائل ہیں۔

امام بخاریؒ بھی جمہور علماء کی تائید کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے صحیح بخاری میں ایک باب یوں منعقد کیا ہے:۔

"کیا جنبی اپنے ہاتھ دھونے سے پہلے برتن میں ڈال سکتا ہے جبکہ جنابت کے سوا ہاتھ میں کوئی گندگی نہ لگی ہو"

اسکے تحت امام بخاریؒ نے حضرت ابن عمرؓ اور حضرت براءؓ کا یہ اثر نقل کیا ہے کہ وہ اپنا ہاتھ وضو کے پانی میں بغیر دھوئے ڈال دیا کرتے تھے۔ (فتح الباری ص ۲۷۴' ج ۱)

شیطان کا ناک پر رات گزارنا

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے اور وضو کرے اسے چاہئے کہ تین دفعہ ناک جھاڑے۔ کیونکہ شیطان اس کی ناک پر رات گزارتا ہے۔ (مشکوۃ ص ۴۵' ج ۱)

شیطان کا رات گزارنا تو حقیقت ہے لیکن اس کی کیفیت کو ہم نہیں سمجھ سکتے ایسی چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے' لیکن ان کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینی چاہئے۔ پھر

Marfat.com

ناک پر رات گزارنے کا مطلب یہ ہے کہ دیر تک سوئے رہنے کی وجہ سے ناک میں گندگی جمع ہو جاتی ہے جس سے سستی سی پیدا ہو جاتی ہے اور فساد ذہن اور قوت متفکر میں خرابی کا امکان زیادہ ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں شیطان کو وسوسہ ڈالنے میں مدد ملتی ہے اور ذکر و فکر سے روکنا آسان ہو جاتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۲۴۰' ج ۱)

وضو کا بیان

وضو کی فضیلت و برکت

وضو کی عظمت و اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہو گی کہ خود قرآن میں نہ صرف اس کا حکم ہے بلکہ تفصیلاً" مذکور ہے کہ وضو میں کن کن اعضاء کو دھویا جائے۔ نیز یہ بھی وضاحت کی کہ وضو نماز کے لئے لازمی شرط ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ (المائدة : ٦)

مومنو! جب تم نماز کے لیے اٹھو' تو پہلے اپنے چہروں کو دھو لو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھو لو۔ اور اپنے سروں پر مسح کر لو اور پھر اپنے دونوں پیروں کو ٹخنوں تک دھو لو۔

رسول اللہ ﷺ نے وضو کی فضیلت و برکت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

میں قیامت کے روز اپنی امت کے لوگوں کو پہچان لوں گا۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ یہ کیسے؟ وہاں تو ساری دنیا کے انسان جمع ہوں گے۔ فرمایا ایک پہچان یہ ہو گی کہ "وضو کی وجہ سے میری امت کے چہرے اور ہاتھ' پاؤں جگمگا رہے ہوں گے" (فتح الربانی لترتیب مسند احمد بن حنبل الشیبانی ص ۳۰' ج ۲)

مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا' جہاں تک اس کا وضو پہنچے گا" (مشکوۃ ص ۳۹' ج ۱)

جو لوگ نماز نہیں پڑھتے' وضو نہیں کرتے' خدا معلوم ان کی علامت کیا ہو گی وہ لوگ امت میں شمار بھی ہو سکیں گے یا نہیں۔ خوف خدا سے ہر آدمی کو نماز کی پابندی کرنی چاہئے۔

Marfat.com

وضو آدھا ایمان ہے

حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"وضو نصف ایمان ہے" (مشکوٰۃ ص ۳۸' ج ۱)

اس حدیث میں لفظ ایمان سے بعض نے نماز مراد لی ہے جیسا کہ آیت "**وما کان اللہ لیضیع ایمانکم**" میں ایمان سے مراد نماز ہے۔ نماز چونکہ وضو کے بغیر نہیں ہوتی اس لئے آدھی نماز وضو ہے اور بعض نے حقیقی ایمان مراد لیا ہے پھر تنصیف اس طرح بنائی ہے کہ ایمان لانے سے چونکہ پچھلے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وضو کرنے سے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں ' تو آدھے گناہ وضو سے بھی معاف ہو گئے اس لئے ایمان کا نصف وضو ہو گیا۔

وضو کی نگہداشت مومن ہی کر سکتا ہے

حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ٹھیک ٹھیک راہ حق پر قائم رہو تم ہرگز راہ حق پر جمے رہنے کا حق ادا نہ کر سکو گے۔ (لہٰذا اپنے قصور اور عاجزی کا احساس کرو) اور خوب سمجھ لو کہ تمہارے سارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے اور وضو کی پوری پوری نگہداشت تو بس مومن ہی کر سکتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۹' ج ۱)

وضو کی نگہداشت اور اس کے اہتمام میں ہر ہر عضو کو اچھی طرح آداب و مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے دھونا بھی شامل ہے اور اکثر اوقات باوضو رہنا بھی وضو کے اہتمام ہی میں داخل ہے اور ظاہر ہے کہ بدن کی پاکی کا اس قدر اہتمام وہی کر سکتا ہے جس کی روح بھی پاک اور نور ایمان سے منور ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں "ہمیشہ (ہروقت) باوضو رہنا شیطان سے محفوظ رہنے کا سب سے بڑا سبب ہے۔" (حجۃ اللہ البالغہ)

وضو سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

Marfat.com

جب کوئی مومن وضو کرتا ہے تو کلی سے اس کے منہ کے تمام گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک جھاڑتا ہے تو ناک کے تمام گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے تمام گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ نکل جاتے ہیں' یہاں تک کہ کانوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے' تو اس کے پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس کا نماز کیلئے جانا اور نماز پڑھنا اس کیلئے (درجات کی بلندی کا) باعث ہے۔ (مشکوۃ ص ۳۹' ج ۱)

وضو گناہوں کی صفائی اور معافی کا ذریعہ ہے

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے وضو کیا اور (بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق) خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے سارے گناہ نکل جائیں گے یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی۔ (صحیح مسلم ص ۱۲۱' ج ۱)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وہدایت کے مطابق باطنی پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے آداب وسنن وغیرہ کی رعایت کے ساتھ اچھی طرح وضو کرے گا' تو اس سے صرف اعضائے وضو کی میل کچیل اور حدث والی باطنی ناپاکی ہی دور نہ ہوگی' بلکہ اس کی برکت سے اس کے سارے جسم کے گناہوں کی ناپاکی بھی نکل جائے گی اور وہ شخص حدث سے پاک ہونے کے علاوہ گناہوں سے بھی پاک صاف ہوجائے گا۔

میدان حشر میں نورانی چہرے

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان امتی یدعون یوم القیامۃ غرا محجلین من اثار الوضوء (صحیح بخاری ص ۲۵، ج ۱ - صحیح مسلم ص ۱۲۶، ج ۱)

Marfat.com

قیامت کے دن میری امت بلائی جائے گی تو وضو کے اثر سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے نورانی اور روشن ہوں گے۔

یعنی دنیا میں تو وضو کا ایک یہی اثر نظر آتا ہے کہ اس سے اعضاء وضو دھل کر پاک وصاف ہو جاتے ہیں۔ اور طبیعت کو ایک طرح کی تازگی اور انبساط حاصل ہوتا ہے لیکن آخرت میں اس کی برکت یہ ظاہر ہوگی کہ یہ اعضاء روشن اور چمکدار ہوں گے اور انسانوں کے اس جنگل میں اہل ایمان کی یہ ایک بڑی پہچان ہوگی۔ دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اپنی امت کے جو افراد آپ (ﷺ) نے دیکھے نہیں قیامت میں آپؐ انہیں کیسے پہچانیں گے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے" (ابن ماجہ ص ۲۵، ج ۱)

مومن کا زیور

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دوست حضرت محمد ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

تبلغ الحلية من المؤمن حيث يبلغ الوضوء (مسلم ص ١٢٧، ج ١)

(بہشت میں) مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔

خشک ایڑیوں کے لئے عذاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے (وضو کیا مگر) ایڑیاں نہیں دھوئیں، تو آپؐ نے فرمایا:

ويل للاعقاب من النار (بخاری ص ٢٨، ج ١- مسلم ص ١٢٤، ج ١)

(ایسی) ایڑیوں کے لئے جہنم کی ہلاکت و بربادی ہے۔

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ويل للاعقاب وبطون الاقدام من النار (ابن خزیمه ص ٨٤، ج ١)

ایڑیوں اور قدم کے اندر والے حصے کے لئے جہنم کی ہلاکت و بربادی ہے۔

Marfat.com

ناقص وضو کے برے اثرات

اعضاء وضو میں اکثر حصے تو ایسے ہیں جن پر پانی پڑتے ہی خود بخود آسانی سے سب جگہ پہنچ جاتا ہے لیکن بعض حصے ایسے ہوتے ہیں' جن پر اگر خاص طور پر ارادہ و توجہ کرکے پانی نہ پہنچایا جائے تو وہ خشک رہ جاتے ہیں جیسے ایڑی' پاؤں کے تلوے اور انگلیوں کے درمیان کی جگہ اس لئے ان احادیث میں ان جگہوں کے متعلق خاص تاکید فرمائی گئی تاکہ ان جگہوں کی طرف سے غفلت نہ ہو جائے۔

حضرت ابو روح کلاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ایک بار رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھاتے وقت سورۂ روم پڑھی۔ آپکو اس میں اشتباہ ہو گیا۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا شیطان نے ہماری قراءت میں شبہ ڈال دیا اور اس کا سبب وہ لوگ ہیں' جو وضو کئے بغیر نماز کو آجاتے ہیں۔ لہٰذا جب تم لوگ نماز کو آؤ تو اچھی طرح وضو کرکے آیا کرو"

(فتح الربانی ص ۳۲۶' ج ۲)

جماعت میں چونکہ سب کی نماز ایک دوسرے سے مل جاتی ہے اسلئے اگر کسی میں کوئی خوبی ہے تو اس سے سب کو فائدہ ہوتا ہے اور اگر کوئی نمازی اپنے ساتھ کوئی برائی لے کر آتا ہے تو اسکے اثرات بھی دوسروں پر پڑتے ہیں۔ غور کیجئے کہ وضو کے ناقص ہونے کا اثر کہاں تک ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو قراءت میں شبہ واقع ہو گیا۔

کامل وضو کرنے کی تاکید اور اسے ادھورا چھوڑنے پر وعید

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یا تو تم انگلیوں کے درمیان وضو (کا پانی) خوب اچھی طرح پہنچالیا کرو ورنہ (جہنم کی آگ) خوب خوب ان انگلیوں میں پہنچائی جائے گی۔ (مجمع الزوائد ص ۲۳۶' ج ۱)

ناپسندیدگی کے باوجود وضو سے بلندی درجات

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اے صحابہؓ) کیا میں تمہیں ایسے اعمال نہ بتادوں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دے اور درجے بلند فرمادے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا' حضورؐ! ضرور فرمائیے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

۱۔ طبیعت کی ناگواری کے باوجود اچھی طرح پورا وضو کرنا۔

۲۔ مسجدوں کی طرف قدموں کی کثرت۔

۳۔ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنا۔ بس یہی ہے حقیقی "رباط"۔ یہی ہے حقیقی "رباط"۔ یہی ہے اصل "رباط" (مسلم ص ۱۲۷، ج ۱)

جو نیکی دل کو پسند ہو اور خدا تعالیٰ کا حکم بھی ہو، ثواب تو اللہ تعالیٰ اس پر یقیناً دیتا ہے لیکن جو نیکی محض حکم الٰہی ہونے کی خاطر کی جائے اور طبیعت کو پسند نہ ہو اس پر اجر و ثواب زیادہ ہے۔

سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا طبیعت کو کس قدر گراں گزرتا ہے۔ مگر طبیعت کی گرانی و ناپسندیدگی سے بے پرواہ ہو کر جب ایک مومن خدا کے حکم کو پورا کرتا ہے تو خدا کے نزدیک بندے کا یہ جذبہ بہت قابل قدر ہوتا ہے۔

وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے آپؐ سے پانی مانگا۔ آپؐ نے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ پانی ہے؟ تو آپؐ نے اس میں ہاتھ رکھا اور فرمایا "بسم اللہ پڑھ کر وضو کرو"۔ (نسائی ص ۳، ج ۱)

مسند احمد اور سنن میں سعید بن زیدؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

"اس شخص کا کوئی وضو نہیں ہے جس نے اللہ کا نام نہیں لیا"

(مشکوٰۃ ص ۳۶، ج ۱، بلوغ الامانی ص ۲۰، ج ۲)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں، وضو کے بارے میں یہ حدیث سب سے احسن ہے۔

(ترمذی ص ۳، ج ۱)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ:

جس کا وضو نہیں ہے اس کی نماز نہیں ہے اور جس نے اللہ کا نام لے کر وضو نہیں کیا۔ اس کا وضو نہیں ہوا۔ (ابوداؤد ص ۱۵، ج ۱، بلوغ الامانی ص ۲۰، ج ۲)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:۔

جس نے اللہ کا نام لے کر وضو نہیں کیا وضو سے محروم رہا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۶ ج ۱)
ان مذکورہ تمام روایات کی اسناد اگرچہ محل نظر ہے، لیکن حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ: "ان احادیث کا مجموعہ تسمیہ کی اصلیت کو قوی کردیتا ہے" (تلخیص ص ۷۵ ج ۱)
امام شوکانیؒ فرماتے ہیں "مذکورہ احادیث وضو میں تسمیہ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں چنانچہ حضرت امام احمدؒ تسمیہ کو واجب قرار دیتے ہیں اور باقی ائمہ ثلاثہ بسم اللہ پڑھنے کو سنت کہتے ہیں۔ اگر بالفرض یہ احادیث نہ بھی ہوتیں تب بھی اس کا سنت ہونا ثابت تھا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہر اچھے کام کو بسم اللہ سے شروع کرتے اور فرماتے "جس کام کو بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے اس میں برکت نہیں ہوتی" (نیل الاوطار ص ۱۳۶ ج ۱)

وضو سے قبل دعائیں

وضو سے پہلے سوائے بسم اللہ کے کوئی دعا صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے جو لوگ وضو میں ہر عضو پر دعائیں پڑھتے ہیں وہ سب ایجاد بندہ ہیں سنت اور صحابہ کے عمل سے ثابت نہیں۔ صرف ایک دعا رسول اللہ ﷺ سے وضو کے دوران ثابت ہے وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہؐ وضو کرتے ہوئے پاؤں دھونے پر آتے تو یہ دعا پڑھتے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

"اے اللہ میرے گناہ معاف کردے اور میرا گھر کشادہ کردے اور میرے رزق میں برکت عطا فرما"

وضو کا مسنون طریقہ

نبی اکرم ﷺ جب نماز کا ارادہ فرماتے، تو وضو کا پانی لیتے اور بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوتے پھر تین دفعہ کلی کرتے اور مسواک بھی کرتے پھر تین دفعہ ناک میں پانی ڈالتے اور بائیں ہاتھ سے ناک چھڑک چھڑک کر خوب اچھی طرح صاف کرتے (اگر تین دفعہ پانی لے کر آدھا منہ میں اور آدھا ناک میں ڈال لیا جائے تو بھی درست ہے) پھر تین دفعہ منہ دھوتے اور ڈاڑھی مبارک کا خلال کرتے (یعنی پانی کا چلو لے کر ہاتھوں کی انگلیاں ڈاڑھی کے بالوں میں داخل کرکے ملتے، تاکہ بالوں کی جڑوں تک پانی

پہنچ جائے اور اچھی طرح تر ہو جائیں اور آنکھوں کے گوشوں کو بھی ملتے) پھر تین دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوتے۔ پھر الگ پانی لے کر پیشانی مبارک کے بالوں سے دونوں ہاتھ رکھ کر گدی تک لے جاتے۔ پھر گدی سے پیشانی تک واپس لاتے۔ یعنی جہاں سے شروع کیا تھا وہاں ختم کرتے۔ یہ مسح صرف ایک دفعہ کرتے (اور اگر آپؐ کے سر پر عمامہ مبارک ہوتا تو اسے اوپر کر کے سر کے کچھ حصہ تک سر پر اور باقی عمامہ کے اوپر سے سر کے آخری حصہ تک مسح کرتے) پھر نیا پانی لے کر دونوں ہاتھ کی شہادت کی انگلی دونوں کانوں کے سوراخ میں رکھ کر کان کے اندر مسح کرتے۔ انگوٹھوں کو کان کی پشت پر پھیرتے (گردن کا مروجہ مسح ثابت نہیں ہے) پھر تین بار ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں چھوٹی پنڈلی تک دھوتے' پہلے دایاں پھر بایاں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے۔

نوٹ :۔ ہر عضو کو تین دفعہ دھونا سنت ہے۔ اگر ایک یا دو پر اکتفا کر لیا جائے تو بھی درست ہے۔

وضو کے بعد اذکار

حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے جو شخص بھی وضو کرے اور اعضاء کو پوری طرح دھوئے اور یہ دعا پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی بھی مستحق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے کوئی بھی اس کا

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

شریک نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے (کامل) بندے اور اس کے رسول ہیں

ترمذی نے شہادتین کے بعد ان الفاظ کا اضافہ بھی ذکر کیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

Marfat.com

اے اللہ مجھے توبہ کرتے رہنے والوں میں شامل کر اور مجھے پاکیزہ بنا۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد اور احمد نے جن سندوں سے روایت کیا ہے۔ ان میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ وضو کرنے والا خوش اسلوبی سے وضو کرے اور آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر مذکورہ دعا پڑھے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھتا ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

تو پاک ہے۔ اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے بخشش

اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

کا طلبگار ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں

تو اس کو سر بمہر کر کے عرش الٰہی کی طرف اٹھا دیا جاتا ہے جہاں وہ مہر قیامت تک نہیں توڑی جائے گی۔

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں "اس سے زیادہ وضو کی دعا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے بعض لوگ وضو کے خاتمہ پر سورت "انا انزلنہ" پڑھتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے جو کچھ سنت سے ثابت ہو وہی کرنا چاہئے خدا کی رضا اسی میں ہے۔" (نیل الاوطار ص ۲۰۵ ج ۱)

تحیۃ الوضو کی فضیلت

حضرت عقبہؓ بن عامر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اچھی طرح وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پوری توجہ سے پڑھے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۹، ج ۱)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو کے بعد کم از کم دو نفل ضرور پڑھ لینے چاہئے۔ یہ نفل تحیۃ الوضو کہلاتے ہیں۔ اگر زیادہ ہوں تو بہتر ہے، ورنہ کم از کم دو تو ضرور ہوں۔ حضرت بلالؓ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت میں اپنے آگے دیکھا۔ وہ انہی نوافل کی بدولت وہاں پہنچے تھے۔

سنت کے مطابق وضو کی فضیلت

حضرت ابو ایوبؓ سے مروی ہے کہ:

من توضا کما امر وصلی کما امر غفرله ما تقدم من عمل (نسائی ص ۲۰، ج ۱)

جس نے وضو اور نماز سنت کے مطابق ادا کی تو اسکے پہلے گناہ معاف ہو گئے۔

تین بار سے زیادہ پانی کا استعمال ممنوع ہے

عمرو بن شعیب' اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی وضو کے بارے میں سوال کرتے ہوئے (یعنی وضو کا طریقہ پوچھتے ہوئے) رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے اسکو اعضاء کا تین بار دھونا دکھایا۔ اسکے بعد آپؐ نے اس اعرابی سے فرمایا کہ وضو ایسے کیا جاتا ہے جس نے اس میں اپنی طرف سے اضافہ کیا' تو اس نے برائی' زیادتی اور ظلم کیا۔ (نسائی ص ۲۰' ج ۱)

نوٹ: اگرچہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ جس نے احکامات اسلام میں اپنی عقل اور اپنی سمجھ کے مطابق کوئی کمی یا اضافہ کیا اس نے اپنے آپ پر بد ترین زیادتی اور ظلم کیا۔ اور اپنے حق میں آگ کا سودا کیا۔

وضو کے پانی میں اسراف منع ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص کے متعلق آتا ہے کہ ایک دفعہ وہ وضو کر رہے تھے اور اس میں پانی کے استعمال میں فضول خرچی سے کام لے رہے تھے تو اتفاقاً رسول اللہؐ ان کے پاس سے گزرے' تو آپؐ نے فرمایا: ہاں! یہ بھی اسراف میں داخل ہے' اگرچہ تم کسی جاری نہر کے کنارے پر ہی کیوں نہ ہو" (ابن ماجہ' ص ۲۴' ج ۱)

وضو کے بعد تولیہ یا رومال کا استعمال

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا:

جب آپؐ وضو فرماتے' تو اپنے کپڑے کے کنارے سے چہرہ مبارک پونچھ لیتے۔

(ترمذی' ص ۹' ج ۱)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اس سلسلہ میں کچھ دیگر روایات

بھی موجود ہیں' مگر سند کے لحاظ سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے بدیں وجہ علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض کراہت کے قائل ہیں اور بعض جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔

صاحب تحفۃ الاحوذی علماء کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں میرے نزدیک جواز کا فتویٰ زیادہ راجح ہے۔ (تحفۃ الاحوذی' ص ۵۸' ج ۱)

ایک وضو سے کئی نمازیں جائز ہیں

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہؐ نے کئی نمازیں ایک وضو سے ادا فرمائیں اور موزوں پر مسح بھی کیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ آج کے دن آپؐ نے وہ کام کیا جسے پہلے آپؐ نہ کرتے تھے' تو آپؐ نے فرمایا "میں نے قصداً ایسا کیا ہے۔" (مسلم' ص ۱۳۵' ج ۱)

جنگ احزاب (خندق) میں بھی رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی وضو سے کئی ایک نمازیں پڑھیں اور فرمایا "جب تک وضو نہ ٹوٹے اس سے کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں"

ان چیزوں کا بیان جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

بے وضو نماز نہیں ہوتی

نماز کے لیے وضو ضروری ہے' وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی' عذر کی وجہ سے وضو نہ ہو سکے تو "تیمم" اس کی جگہ کام دے سکتا ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نماز جنت کی چابی ہے اور نماز کی چابی طہارت یعنی وضو ہے" (مشکوٰۃ' ص ۳۹' ج ۱)

جس طرح کوئی شخص مقفل گھر میں چابی سے تالہ کھولے بغیر داخل نہیں ہو سکتا' اسی طرح بغیر وضو کے نماز میں داخلہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تقبل صلوة من احدث حتی یتوضا (مشکوۃ ص ۴۰، ج ۱)

جس کا وضو نہ ہو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جب تک وضو نہ کرلے۔

ذیل میں ان چیزوں کا بیان ملاحظہ فرمائیں جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

Marfat.com

بول و براز اور جنابت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾ (نساء : ۴۳)

اے ایمان والو! تم جب نشے میں مست ہو تو نماز کے قریب بھی نہ جاؤ۔ جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور نہ جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کرلو۔ ہاں اگر راہ چلتے مسافر ہو تو اور بات ہے اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور ہاتھ مل لو۔ بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا' بخشنے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے ہوشی' جنابت' بول و براز اور عورت سے مباشرت کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا "مذی کے نکلنے سے وضو لازم ہے اور منی کے نکلنے سے غسل واجب ہے" (ترمذی' ص ۳۱' ج ۱)

ہوا خارج ہونے سے وضو

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ اسکی نماز قبول نہیں کرتا۔ تاوقتیکہ وہ وضو نہ کرلے"

حضر موت سے آئے ہوئے ایک شخص نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا'

Marfat.com

وضو ٹوٹنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: آواز کے ساتھ یا آواز کے بغیر ہوا کا خارج ہونا۔ (بخاری' ص ۲۵' ج ۱)

شک سے وضو نہیں ٹوٹتا

خروج ہوا کے بارے میں خواہ مخواہ شک میں نہیں پڑنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر کوئی شخص اپنے پیٹ میں کوئی چیز پائے اور اس کیلئے یہ سمجھنا مشکل ہو جائے کہ آیا اس کے پیٹ سے کوئی چیز نکلی ہے یا نہیں' تو اسے مسجد سے اس وقت تک نکلنا نہیں چاہیے۔ جب تک وہ آواز نہ سنے یا بو نہ پائے۔ (مسلم' ص ۱۵۸' ج ۱)

یعنی اسے یقین ہو جائے کہ اس کے پیٹ سے کوئی چیز خارج ہوئی ہے۔

نیند سے وضو

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

آنکھ ہوا کے خارج ہونے کی جگہ کا ڈھکنا ہے اس لئے جب تم میں سے کوئی سو جائے' تو وضو کرے۔ (ابن ماجہ ص ۳۷' ج ۱' ابوداؤد ص ۳۰' ج ۱)

لیکن اس سے مراد وہ گہری نیند ہے جس میں انسان بے قابو ہو جائے اور وہ زمین پر بیٹھا نہ رہ سکے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہؓ عشاء کی نماز کا انتظار کیا کرتے تھے یہاں تک کہ (بیٹھے بیٹھے) ان کے سر جھوم جاتے۔ پھر وہ اٹھتے اور وضو کیے بغیر نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد ص ۳۰' ج ۱)

بے ہوشی

بے ہوشی' خواہ جنون سے ہو یا غشی سے' نشہ سے ہو یا دوا سے خواہ کم ہو یا زیادہ' خواہ انسان زمین پر بیٹھا رہ سکتا ہو یا نہ رہ سکتا ہو اس سے وضو بہرحال ٹوٹ جائے گا۔ کیونکہ بے ہوشی میں انسان کو اپنے جسم سے کسی چیز کے نکلنے یا نہ نکلنے کا پتہ نہیں چل سکتا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے (المغنی ص ۱۴۳' ج ۱)

Marfat.com

شرمگاہ کا چھونا

اگر شرمگاہ کو اس طرح چھوا جائے کہ درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت بسرہ بنت صفوانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھوئے تو وہ نماز نہ پڑھے۔ تاوقتیکہ وضو نہ کرے۔

(ابوداؤد ص ۲۷ ج ۱۔ ترمذی ص ۲۵ ج ۱۔ نسائی ص ۲۲ ج ۱)

نکسیر اور قے

ان دونوں سے وضو کر لینے میں احتیاط ہے۔

ان چیزوں کا بیان جن سے وضو نہیں ٹوٹتا

ذیل میں ہم ان چیزوں کا ذکر کرتے ہیں جن کے متعلق بظاہر یہ خیال ہوتا ہے کہ ان سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' حالانکہ وہ ناقص وضو نہیں ہیں۔

عورت کو چھونا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا بوسہ لیا حالانکہ آپؐ روزہ سے تھے اور فرمایا:

"بوسہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی روزہ ٹوٹتا ہے" (ابوداؤد ص ۲۷' ۳۳۱ ج ۱)

حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے سوئی ہوئی تھی اور میرے پاؤں آپؐ کے قبلہ کی طرف ہوتے تھے جب آپؐ سجدے میں جاتے تو مجھے ہاتھ سے ہٹا دیتے اور میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی۔ (بخاری ص ۵۶ ج ۱)

قہقہہ

ہنسنے سے وضو نہ ٹوٹنے پر سوائے احناف کے سب کا اتفاق ہے۔ (بدایۃ المجتہد ص ۳۱ ج ۱)

وہ چیزیں جن کے لئے وضو ضروری ہے

نماز خواہ فرض ہو یا سنت یا نفل' اس کیلئے وضو کرنا سب کے نزدیک ضروری ہے۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کرتے اور نہ ہی اس صدقہ کو قبول کرتے ہیں جو مال غنیمت سے چوری کر کے دیا گیا ہو۔ (مسلم ص ۱۱۹ ج ۱)

قرآن پاک کا چھونا

اللہ کا ارشاد ہے:

لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (واقعہ : ۷۸)

اس قرآن کو پاک لوگ ہی چھوئیں (یعنی باوضو)

ان چیزوں کا بیان جن کیلئے وضو کرنا اچھا ہے

قرآن پڑھتے اور ذکر الٰہی کرتے وقت

حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "نبی اکرم ﷺ وضو فرما رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپؐ نے سلام کا جواب نہیں دیا' یہاں تک کہ آپؐ نے وضو مکمل کیا اور پھر سلام کا جواب دیا اور فرمایا
"میں نے تمہارے سلام کا جواب صرف اسلئے نہیں دیا کہ مجھے یہ بات پسند نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر پاکیزگی کئے بغیر کروں" (نسائی ص ۸' ج ۱۔ ابوداؤد ص ۴' ج ۱)

اللہ تعالیٰ کا ذکر پاکیزگی کی حالت میں کرنا اچھا ہے اگرچہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرنا جائز ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کو تمام اوقات میں یاد فرمایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد ص ۴' ج ۱)

سونے سے پہلے

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
جب تم سونے لگو تو وضو کرو' جیسا کہ تم نماز کے لئے وضو کرتے ہو' پھر دائیں کروٹ پر لیٹ کر یہ دعا پڑھو:

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَ وَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَ فَوَّضْتُ
اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے حوالے کر دی۔ اپنے چہرے کو تیری طرف پھیر دیا' اپنے معاملہ
اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّ رَهْبَةً اِلَيْكَ لَا
کو تیرے حوالے کر دیا۔ تیری محبت اور خوف کے ساتھ تجھ ہی پر ٹیک لگائی۔ تجھ سے بھاگ
مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ
کر صرف تیرے ہی پاس پناہ اور نجات کی جگہ ہے۔ اے اللہ! تو نے جو کتاب اتاری ہے اس پر
اَنْزَلْتَ وَ نَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ
ایمان لایا اور تو نے جو نبی بھیجا میں اس پر ایمان لایا

اگر تم رات کو مر جاؤ' تو فطرت پر مرو گے۔ اس دعا کے بعد کوئی بات نہ کرو۔

جنابت کی حالت میں

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ جنابت کی حالت میں ہوتے اور کھانا یا سونا چاہتے تو وضو فرما لیتے' جیسا کہ آپ نماز کے لئے وضو فرماتے تھے۔ (بخاری ص ۴۳' ج ا' مسلم ص ۱۴۴' ج ا)

غسل سے پیشتر

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب جنابت سے غسل فرماتے تو سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھوتے' پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اپنی شرمگاہ دھوتے' پھر وضو کرتے' جیسا کہ آپ نماز کیلئے وضو فرمایا کرتے۔ (مسلم ص ۱۴۷' ج ا)

ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے لیے تازہ وضو فرمایا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے روز آپؐ نے وضو فرماتے ہوئے موزوں پر مسح فرمایا اور پھر پانچوں نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں۔ حضرت عمرؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا' یارسول اللہ پہلے تو آپؐ ایسا نہیں کرتے تھے۔ فرمایا: اے عمرؓ میں نے ایسا قصداً" کیا ہے۔ (مسلم ص ۱۳۵' ج ا)

Marfat.com

معذور کے وضو کا حکم

وضو کے معاملہ میں اس شخص کو معذور سمجھا جاتا ہے' جو کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس سے ہر وقت وضو توڑنے والی چیز لپٹی رہتی ہو اور مرض سے اتنی مہلت نہ ملتی ہو کہ طہارت سے نماز پڑھ سکے مثلاً:

۱۔ سلسل البول' جس کی وجہ سے ہر وقت پیشاب کے قطرے خارج ہوتے رہتے ہیں۔

۲۔ ریاحی مرض' جس کی وجہ سے ہر وقت ہوا خارج ہوتی رہتی ہو۔

۳۔ پیٹ کی بیماری جس کی وجہ سے ہر وقت پاخانہ جاری رہتا ہو۔

۴۔ کسی کو منی یا مذی کا مرض ہو اور ہر وقت بہتی رہتی ہو۔

۵۔ کسی خاتون کو ہر وقت استحاضہ کا خون آتا رہتا ہو۔

ان تمام صورتوں میں ہر نماز کے لیے نیا وضو ضروری ہے اور یہ وضو اس نماز کے ختم ہونے کے ساتھ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ:

فتوضا لکل صلوۃٍ لکنها لا تصلی بذلك الوضوء اکثر من فریضةٍ واحدةٍ مؤدة او مقضیةً لظاهر قوله ثم توضئی لکل صلوة وبهذا قال الجمهور

(فتح الباری ص ۴۲۵، ج ۱)

رسول اللہ ﷺ نے استحاضہ والی عورت کو فرمایا کہ ہر نماز کے لئے الگ وضو کر لیا کرو' آپؐ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ مستحاضہ عورت ایک وضو سے صرف ایک ہی نماز پڑھ سکتی ہے۔ نماز خواہ وقتی ہو یا قضا ہو۔ جمہور امت کا یہی مسلک ہے۔
دوسرے معذور افراد کا حکم بھی استحاضہ کا ہی ہے۔ کیونکہ علت اور سبب ایک ہی ہے۔

جرابوں اور موزوں پر مسح کرنے کا بیان

گوناگوں سہولتوں کے پیش نظر شریعت نے موزوں پر مسح کی اجازت دی ہے سخت موسموں میں بالخصوص ان ممالک میں جہاں غیر معمولی سردی پڑتی ہے۔ شریعت کے اس انعام پر بے اختیار شکر کے جذبات بیدار ہوتے ہیں اور خدا کے بے پایاں رحم و کرم

Marfat.com

کا گہرا احساس پیدا ہوتا ہے اور یہ یقین بڑھتا ہے کہ دین نے ہماری کسی بھی ضرورت اور دشواری کو نظرانداز نہیں کیا ہے۔

موزوں پر مسح خدا کے حکم سے ہے

حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا' میں نے عرض کیا حضرت! آپ بھول گئے ہیں' فرمایا نہیں بلکہ تم بھول گئے ہو مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا ہے۔ (ابوداؤد ص ۲۳' ج ۱)

نوٹ: یہ روایت سند کے لحاظ سے قدرے کمزور ہے۔

موزوں پر مسح تواتر سے ثابت ہے

موزوں پر مسح رسول اللہؐ سے بتواتر ثابت ہے تمام ائمہ سنت اس پر متفق ہیں۔ شیعہ اور منکرین سنت کے سوا اسلامی فرقوں سے اس کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ مصالح شرعیہ کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ رخصت موجود رہے۔

بعض لوگوں نے مسح علی الخفین کے راویوں کو' جو طبقہ اولیٰ کے ہیں' جمع کیا ہے جن کی مجموعی تعداد اسی (۸۰) سے بھی بڑھ جاتی ہے اس تعداد میں عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ ابن ابی شیبہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا

"مجھ سے ستر صحابہؓ نے موزوں پر مسح کرنے کی حدیث بیان کی"

حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں

"میں موزوں پر مسح کرنے کا قائل اس وقت تک نہ ہوا جب تک دن کی روشنی کی طرح مجھ پر اس کی وضاحت نہیں ہو گئی"

یہ بھی آپ کا قول ہے کہ:

"جو شخص موزوں پر مسح کو جائز نہیں کہتا ہے' مجھے اس کے کفر کا اندیشہ ہے"

حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ:

"میرے دل میں موزوں پر مسح کے جواز کے متعلق کوئی کھٹکا باقی نہیں ہے۔"

اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کی چالیس احادیث آئی ہیں جن میں سے

Marfat.com

کچھ مرفوع ہیں اور کچھ موقوف۔ (تفسیر مظہری ص ۳۹۹' ج ۳)

حضرت امام احمدؒ نے ان احادیث میں سے مندرجہ ذیل دو احادیث بیان کی ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہم رقاب تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا

مغیرہ لوٹا لے لو' میں نے آپ کے ارشاد پر لوٹا اٹھا لیا۔ آپؐ تشریف لے چلے اور اتنی دور چلے گئے کہ میری آنکھوں سے چھپ گئے اور رفع حاجت کر کے واپس تشریف لائے۔ میں نے پانی ڈالا' آپ نے نماز جیسا وضو فرمایا اور دونوں موزوں پر مسح کیا۔

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے پیشاب کرنے کے بعد وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حدیث بہت پسند تھی کیونکہ حضرت جریرؓ سورہ مائدہ کے نزول کے بعد مسلمان ہوئے تھے (اگر پاؤں دھونا ضروری ہوتا' جیسا کہ سورہ مائدہ کی آیت وضو سے بظاہر معلوم ہوتا ہے' تو حضورؐ موزوں پر مسح نہ کرتے) (مسلم ص ۱۳۲' ج ۱' بلوغ الامانی ص ۵۷' ج ۱)

جرابوں پر مسح اور شرائط فقہاء

جہاں تک چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کا تعلق ہے اس کے جواز پر قریب قریب تمام اہل سنت کا اتفاق ہے مگر سوتی اور اونی جرابوں کے معاملے میں عموماً" فقہاء کرام نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ موٹی ہوں اور شفاف نہ ہوں کہ ان کے نیچے سے پاؤں کی جلد نظر آئے اور وہ کسی قسم کی بندش کے بغیر خود قائم رہ سکیں لیکن احادیث سے فقہاء کی ان عائد کردہ شرائط کا ثبوت نہیں ملتا۔ بلاشبہ فقہاء کی یہ شرائط ایجاد بندہ ہیں جن پر عمل کرنے کے ہم پابند نہیں ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں جو احادیث آئی ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں:

عن ثوبان قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سریۃ فاصابهم البرد فامرهم ان یمسحوا علی العصائب والتساخین

(مسند احمد ۲۷۵، ج۵- ابوداؤد ص ٥٦، ج۱)

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی دستہ بھیجا جنہیں سردی

سے تکلیف ہوئی۔ جب وہ واپس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو انہوں نے سردی کی شدت کی شکایت کی۔ آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ وہ پگڑی اور جرابوں (وغیرہ) پر مسح کرلیا کریں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

توضا ومسح على الجوربين والنعلين (ترمذی ص ۱۱۰، ج ۱)

وضو کیا اور جراب اور جوتوں پر مسح کیا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم توضا ومسح على الجوربين والنعلين

(ابن ماجة ص ٤١، ج ١)

رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتے پر مسح کیا۔

حضرت ازرق بن قیسؒ فرماتے ہیں کہ:

رايت انس بن مالك احدث فغسل وجهه ويديه ومسح على الجوربين من صوف فقلت امسح عليهما قال انهما خفان ولكنهما من صوف

(الکنی والاسماء للدولابی ص ۱۸۱، ج ۱)

میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا' انہوں نے حدث (بے وضو ہونا) کے بعد وضو کیا اور اونی جرابوں پر مسح کیا' تو میں نے عرض کی حضرت! آپ نے اونی جرابوں پر مسح کرلیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہ بھی موزے ہیں!"

ان مذکورہ مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف جراب اور جرابیں پہنے ہوئے جوتے پر مسح کرنا اسی طرح جائز ہے جس طرح چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا جائز ہے ان روایات میں کہیں یہ ذکر نہیں کہ نبی ﷺ نے فقہاء کی تجویز کردہ شرائط میں سے کوئی شرط بیان فرمائی اور نہ ہی یہ ذکر کسی جگہ ملتا ہے کہ جن جرابوں پر آپؐ نے مسح فرمایا وہ کس قسم کی تھیں' اس لئے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ فقہاء کی عائد کردہ شرائط کا کوئی ماخذ نہیں۔

Marfat.com

مسح علی الخفین کے مسئلے پر غور کرکے جو کچھ سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ دراصل یہ تیمم کی طرح ایک سہولت ہے' جو اہل ایمان کو ایسی حالتوں کے لئے دی گئی ہے جبکہ وہ کسی صورت سے پاؤں ڈھانکے رکھنے پر مجبور ہوں اور بار بار پاؤں دھونا ان کے لئے موجب نقصان یا وجہ مشقت ہو۔ اس رعایت کی بنا اس مفروضے پر نہیں ہے کہ طہارت کے بعد موزے پہن لینے سے پاؤں نجاست سے محفوظ رہیں گے اس لئے ان کو دھونے کی ضرورت باقی نہ رہے گی' بلکہ اس کی بناء اللہ کی رحمت ہے' جو بندوں کو سہولت عطا کرنے کی مقتضی ہوئی۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو سردی سے یا راستے کے گرد و غبار سے بچنے کے لئے یا پاؤں کے کسی زخم کی حفاظت کے لئے آدمی پہنے اور جس کے بار بار اتارنے اور پھر پہننے میں آدمی کو زحمت ہو' اس پر مسح کیا جاسکتا ہے۔ خواہ وہ اونی جراب ہو یا سوتی' چمڑے کا جوتا ہو یا کرمچ کا کوئی کپڑا ہی ہو جو پاؤں پر لپیٹ کر باندھ لیا گیا ہو۔

آثار صحابہؓ

امام ابوداؤدؒ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ' عبداللہ بن مسعودؓ' براء بن عازبؓ' انسؓ بن مالک' ابوامامہؓ' سہل بن سعدؓ اور عمرو بن حریثؓ نے جرابوں پر مسح کیا ہے نیز حضرت عمرؓ اور ابن عباسؓ سے بھی یہ فعل مروی ہے۔ ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں عبداللہ بن عمروؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ کا نام بھی ذکر کیا ہے اور شرح الاقناع میں حضرت عمارؓ بلالؓ اور ابن ابی اوفیٰؓ رضی اللہ عنہم کے نام بھی مذکور ہیں۔

اس طرح ان صحابہؓ کی تعداد چودہ بن جاتی ہے پھر سابقہ روایات کی بنا پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بھی شامل کرلیا جائے' تو صحابہؓ کی کل تعداد پندرہ ہو جاتی ہے۔ (المسح علی الجوربین' از علامہ قاسمی ص ۵۶)

باریک جرابوں پر مسح کا ثبوت

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب (شافعیہ) نے جرابوں پر مسح کے جواز کو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے' خواہ وہ باریک ہی کیوں نہ ہوں' اس طرح امام ابویوسفؒ' امام محمدؒ' اسحاقؒ اور داؤد ظاہریؒ سے بھی ثابت ہے۔ پھر اس کے بعد امام

Marfat.com

نووی لکھتے ہیں جن کے نزدیک مسح جائز ہے خواہ وہ باریک ہی کیوں نہ ہو انہوں نے حضرت مغیرہؓ کی اس روایت سے دلیل پکڑی ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی جوربیه ونعلیه (شرح المهذب ص ۵۰۰، ج۱)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی جراب اور جوتے پر مسح کیا۔

اس روایت میں اس بات کی تصریح نہیں ہے کہ وہ جراب باریک تھی یا موٹی' بلکہ مطلق جراب کا ذکر ہے۔ لہٰذا اس اطلاق میں دونوں طرح کی جرابیں شامل ہیں

جورابیں بھی موزے ہی ہیں

حضرت ازرقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ کو دیکھا آپ بے وضو ہوئے پھر انہوں نے اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور اونی جرابوں پر مسح کیا' میں نے کہا کیا آپ ان پر مسح کرتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ بھی تو موزے ہی ہیں۔

(ترمذی حاشیہ' احمد شاکر ص ۱۶۹ ج۱)

لفظ "جورب" کی لغوی تحقیق

لغت کی معتبر کتاب "تاج العروس اور لسان العرب" میں ہے "جورب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو پاؤں پر پہنی جائے۔"

قاضی ابوبکر بن العربی لکھتے ہیں "جورب دراصل ان دو پردوں کو کہا جاتا ہے' جو گرمی حاصل کرنے کے لئے پاؤں میں پہنے جاتے ہیں"

التوضیح میں ہے "جورب' روئی یا اون وغیرہ سے موزے کی شکل پر بنی ہوئی چیز کو کہتے ہیں"

الروض المربع میں ہے جورب' موزے کی شکل کی چیز جو پاؤں میں پہنی جاتی ہے اور چمڑے کی نہ ہو"

علامہ عینی لکھتے ہیں "جورب وہ چیز ہے جو شام کے سرد ترین علاقوں میں پاؤں میں ٹخنوں سے اوپر تک پہنی جاتی ہے اور وہ اون کے دھاگے سے بنی ہوئی ہوتی ہے۔"

علامہ حلبی شرح المنیہ میں لکھتے ہیں جورب اس چیز کو کہتے ہیں جو پاؤں میں سردی وغیرہ کو رفع کرنے کے لئے پہنی جاتی ہے۔ بشرطیکہ وہ خف اور جرموق نہ ہو۔ فقہانے

Marfat.com

لکھا ہے کہ جرموق کے معنی موق کے ہیں اور قاموس میں ہے کہ موق اس موٹے موزے کو کہتے ہیں جو اصل موزے کے اوپر پہنا جاتا ہے۔

ابن سیدہ نے کہا ہے کہ موق' موزے کی ایک قسم ہی ہے۔

عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ "جرابیں روئی یا سوت کی ہوتی ہیں اور بالوں کی بھی بنتی ہیں۔"

الغرض جراب جیسی مشہور و معروف چیز کے لئے اس بات کی ضرورت نہیں کہ علماء کے اقوال سے اس کے لغوی یا شرعی معنی کی تائید کی جائے۔ لیکن مذکورہ عبارات ہم نے صرف اس لئے نقل کردی ہیں تاکہ وہ قول غلط ہوجائے جو بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ "جورب اس موزے کو کہتے ہیں جو اصل موزے کے اوپر ٹخنوں تک پہنا جاتا ہے تاکہ اصل موزے میل کچیل سے محفوظ رہیں۔"

نیز لکھا ہے کہ "وہ چمڑے کی ہوتی ہیں"

حالانکہ یہ لغت' عرف عام اور فقہ' تینوں کے خلاف ہے۔

خلاصہ

مذکورہ تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ ہر قسم کے موزے پر اطمینان کے ساتھ مسح کیا جاسکتا ہے۔ چاہے وہ اونی ہو یا سوتی نائیلون ہو یا کسی اور ریشے کا۔ خواہ چمڑے کا ہو یا آئل کلاتھ ریگزین کا۔ حد یہ ہے کہ اگر پاؤں پر کپڑا لپیٹ کر باندھ لیا ہو تو اس پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا یہی فتویٰ ہے (فتاویٰ' ج ۲۱) اس طرح حافظ ابن قیم اور امام ابن حزم کا بھی یہی مسلک ہے کہ کسی قید کے بغیر ہر قسم کے موزے پر مسح کیا جاسکتا ہے۔ (زادالمعاد ص ۵۲' ج ۱۔ محلی ص ۸۴' ج ۲)

نیز جمال الدین قاسمی الدمشقی نے اس موضوع پر "مسح جورب" کے نام سے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ جس میں محققانہ طریق سے بحث کرتے ہوئے نہایت تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اور دلائل و براہین سے ہر قسم کی جرابوں پر خواہ سوتی ہوں یا اونی' چرمی ہوں یا غیر چرمی' مسح جائز ثابت کیا ہے۔

Marfat.com

موزوں اور جرابوں پر مسح کا طریقہ

دونوں ہاتھوں کی انگلیاں تر کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دائیں پاؤں پر پھیرا جائے اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو اسی طرح بائیں پاؤں پر پھیرا جائے اور پیر کی انگلیوں کی طرف سے ٹخنوں کی طرف انگلیاں کھینچی جائیں۔ مسح پیر کی پشت پر کیا جائے' پیر کے تلووں پر نہ کیا جائے۔ نیز مسح دونوں پیروں پر صرف ایک بار کیا جائے۔

موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کی شرط

موزوں اور جرابوں پر مسح اس حال میں جائز ہے جب انسان انہیں پہنے تو باوضو ہو۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ:

ایک رات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ میں نے ایک برتن سے آپؐ (کے ہاتھوں) پر پانی ڈالا۔ آپؐ نے اپنا چہرہ مبارک اور بازو دھوئے اور سر پر مسح فرمایا۔ پھر جب میں آپؐ کے موزے اتارنے کیلئے جھکا تو آپؐ نے فرمایا "انہیں رہنے دو۔ میں نے ان کو پاک داخل کیا تھا۔ (بخاری ص ۳۳' ج ۱' مسلم ص ۱۳۴' ج ۱)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "اگر دین کا مدار رائے و عقل پر ہوتا' تو موزوں کے نیچے مسح کرنا اوپر کرنے سے بہتر ہوتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ موزوں کے اوپر مسح فرماتے تھے۔ (ابوداؤد ص ۲۴' ج ۱)

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ موزوں پر مسح اوپر کی جانب مشروع ہے نیچے کی طرف نہیں کیونکہ دین کی اساس و بنیاد قرآن و سنت ہے نہ کہ بے سروپا عقل و رائے۔ اور اجتہاد و استنباط کی اس وقت ضرورت پڑتی ہے جب کہ قرآن و حدیث سے کوئی واضح اور بین چیز نہ مل سکے قرآن و سنت کو چھوڑ کر قیاس و رائے پر عمل کرنا سراسر گمراہی اور مفت میں دوزخ خریدنا ہے اس سے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بچائے۔

مسح کی مدت

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین رات اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات مسح کی اجازت دی جب کہ انہیں طہارت کے بعد پہنا ہو تو اس پر مسح کی اجازت ہے۔ (مشکوۃ ص ۵۴' ج ۱)

Marfat.com

مدت کا شمار کہاں سے ہوتا ہے؟

مسح کی مدت اس وقت شمار ہوتی ہے جب وضو ٹوٹتا ہے موزے پہننے کے وقت سے حساب نہیں لگایا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص نے صبح کا وضو کر کے موزے یا جرابیں پہن لی ہیں پھر اس کا وہی وضو بارہ بجے دن تک رہا' تو گویا اس کی معیاد اب اس وقت سے شروع ہو کر اگلے دن کے بارہ بجے تک ایک دن' رات سمجھی جائے گی اور مسافر کے تین دن رات اسی وقت سے شروع ہو کر چوتھے دن کے بارہ بجے تک سمجھے جائیں گے۔

مسح کو توڑنے والی چیزیں

موزوں کا مسح چار چیزوں سے باطل ہو جاتا ہے۔

ا۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان تمام چیزوں سے مسح بھی باطل ہو جاتا ہے۔ یعنی وضو کرنے کے بعد دوبارہ مسح کرنا ضروری ہو گا۔

۲۔ کسی وجہ سے موزے اتار لئے جائیں یا خود اتر جائیں۔

۳۔ جنبی ہونا۔

۴۔ مسح کی مدت ختم ہو جائے یعنی مقیم پر ایک دن رات گزر جائے اور مسافر پر تین دن تین راتیں گزر جائیں۔

نمبر(۲) اور (۴) کی صورت میں اگر آدمی پہلے سے باوضو ہے تو ان دو صورتوں میں دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں' صرف پاؤں دھو لینا کافی ہے۔ (فقہ الحدیث ص ۶۴' ج ۱)

تیمم کا بیان

حصول طہارت کا اصل ذریعہ پانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عمیم سے نہایت کثرت و فراوانی سے بندوں کے لئے مہیا کر رکھا ہے لیکن پھر بھی بعض حالات ایسے ہیں کہ آدمی پانی استعمال نہیں کر سکتا۔ مثلاً کسی جگہ پانی میسر نہ آئے یا پانی تو موجود ہے لیکن اس کا حاصل کرنا آدمی کے بس میں نہ ہو۔ یا پھر استعمال سے شدید نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسی صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے مٹی سے طہارت حاصل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور اس کا طریق استعمال سکھایا ہے تاکہ بندوں کو دین پر عمل پیرا ہونے میں

Marfat.com

کوئی حرج یا تنگی محسوس نہ ہو۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَاءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (المائدة: ٦١)

اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو۔ بس اس پر ہاتھ مار کر اپنے چہروں اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ اللہ تم کو تنگی میں ڈالنا نہیں چاہتا مگر وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے۔ تاکہ تم اس کے شکر گزار بنو۔

لغت میں تیمم کے معنی ہیں "قصد و ارادہ کرنا" یعنی پانی نہ ملے یا پانی موجود ہو اور اس کا استعمال ممکن نہ ہو تو پاک مٹی کا قصد کرو۔ طریق تیمم میں ائمہ دین کے درمیان اختلاف ہے۔ ائمہ کے ایک گروہ کے نزدیک اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیر لیا جائے۔ پھر دوسری دفعہ ہاتھ مار کر کہنیوں تک پھیر لیا جائے۔ امام ابو حنیفہ" امام شافعی" اور کچھ فقہاء کا یہی مذہب ہے

تیمم کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ صرف ایک ہی دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیر لیا جائے۔ پھر اسی کو ہاتھوں پر گٹوں تک پھیر لیا جائے کلائیوں اور کہنیوں تک مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مسلک اکثر محدثین کرام اور فقہاء عظام کا ہے۔ محدثین کے طریق پر سند کے لحاظ سے بھی یہی دوسرا مسلک زیادہ صحیح ہے اور اصول اختصار کے لحاظ سے بھی یہی مسلک زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں اختصار زیادہ ہے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حالت سفر میں جنبی ہو گیا اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے خاک پر لوٹ پوٹ ہوا اور نماز پڑھی۔ پھر واپس آ کر یہ حال رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے ایسا کرنا کافی تھا پھر آپ ؐ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور ان میں پھونکا اور پھر ان سے منہ اور ہتھیلیوں پر مسح کیا۔ (بخاری ص ۵۰ ج ۱)

اس حدیث میں دلیل ہے کہ تیمم کے لئے صرف ایک ہی ضرب ہے۔

امام شوکانی" فرماتے ہیں کہ تیمم کی بارے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اصل

Marfat.com

ہے کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیث سے زیادہ معتبر کوئی اور حدیث نہیں ہے اور اس میں صرف ایک ہی ضرب کافی ہے۔ ۔(السیل الجرار ص ۱۳۳' ج ۱)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ تیمم کی کیفیت میں جتنی بھی احادیث آئی ہیں ان میں سے صرف دو صحیح ہیں ایک حضرت ابو جہم رضی اللہ عنہ کی اور دوسری حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی۔ ان کے علاوہ جتنی بھی احادیث ہیں وہ یا تو ضعیف ہیں یا ان کے مرفوع ہونے میں اختلاف ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ وہ مرفوع نہیں ہیں۔ ابو جہم کی حدیث میں تو مجمل ہاتھوں کا ذکر ہے اور حضرت عمار کی حدیث میں' جو بخاری و مسلم میں ہے' صرف ہتھیلیوں کا ذکر ہے اسکے علاوہ کہنیوں اور نصف کلائی اور کندھوں تک کی احادیث میں لمبی چوڑی بحث ہے اور زمانہ کے لحاظ سے حضرت عمارؓ کی حدیث سب سے آخری ہے لہٰذا یہ پہلی احادیث کی ناسخ ہے اور ہاتھوں کا مسح صرف ہتھیلیوں تک ہے۔ (فتح الباری ص ۴۴۴' ج ۱)

شیخ الاسلام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ تیمم میں صرف ایک ہی ضرب سے چہرہ اور ہتھیلیوں کا مسح کیا کرتے تھے۔ تیمم میں دو ضربیں اور کہنیوں تک کی بات آپؐ سے (صحیح سند کے ساتھ) ثابت نہیں ہے" (زاد المعاد ص ۵۲' ج ۱)

مولانا عبدالحی لکھنویؒ فرماتے ہیں تیمم میں ایک ضرب کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں پر اکتفا کرنا دلیل کے لحاظ سے زیادہ صحیح ہے' کیونکہ حضرت عمارؓ کی حدیث جو تمام احادیث سے صحیح ترین حدیث ہے اس سے یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ (السعایہ)

حضرت نواب صدیق حسنؒ خان فرماتے ہیں "حق ایک ضرب کے قائلین کے ساتھ ہے۔ کیونکہ دو ضرب کی احادیث قابل حجت نہیں ہیں" (فتح البیان ص ۵۷۳' ج ۱)

تیمم کی ابتداء اور اس کا حکم

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گئے۔ یہاں تک کہ جب ہم بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر تھے تو وہاں میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا' میں نے اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو کر دی تو اس کی تلاش کرانے کے لئے آپؐ نے وہاں قیام فرما لیا اور آپؐ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی ٹھہر گئے اور اس مقام پر پانی کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔

Marfat.com

کچھ لوگوں نے (میرے والد ماجد) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر کہا کہ آپ دیکھتے ہیں (آپ کی صاحبزادی) عائشہؓ نے کیا کیا ہے' انہوں نے (ہار گم کرکے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے سب ساتھیوں کو یہاں ٹھہرنے پر مجبور کردیا ہے۔ حالانکہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ لشکر کے ساتھ پانی ہے' پس (والد ماجد) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے اور آپ کو نیند آگئی تھی' پس مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے یہاں رکنے کا باعث بن گئی اور صورتحال یہ ہے کہ یہاں (قرب و جوار) میں پانی نہیں ہے اور نہ ہی لشکر کے ساتھ پانی کا انتظام ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ والد ماجد نے مجھے خوب ڈانٹا ڈپٹا اور جو اللہ کو منظور تھا' اس وقت انہوں نے مجھے وہ سب کہا' اور (غصہ سے) میرے پہلو میں کونچے لگائے' لیکن رسول اللہ ﷺ چونکہ میری ران پر سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے اس لئے میں بالکل نہیں ہلی (کہ میرے حرکت کرنے سے آپ کے آرام میں خلل نہ پڑے) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے رہے' یہاں تک کہ آپؐ نے ایسے مقام پر اور ایسی حالت میں صبح کی کہ وہاں پانی کا کوئی بندوبست نہیں تھا' تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ سب لوگوں نے تیمم کیا (اور تیمم کرکے نماز ادا کی گئی) تو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا:

اے آل ابوبکرؓ! یہ تیمم کا حکم تمہاری پہلی برکت نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی تمہارے ذریعہ امت کو کئی برکتیں مل چکی ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

(اس کے بعد) جب اس اونٹ کو اٹھایا گیا' جو میری سواری میں تھا تو میرا وہ ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔ (صحیح بخاری ص ۴۸' ج ۱' صحیح مسلم ص ۱۶۰' ج ۱)

تیمم' وضو اور غسل جنابت دونوں کیلئے مشروع ہے

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر کر رہے

Marfat.com

تھے۔ آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو اچانک آپؐ کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اے فلاں! تمہیں قوم کے ساتھ نماز ادا کرنے میں کس نے منع کیا ہے؟ اس نے کہا میں جنبی ہوں اور پانی نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا تم مٹی (تیمم کے لئے) استعمال کرو، وہ تمہارے لئے کافی ہے۔ (بخاری ص ۴۹، ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم، وضو اور غسل جنابت دونوں کے بجائے کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اس کے ذریعہ آدمی حدث اصغر اور اکبر دونوں سے پاک ہو سکتا ہے۔ تیمم کی یہ اجازت حضرت محمد ﷺ کی امت پر خدا کا خصوصی انعام ہے۔ یہ امت جس کا دائرہ کار پوری دنیائے انسانیت اور جس کی مہلت عمل رہتی زندگی تک ہے۔ بجا طور پر اس سہولت اور رعایت کی مستحق تھی تاکہ کسی بھی دور میں کیسے ہی حالات ہوں اور دنیا کا کوئی بھی مقام ہو۔ دینی احکام کی تعمیل میں امت کو کوئی تنگی محسوس نہ ہو۔

جب تک پانی نہ ملے تیمم جائز ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے اگرچہ دس سال تک پانی نہ ملے پس جب پانی مل جائے تو چاہئے کہ اس کو بدن پر استعمال کرے (یعنی اس سے وضو یا غسل کرے) کیونکہ یہ بہت اچھا ہے" (مشکوٰۃ ص ۵۴، ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر برس ہا برس تک ایک آدمی وضو یا غسل کے لئے پانی نہ پائے تو تیمم اس کے لئے برابر کافی ہوتا رہے گا۔ البتہ جب پانی میسر آجائے تو غسل یا وضو اس کے لئے ضروری ہو جائے گا۔

نماز کے بعد پانی ملے تو اعادہ ضروری نہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ میں سے دو شخص سفر میں گئے کسی موقع پر نماز کا وقت آگیا اور ان کے پاس پانی نہ تھا اس لئے ان دونوں نے پاک

Marfat.com

مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی بھی مل گیا۔ تو ایک صاحب نے تو وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی اور دوسرے نے نماز کا اعادہ نہیں کیا پھر جب دونوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو اس کا ذکر کیا' تو جس صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا' اس سے آپ نے فرمایا "تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہاری نماز ہوگئی" اور جس نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی تھی اس سے آپؐ نے فرمایا (تمہیں دو اجر ملیں گے" (ابوداؤد ص ۵۵' ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی مل جائے تو نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے۔ ہاں اگر تیمم کیا اور نماز پڑھنے سے پہلے پانی مل گیا تو بالاتفاق تیمم ٹوٹ گیا اب وضو کر کے نماز پڑھے۔ دوبارہ پڑھنے والے کو جو یہ کہا کہ تمہیں دوہرا اجر ملے گا تو یہ دوبارہ نماز پڑھنے کا اجر نہیں بلکہ ایک اجر نماز کا ہے اور دوسرا اجر غلط اجتہاد کا' کیونکہ غلط اجتہاد پر بھی مجتہد کو ایک اجر ملتا ہے۔

احتلام کی صورت میں تیمم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ایک سفر پر نکلے۔ ہم میں ایک آدمی کو پتھر لگا اور اس کے سر میں زخم ہوگیا۔ اور اسی حالت میں اسے احتلام ہوگیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ مجھے تیمم کی اجازت ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے خیال میں تمہیں تیمم کی اجازت نہیں' تمہیں پانی مل سکتا ہے۔ اس نے غسل کیا۔ (جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی) جب ہم واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپؐ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا:

"خدا انکو ہلاک کرے ان لوگوں نے اسے مار ڈالا۔ جب مسئلہ معلوم نہ تھا تو پوچھ کیوں نہ لیا۔ نہ جاننے کا علاج دریافت کر لینا ہے۔ اسے تیمم کافی تھا وہ اپنے زخم پر پٹی باندھ کر اس پر مسح کرتا اور باقی جسم کو دھولیتا" (ابوداؤد ص ۵۴' ج ۱' ابن ماجہ ص ۴۳' ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کمزور یا بیمار آدمی کو احتلام ہوجائے اور غسل کرنا اس کے لئے موجب مرض یا باعث زیادتی مرض دکھائی دے تو اسے تیمم کر کے نماز

Marfat.com

پڑھ لینی چاہئے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ زخموں اور پھوڑوں کی پٹی پر مسح کر لینا درست ہے۔ محتلم (جس کو احتلام ہو گیا ہو) بھی بوقت ضرورت تیمم کر کے نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے کیونکہ تیمم بحالت عذر غسل اور وضو دونوں کے قائم مقام ہے نیز اس حدیث میں اس آدمی کے لئے بھی وعید ہے جو بغیر علم کے فتویٰ دے۔ خصوصاً جب کہ کسی کی جان کا مسئلہ ہو۔

تیمم کا مسنون طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تیمم کرنے والا طہارت کی نیت کر کے بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ زمین پر مارے (یا) کسی ایسی چیز پر ہاتھ مارے جس پر مٹی یا گرد و غبار ہو۔ پھر دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں مل کر پھونکے تاکہ ہتھیلیوں پر زیادہ گرد و غبار نہ رہے۔ پھر دونوں ہتھیلیوں کو منہ پر پھیر کر ہاتھوں پر گٹوں تک ملے۔ یہ تیمم کی اصل صورت ہے۔

وہ کام جن سے تیمم ختم ہو جاتا ہے

جن اشیاء سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان اشیاء سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اگر پانی مل جائے اور اس کو استعمال کرنے پر قادر بھی ہو تو ایسی صورت میں بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے۔

ایک تیمم سے کئی نمازیں

تیمم میں یہ پابندی نہیں ہے کہ ایک تیمم سے ایک ہی وقت کی نماز پڑھی جائے بلکہ جب تک تیمم نہ ٹوٹے کئی کئی وقت کی نماز پڑھ سکتے ہیں اسی طرح فرض کے لئے جو تیمم کیا ہے اس سے فرض، نفل، نماز جنازہ، سجدہ تلاوت، تلاوت قرآن وغیرہ سب ہی عبادتیں ادا کرنا جائز ہیں۔

تیمم کی حکمت

غسل اور وضو میں پانی استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجبوری کی حالت میں اس کی بجائے تیمم کا حکم دیا ہے جس میں مٹی کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کی ایک حکمت تو اہل تحقیق نے یہ بیان کی ہے کہ پوری زمین کے دو ہی حصے ہیں۔ ایک بڑے حصہ کی سطح پانی ہے دوسرے حصہ کی سطح مٹی وغیرہ اس لئے پانی اور مٹی میں خاص مناسبت ہے نیز

Marfat.com

انسان کی ابتدائی تخلیق بھی مٹی اور پانی ہی سے ہوئی ہے علاوہ ازیں مٹی ہی ایسی چیز ہے جس کو انسان سمندر کے علاوہ ہر جگہ پاسکتا ہے اور مٹی کو ہاتھ لگا کر منہ پر پھیرنے میں تذلل اور خاکساری کی بھی ایک خاص شان ہے اور چونکہ انسان کا آخری ٹھکانہ مٹی اور خاک ہی ہے اور اس کو خاک ہی میں ملنا ہے اس لئے تیمم میں موت اور قبر کی یاد بھی ہے

نماز کی عظمت و اہمیت

ایمان کے بعد دین الٰہی کا پہلا سبق نماز ہے۔ یہ اسلام کا ایسا فریضہ ہے جس سے کوئی مسلمان ہوش و حواس میں ہوتے ہوئے سبکدوش نہیں ہو سکتا ہے قرآن مجید میں سو سے زائد مرتبہ اس کی تعریف بجا آوری کا حکم اور تاکید آئی ہے اس کی ادائیگی میں سستی و کاہلی نفاق کی علامت اور ترک کفر کا نشان بتلایا گیا ہے یہ وہ فرض ہے جو اسلام کے ساتھ پیدا ہوا اور اس کی تکمیل اس شبستان قدس میں ہوئی جس کو معراج کہتے ہیں۔

نماز کے علاوہ دوسری عبادتیں خاص خاص لوگوں پر مخصوص اوقات میں فرض ہیں مثلاً حج' زکوٰۃ صرف ان مسلمانوں پر فرض ہے جو مالدار ہوں اور روزے سال میں صرف ایک دفعہ فرض ہیں لیکن نماز ایک ایسا عمل ہے جس کے لئے ایمان کے سوا کوئی اور شرط نہیں۔ ایمان لاتے ہی نماز ہر مسلمان عاقل و بالغ پر' چاہے وہ مرد ہو یا عورت' امیر ہو' فقیر' تندرست ہو یا مریض' مقیم ہو یا مسافر دن میں پانچ وقت فرض عین ہے یہاں تک کہ میدان کارزار میں جب دشمن سے مڈبھیڑ کا ہر لمحہ اندیشہ ہو عین اس وقت بھی نہ صرف فرض ہے بلکہ جماعت کے ساتھ پڑھنے کی تاکید ہے اور صلوۃ خوف کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا طریقہ بھی خود قرآن میں بیان کیا گیا ہے ذیل میں نماز کی اہمیت و عظمت ملاحظہ فرمائیں:۔

نماز دین کا ستون ہے

جس طرح ستون گر جانے سے عمارت گر جاتی ہے اسی طرح نماز ترک کر دینے سے دینداری بھی ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہی اصل اسلام اور اساس و بنیاد اسلام ہے۔

Marfat.com

اس مفہوم کی ایک روایت بھی کنز العمال میں آئی ہے مگر وہ ضعیف ہے۔

اس دین میں خیر نہیں جس میں نماز نہیں

طائف کے وفد نے جب مدینہ منورہ آکر صلح کی بات چیت شروع کی تو نماز' جہاد اور صدقات سے آزاد ہونا چاہا' تو آپؐ نے وقتی طور پر جہاد اور صدقات سے مستثنیٰ فرما دیا۔ لیکن نماز کے متعلق فرمایا:

لا خير في دين لا ركوع فيه (ابو داؤد ص ۷۲، ج۲)

"جس دین میں خدا کے سامنے جھکنا نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔"

نوٹ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

نماز چھوڑنا اسلام کی راہ چھوڑنا ہے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہمارے اور (اسلام قبول کرنے والے عام) لوگوں کے درمیان نماز کا عہد و میثاق ہے (یعنی ہر اسلام لانے والے سے ہم نماز کا عہد لیتے ہیں جو ایمان کی خاص نشانی اور شعار ہے) پس جس نے نماز چھوڑ دی تو گویا اس نے اسلام کی راہ چھوڑ کر کافرانہ طریقہ اختیار کر لیا" (مشکوٰۃ ص ۵۸' ج ۱)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے دیدہ دانستہ اور عمداً" نماز چھوڑ دی تو وہ ہماری ملت سے خارج ہو گیا۔

(ترغیب و ترہیب ص ۳۸۵' ج ۱)

قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"قیامت کے دن اعمال میں سب سے پہلے جس چیز کا حساب ہو گا وہ نماز ہے۔ اگر نماز ٹھیک ہوئی تو نجات مل جائے گی اور اگر نماز خراب ہوئی تو مارا جائے گا اور نقصان اٹھائے گا" (ترمذی ص ۹۴' ج ۱)

چنانچہ یہی مضمون آپ نے اکثر مساجد کی پیشانی پر اس شعر کی صورت میں لکھا ہوا دیکھا ہو گا۔

Marfat.com

روز محشر کہ جان گداز بود

اولین پرسش نماز بود

کفر اور اسلام میں نماز حد فاصل ہے

نماز کی ترغیب و تاکید کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت کو دلوں میں جمانے کیلئے قرآن مجید نے اس ہولناک انجام اور زبردست رسوائی سے بھی پوری قوت کے ساتھ ڈرایا ہے جس سے تارکین صلوۃ دوچار ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی نماز کی غیر معمولی فضیلت و اہمیت اور اسکو چھوڑ دینے کی بدترین سزاؤں پر مختلف طریق سے روشنی ڈالی ہے۔ آپؐ نے فرمایا "مومن اور کافر کے درمیان نماز حد فاصل ہے" (مسلم ص ۶۱ ج ۱)

بے نماز، کفار کا ساتھی ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

"جو بندہ، نماز پابندی اور اہتمام سے ادا کرے گا تو وہ قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگی (جس سے قیامت کے اندھیروں میں اس کو روشنی ملے گی اور اس کے ایمان اور اللہ سے اس کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی نشانی) اور دلیل ہوگی اور اس کے لئے نجات کا ذریعہ بنے گی اور جس شخص نے نماز کی ادائیگی کا اہتمام نہیں کیا (اور اس سے غفلت اور بے پرواہی برتی) تو وہ اس کے لئے نہ نور بنے گی نہ دلیل ایمان اور نہ ہی وہ عذاب خدا سے بچانے کا سبب ہوگی اور وہ بدبخت روز قیامت قارون، فرعون، ہامان اور مشرکین مکہ کے سرغنہ ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا" (مشکوۃ ص ۵۹ ج ۱، ۹)

نماز پڑھو، مشرک نہ بنو

﴿ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ (الروم : ۳۱)

اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید و ایمان کے بعد سب سے اہم چیز نماز ہے۔ ترک نماز سے انسان کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

ایمان کے بعد پہلا مطالبہ

ایمان لانے کے بعد مسلمان سے اولین مطالبہ یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾ (طٰہٰ)

بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں' پس میری بندگی کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

عقائد کے باب میں' جس طرح خدا کی ذات و صفات پر ایمان پورے دین کا سرچشمہ ہے۔ اسی طرح اعمال کے باب میں نماز پورے دین کی عملی بنیاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں تمام عبادتوں سے زیادہ نماز کی تاکید کی گئی ہے اور ایمان کے بعد سب سے پہلا مطالبہ بھی اسی کا ہے۔

نماز سے گناہ دور ہوتے ہیں

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی ﷺ جاڑے کے دنوں میں (جب پتے جھڑ رہے تھے) باہر تشریف لائے اور آپؐ نے ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر ہلائیں' تو کھڑ کھڑ پتے جھڑنے لگے پھر آپؐ نے فرمایا اے ابوذرؓ! جب کوئی مسلمان یکسوئی اور اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اسکے گناہ بھی جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں" (مشکوۃ ص ۵۸' ج۱)

ایک دفعہ نبی ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہہ رہی ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو' تو بتاؤ اس کے جسم پر کچھ بھی میل کچیل رہ سکتا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں اس کے جسم پر تو ذرا بھی میل کچیل نہ رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا' یہی حال پانچ وقت کی نمازوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نمازوں کے ذریعہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (مشکوۃ ص ۵۷' ج۱)

نماز خدا اور بندے کے درمیان عہد ہے

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے خلیل و محبوب ﷺ نے مجھے

Marfat.com

وصیت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کبھی کسی چیز کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہارے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اور تمہیں آگ میں بھون دیا جائے اور خبردار کبھی نماز نہ چھوڑنا' کیونکہ جس نے دیدہ دانستہ وعمداً" نماز چھوڑدی تو اسکے بارہ میں وہ ذمہ داری ختم ہوگئی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے وفادار اور صاحب ایمان بندوں کیلئے ہے اور خبردار شراب کبھی نہ پینا' کیونکہ وہ ہر برائی کی چابی ہے۔ (مشکوۃ ص ۵۹' ج ۱)

نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے

عبادات صحیحہ جس قدر بھی ہیں سب سے عابد کے اخلاق کی درستی اور اس کے نفس کی اصلاح ہوتی ہے۔ مثلاً نماز کے آثار و نتائج کے متعلق حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

﴿ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ ﴾ (العنکبوت)

"بیشک نماز' فحش اور بری باتوں سے بچاتی ہے۔"

نماز ہر بھلائی کی چابی ہے

نماز سے دین و دنیا میں عزت' سرخروئی' ترقی اور برتری حاصل ہوتی ہے۔ اس سے تمام مرادیں پوری ہوتی ہیں اور ہر قسم کی بھلائیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اور نماز جنت کی چابی بھی ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الصلوۃ مفتاح کل خیر (مسند احمد) نماز جنت کی چابی ہے۔

نماز غم و فکر کا علاج اور تسکین قلب کا باعث ہے

جب نبی اکرم ﷺ پر کسی قسم کا حزن و ملال' غم اور فکر لاحق ہوتا' تو آپؐ نماز شروع کردیتے۔ جس سے قلب مطمئن ہوجاتا ہے اور دل کو تسکین حاصل ہوتی اور چہرے پر مسرت وبشاشت چھاجاتی۔ (بلوغ الامانی ص ۲۰۷' ج ۲)

حکام کے نام حضرت عمرؓ کا فرمان

خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت کے ذمہ داروں کو تحریری ہدایات جاری

کرتے ہوئے فرمایا:
میرے نزدیک تمہارے تمام مسائل میں سب سے اہم نماز ہے جس نے اپنی نماز کی حفاظت کی اس نے اپنے پورے دین کو محفوظ کرلیا۔ جس نے اپنی نماز کو ضائع کردیا۔ وہ باقی دین کو بھی ضائع کر کے رہے گا۔ (مشکوٰۃ' باب المواقیت ص ۵۹' ج ۱)
نوٹ: یاد رہے کہ یہ روایت منقطع ہے۔

نماز کے متعلق آپؐ کی آخری وصیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "زندگی کے آخری لمحات میں نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک پر یہ کلمات تھے نماز' نماز' اور غلاموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو"
(ابوداؤد ص ۳۵۴ ج ۲)

الغرض قرآن و سنت کی ان تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوتی ہے کہ نماز کی اہمیت و عظمت بہت زیادہ ہے اور یہ ایمان کی لازمی علامت و نشانی ہے جہاں ایمان ہوگا وہاں لازماً" نماز موجود ہوگی اور جہاں نماز موجود ہے وہاں پورا دین موجود ہے اور اگر نماز ضائع ہوگئی تو پھر دین کی موجودگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

نماز عصر چھوڑنا اعمال کی بربادی کا سبب ہے

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من ترك صلوة العصر فقد حبط عمله (بخاری ص ۷۸، ج ۱)

جس شخص نے نماز عصر چھوڑ دی' پس اس کے اعمال باطل ہوگئے۔
مطلب یہ ہے کہ نماز عصر چھوڑنے سے اللہ تعالیٰ اس قدر ناراض ہوتے ہیں کہ اس کے دوسرے اعمال بھی قبول نہیں کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

الذی تفوته صلوة العصر فكانما وتر اهله وماله (بخاری ص ۷۸، ج ۱)

جس شخص کی عصر کی نماز ضائع ہوگئی' یوں سمجھو کہ اس کا گھر بار سب لٹ گیا۔
مطلب یہ ہے کہ عصر کی نماز میں کوتاہی کرنا اتنا ہی بڑا دینی حادثہ ہے جتنا کہ دنیا میں

Marfat.com

یہ حادثہ ہے کہ کسی کا مال اور اولاد سب برباد ہو جائیں۔

فرضیت نماز

پانچ وقت کی نماز باقاعدہ شب معراج میں فرض ہوئی۔ ہجرت سے ڈیڑھ سال پہلے نبی ﷺ کو خدا نے معراج کروائی اور اپنی ملاقات کا شرف بخشا۔ اسی موقع پر آپ ؐ کو نماز کا تحفہ عطا کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل ؑ نے آکر آپ ؐ کو نماز کے اوقات بتائے اور نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا۔ قرآن میں نماز کی فرضیت صریح الفاظ میں موجود ہے اور تمام عبادات سے زیادہ نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً مسلمان نہیں ہے۔

اوقات نماز کا بیان

نماز سے جو ارفع واعلیٰ مقاصد اور منافع وابستہ ہیں اور سنت کے ادا کرنے والے خوش نصیب بندوں کے لئے اس میں جو لذتیں ہیں ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ زندگی کے اگر سارے لمحات نہیں تو کم از کم دن رات کے اکثر اوقات نماز میں صرف کرنے ضروری قرار دیئے جاتے' لیکن چونکہ حکمت الٰہی نے انسانوں پر اور بھی بہت سی ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔ اس لئے دن رات میں صرف پانچ وقت کی نمازیں فرض کی گئی ہیں اور ان کے اوقات ایسی حکمت سے مقرر کئے گئے ہیں کہ نماز سے جو مقاصد وابستہ ہیں وہ بھی پورے ہوں اور دوسری ذمہ داریوں کی ادائیگی میں بھی خلل نہ پڑے۔ ذیل میں اول وقت نماز پڑھنے کی اہمیت ملاحظہ فرمائیں۔

وقت کی پابندی

وقت مقررہ پر پابندی سے نماز ادا کرنا خود قرآن کا حکم ہے۔ چنانچہ فرمان خداوندی ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَوْقُوْتاً﴾ (النساء)

بلاشبہ نماز مسلمانوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے۔

خدا کے نزدیک محبوب عمل

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

ای الاعمال احب الی اللہ؟ قال : الصلوۃ لوقتھا (مشکوۃ ص ۵۸، ج۱)

اللہ کے نزدیک سب سے پیارا عمل کونسا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا سب سے زیادہ پیارا عمل یہ ہے کہ نماز وقت پر پڑھی جائے۔

تین چیزوں میں تاخیر درست نہیں

ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا' اے علیؓ!

ثلاث لا تؤخرھن ، الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا (مشکوۃ ص ٦١، ج١)

تین چیزوں میں تاخیر مت کر' نماز' جب اسکا وقت آجائے (تو فوراً ادا کر)

بیوہ کے لئے کفو مل جائے تو نکاح میں دیر نہ کر۔

جنازہ جب حاضر ہو جائے تو تاخیر نہ کر

اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت

اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت و اہمیت بہت زیادہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا معمول اول وقت نماز پڑھنے کا تھا آپ نے متعدد احادیث میں اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت' عظمت اور اہتمام کی ترغیب دی ہے ذیل میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

اول وقت نماز پڑھنا بہترین عمل ہے

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

افضل الاعمال الصلوۃ فی اول وقتھا (ترمذی ص ٢٤، ج١)

اعمال میں سے بہترین اور افضل عمل' نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھنا ہے۔

چنانچہ حضرت ام فروہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے' تو آپؐ نے جواب دیا:

الصلوۃ لاول وقتھا (مشکوۃ ص ٦١، ج١) اول وقت نماز پڑھنا۔

اول وقت نماز مال ومنال اور اہل وعیال سے بہتر ہے

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان احدکم لیصلی الصلوة لوقتها وقد ترك من الوقت الاول ما هو خير له من اهله وماله (دارقطنی ص ۲٤۸، ج۱)

ایک شخص نماز آخر وقت میں ادا کرتا ہے حالانکہ اس کو اول وقت پڑھنا اس کے اہل ومال سے زیادہ بہتر ہے۔

نبی ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کا پسندیدہ وقت

امام ترمذیؒ امام شافعیؒ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ:

نماز کا اول وقت افضل ہے اسکی فضیلت کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اول وقت ہی میں نماز پڑھا کرتے تھے اگر اول وقت افضل نہ ہوتا تو یہ اس کو کیوں اختیار فرماتے۔ (ترمذی ص ۲۴، ج ۱)

رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اول وقت نماز پڑھتے رہے

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ:

ما صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم صلوة لوقتها الاخر مرتین حتی قبضه الله تعالی (ترمذی ٦٤، ج۱- مشکوة ص ٦۱، ج۱)

رسول اللہ ﷺ نے آخر وقت میں دوبار نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت کرلیا۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ اول وقت پر ہی نماز پڑھتے رہے صرف بیان جواز کے لئے ساری عمر میں ایک دفعہ آخری وقت میں نماز پڑھی ہے غور فرمایئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ساری زندگی میں پانچوں نمازیں اول وقت ہی میں پڑھی ہیں اور کبھی ان میں تاخیر نہیں ہونے دی آج ہمارا یہ حال ہے کہ صبح خواب خرگوش سے ہمیں سورج کی حدت وحرارت ہی جھنجوڑ کر اٹھاتی ہے ظہر کی نماز ایسے وقت جا پڑھتے ہیں کہ عصر کا وقت قریب آجاتا ہے عصر کی بے روح نماز زردی آفتاب

کے وقت خدا کے حضور پیش کرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ نمازوں پر محافظت کے ساتھ ان کے اوقات کا بھی خیال رکھیں اور پوری پوری کوشش کریں کہ ہماری نمازیں اول وقت میں ادا ہوں۔

اوقات نماز

فرض نمازوں کے اوقات قرآن وسنت کی تصریح کے مطابق پانچ ہیں۔

۱۔ فجر　۲۔ ظہر　۳۔ عصر　۴۔ مغرب　۵۔ عشاء

ذیل میں ان کے اوقات سے متعلقہ چند ایک احادیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرائیل نے مجھے بیت اللہ شریف کے قریب دو مرتبہ نماز پڑھائی' پہلے دن "ظہر" کی نماز ایسے وقت میں پڑھائی جبکہ سورج ابھی ڈھلا ہی تھا اور سایہ ایک جوتی کے تسمہ سے زیادہ دراز نہ تھا پھر "عصر" کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے اپنے قد کے برابر تھا پھر "مغرب" کی نماز ٹھیک اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے پھر "عشاء" کی نماز شفق غائب ہوتے ہی پڑھائی اور "فجر" کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔

دوسرے دن انہوں نے مجھے "ظہر" اس وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا۔ "عصر" کی نماز اس وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہو گیا۔ "مغرب" کی نماز اس وقت جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ "عشاء" کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے پر اور "فجر" کی نماز اچھی طرح روشنی پھیل جانے پر" پھر جبرائیل نے پلٹ کر مجھ سے کہا اے محمد! یہی اوقات آپ سے پہلے انبیاء کے نماز پڑھنے کے ہیں ان دونوں وقتوں کے درمیان درمیان نمازوں کے اوقات ہیں۔

(مشکوٰۃ ص ۵۴' ج ۱۔ ترمذی ص ۲۱' ج ۱)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارہ میں سوال کیا' تو آپ ؐ نے ان سے فرمایا کہ دو دن (یعنی آج اور کل) تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو پھر پہلے دن جیسے ہی سورج ڈھلا آپ ؐ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

حکم دیا' اذان ہوئی۔ پھر آپؐ نے (ظہر کی) نماز پڑھائی پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی کہ سورج ابھی خوب اونچا اور پوری طرح روشن و صاف تھا۔ پھر مغرب پڑھائی جبکہ سورج ابھی غروب ہی ہوا تھا' پھر عشاء پڑھائی جبکہ ابھی دن کی سرخی غائب ہی ہوئی تھی' پھر فجر کی نماز صبح صادق ہوتے ہی پڑھائی۔

اس کے بعد دوسرے دن ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا' پھر عصر کی نماز پڑھائی جبکہ سورج ابھی بلند ہی تھا۔ لیکن گزشتہ کل کے مقابلے میں زیادہ موخر کر کے پڑھی۔ مغرب کی نماز آپؐ نے سورج کی سرخی غائب ہونے سے پہلے پڑھی۔ عشاء تہائی رات گزر جانے پر پڑھی۔ پھر فجر پڑھائی جبکہ سفیدی ہوگئی تھی۔

(مشکوۃ ص ۵۹' ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے لے کر ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے تک ہے (یعنی عصر کا وقت آنے تک) اور عصر کا وقت ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہونے سے لے کر سورج کے زرد ہونے تک ہے اور مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر سورج کی سرخی (یعنی شفق) کے غائب ہونے تک ہے اور عشاء کا وقت غروب شفق سے نصف رات تک ہے۔ اور فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر سورج کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے ہے" (مشکوۃ ص ۵۹' ج ۱)

یہ تین احادیث ہیں۔ ایک حدیث میں جبرئیلؑ نے آپؐ کو اوقات بتائے دوسری میں آپؐ نے کسی آدمی کو اوقات بتائے اور تیسری حدیث قولی ہے اس میں آپؐ نے اپنی زبان مبارک سے وقتوں کی نشاندہی فرمادی ہے۔ نیز ان احادیث سے معلوم ہوا کہ چار نمازوں کے وقت آپس میں ملے ہوئے ہیں یعنی ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا شروع ہوجاتا ہے اسی طرح مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی عشاء کا شروع ہوجاتا ہے ذیل میں پانچوں نمازوں کا علیحدہ علیحدہ وقت احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

نماز فجر کا وقت

صبح صادق یعنی پو پھٹنے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک باقی رہتا

Marfat.com

ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے ساری زندگی بغیر عذر کے فجر کی ایک نماز بھی دیر سے نہیں پڑھی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

لیصلی الصبح فتنصرف النساء متلفغات بمروطھن ما یعرفن من الغلس

(مشکوۃ ص ٦٠، ج١)

رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز ایسے وقت پڑھا کرتے کہ عورتیں نماز سے فارغ ہو کر اپنی چادروں میں لپٹی واپس جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جاسکتیں۔

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ

اقام الفجر حین انشق الفجر والناس لا یکاد یعرف بعضھم بعضا

(مسلم ص ٢٢٣، ج١)

رسول اللہ ﷺ (نماز) فجر اس وقت پڑھتے جب صبح پھوٹتی اور لوگ ایک دوسرے کو نہ پہچانتے۔

حضرت ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ

صلی صلوۃ الصبح مرۃً بغلسٍ ثم صلی مرۃً اخری فاسفر بھا ثم کانت صلوتہ بعد ذلک التغلیس حتی مات لم یعد الی ان یسفر

(ابوداؤد ص ٦٣، ج١)

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی اور ایک مرتبہ روشن کر کے پڑھی پھر وفات تک اندھیرے میں ہی پڑھتے رہے سفیدی کر کے کبھی نہیں پڑھی۔

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ آپؐ کا معمول ہمیشہ اندھیرے میں اول وقت نماز پڑھنے کا تھا۔ اگرچہ نماز کا وقت صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے لیکن اول وقت پڑھنا افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام عمر وفات تک سب نمازیں ہمیشہ اول وقت پر ہی پڑھی ہیں ماسوائے ایک بار کے۔ وہ بھی جواز بیان کرنے کے لئے کہ اگر اتفاق سے نماز کا اول وقت جاتا رہے اور آخر وقت مل جائے تو پڑھ لی جائے چھوڑی نہ جائے اس کی مزید تصدیق حضرت عائشہؓ کی حدیث سے ہوتی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے اپنی

Marfat.com

وفات تک کوئی نماز دوبار آخر وقت میں نہیں پڑھی" (یعنی ہمیشہ اول وقت ہی پڑھتے رہے۔ صرف جواز کے لئے ساری عمر میں ایک بار آخری وقت پڑھی) (مشکوٰۃ ص ۶۱' ج ۱)

ایک شبہ کا ازالہ

ترمذی' ابوداؤد اور دارمی میں ایک روایت آئی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

"صبح کی نماز روشن کرکے پڑھا کرو اس میں اجر زیادہ ہوتا ہے"

اس حدیث اور مذکورہ احادیث میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔ ائمہ دین اور محدثین عظام نے اس تعارض کے کئی جواب دیئے ہیں۔ امام طحاویؒ نے اس طرح تطبیق دی ہے کہ "ابتداء اندھیرے میں کرے اور قرات لمبی کرکے انتہا اسفار میں کرے"

اس تطبیق کو بہت سے علماء نے پسند کیا ہے (عون المعبود ص ۱۶۳' ج ۱)

بعض علماء نے "اسفار" سے "تبیین صبح" مراد لیا ہے۔ یعنی اتنی سویرے صبح کی نماز نہ پڑھی جائے کہ صبح ہونے ہی میں شک باقی رہ جائے اسفار کے بعد پھر اصفرار ہے جبکہ سرخی ظاہر ہونے لگے۔ آج کل عام طور پر لوگ سرخی پھیل جانے کے بعد نماز پڑھتے ہیں جو کسی طرح بھی درست نہیں۔ عون المعبود میں ہے کہ

آپؐ نے یہ حکم چاندنی راتوں میں دیا تھا کیونکہ چاند کی روشنی میں صبح جلدی ظاہر نہیں ہوتی۔ اسلئے آپؐ نے فرمایا "صبح ظاہر ہو جانے دیا کرو" (عون المعبود ص ۱۶۳' ج ۱)

بہرکیف یہ روایت غلس کے خلاف نہیں ہے اسفار کے باوجود غلس ہو سکتا ہے جو لوگ اس وقت نماز پڑھتے ہیں جب مشرق کی طرف زردی پھیل جائے یہ "اصفار" بالصاد کا مفہوم ہے۔ "اسفار" بالسین کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ صبح صاف ہو جائے۔ اس میں شبہ نہ رہے۔ زردی کے وقت نماز بالکل مکروہ ہے۔

نماز ظہر کا وقت

نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے وقت سے شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک ہر چیز کا سایہ اس کے برابر نہ ہو جائے۔ دوسری نمازوں کی نسبت آپؐ نماز ظہر جلدی پڑھا کرتے تھے جیسے کہ حدیث میں ہے۔

Marfat.com

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اشد تعجيلا للظهر منكم
(مشكوة ص ٦٢، ج ١)

رسول اللہ ﷺ تم سے زیادہ جلدی (اہتمام کے ساتھ) نماز ظہر پڑھنے والے تھے۔

گرمیوں میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کرنا

البتہ سخت گرمی میں ظہر کی نماز ذرا تاخیر کرکے پڑھا کرتے اور فرماتے "یہ گرمی جہنم کی لو سے ہے اس لئے نماز کو کچھ ٹھنڈا کر لیا کرو"۔ (مسلم ص ۲۲۴، ج ۱)

نماز ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہے۔ یہ مسلک امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ امام ابو یوسفؒ اور امام زفرؒ وغیرہ کا ہے اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہؒ سے بھی یہی منقول ہے۔ کسی صحیح حدیث سے دو مثل تک ظہر کا وقت ثابت نہیں ہوتا اس لئے عام احناف جو دو مثل کے قائل ہیں یہ ان کے اپنے ائمہ کی تصریحات کے بھی خلاف ہے اور حدیث کے بھی۔

نماز عصر کا وقت

ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے یعنی جب ہر چیز کا سایہ اسکے برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت ہو گیا۔ (مسلم ص ۲۲۴، ج ۱)

رسول اللہ ﷺ کا معمول

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا نماز عصر کے بارے میں معمول بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ "آپ نماز عصر اس وقت پڑھ لیا کرتے جب کہ سورج ابھی بلند اور زندہ ہوتا تھا" (مشکوۃ ص ۶۰، ج ۱)

نماز عصر میں بلاوجہ تاخیر نفاق کی علامت ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"یہ منافق کی نماز ہے کہ آدمی بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہے۔ یہاں تک کہ جب وہ زرد پڑ جائے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جائے، تو کھڑا ہو اور چار ٹھونگیں مارے اور ان میں اللہ کو بہت ہی تھوڑا یاد کرے" (مشکوۃ ص ۶۰، ج ۱)

Marfat.com

یعنی عصر کی نماز میں بلا کسی عذر و مجبوری کے اتنی تاخیر کرنا کہ سورج میں زردی آجائے اور آخری اور تنگ وقت میں مرغ کی ٹھونگوں کی طرح جلدی جلدی چار رکعت پڑھنا۔ جن میں اللہ کے ذکر کی مقدار بہت کم بلکہ برائے نام ہو۔ ایک منافقانہ عمل ہے۔ مومن کو چاہئے کہ ہر نماز' خاص کر عصر کی نماز اپنے صحیح وقت پر طمانیت اور تعدیل ارکان کا خیال رکھتے ہوئے پڑھے۔ جلدی جلدی رکوع و سجود کرنے کی کیفیت کو مرغ کی ٹھونگوں سے تشبیہ دی گئی ہے غالباً اس سے بہتر کوئی تشبیہ نہیں ہو سکتی۔

نماز مغرب کا وقت

نماز مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے سرخی غروب ہونے تک ہے (مشکوٰۃ ص ۵۹' ج ۱)

نماز مغرب کے متعلق حدیث میں ہے کہ اس کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک شفق غائب نہ ہو۔ یہ شفق کیا چیز ہے؟ اس کی تعین و تحقیق میں ائمہ کا اختلاف ہے اتنی بات تو لوگ عام طور سے جانتے ہیں کہ غروب آفتاب کے بعد مغرب کی جانب کچھ دیر تک سرخی رہتی ہے اس کے بعد وہ سرخی ختم ہو جاتی ہے اور اس جگہ کچھ دیر تک سفیدی' پھر وہ سفیدی بھی غائب ہو جاتی ہے اور سیاہی آجاتی ہے۔ اکثر ائمہ کرام کی تحقیق یہ ہے کہ شفق غروب آفتاب کے بعد والی سرخی کا نام ہے اس لئے ان حضرات کے نزدیک سرخی ختم ہونے پر مغرب کا وقت ختم ہو کر عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا مشہور قول یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد والی سرخی کے بعد جو سفیدی رہ جاتی اس کا نام "شفق" ہے اس لئے ان کے قول کے مطابق مغرب کا وقت اس وقت ختم ہوتا ہے جب مغربی افق پر سفیدی باقی نہ رہے اور سیاہی آجائے اور اسی وقت ان کے نزدیک عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے' لیکن امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت دوسرے ائمہ کی تحقیق کے مطابق بھی منقول ہے اور یہی اس مسئلہ میں ان کے دونوں شاگردوں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کی بھی تحقیق ہے بدیں وجہ کئی علماء احناف نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔

مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ اول وقت ہی پڑھا کرتے تھے نیز امت کو بھی ہدایت فرمائی کہ اول وقت ہی پڑھا کریں چنانچہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں

Marfat.com

"میری امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک کہ مغرب کی نماز اتنی مؤخر کرکے نہ پڑھے کہ ستارے چمکنے لگیں۔ (مشکوٰۃ ص ۶۱ ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی عذر و مجبوری کے بغیر اس میں اتنی تاخیر کرنا کہ ستاروں کا جال آسمان پر پھیل جائے' ناپسندیدہ بلکہ مکروہ ہے۔ حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ "ہم مغرب کی نماز کے بعد تیراندازی کرتے' تو تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتے تھے؟" (مشکوٰۃ ص ۶۰ ج ۱)

نماز عشاء کا وقت

عشاء کا وقت سرخی غائب ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور آدھی رات تک رہتا ہے لیکن اکثر آپؐ عشاء کی نماز تیسری رات کے چاند ڈوبنے تک پڑھاتے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۹ ج ۱) غروب آفتاب سے لے کر تیسری رات کے چاند ڈوبنے کا درمیانی وقفہ اندازا" دو گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ یہ عشاء کا مختار وقت ہے جواز اور مجبوری کا وقت طلوع صبح تک ہے

عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا منع ہے

حدیث میں آتا ہے کہ "آپؐ نے عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور بعد ازاں باتیں کرنے سے منع فرمایا ہے" (مشکوٰۃ ص ۶۰ ج ۱)

اس کی حکمت یہ ہے کہ نماز سے پہلے سونے سے نماز کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور بعد میں باتیں کرنے سے صبح کی نماز متاثر ہوتی ہے۔

نماز کے مکروہ اوقات

مندرجہ ذیل اوقات میں نماز پڑھنی منع ہے۔

۱۔ زوال کے وقت' جمعہ کے دن کے سوا

۲۔ نماز فجر کے بعد آفتاب بلند ہونے تک

۳۔ نماز عصر کے بعد آفتاب غروب ہونے تک۔ (مشکوٰۃ ص ۹۴ ج ۱)

سببی نماز جو کسی سبب سے رہ جائے وہ بھی ہر وقت درست ہے جیسے فجر کی سنتیں جماعت میں شامل ہونے کے سبب رہ جائیں' تو جماعت سے فراغت کے بعد پڑھ لے۔

اسی طرح پو پھٹنے کے بعد نماز فجر سے پہلے سنت فجر کے سوا کوئی نماز نہیں مگر سببی جائز ہے مثلاً وتر رہ گئے ہوں تو پڑھ لے۔ اسی طرح فرض نمازوں کی قضا کا حکم ہے اسی طرح جو شخص سو جائے یا بھول جائے جب جاگے یا یاد آئے۔ وہی اس کا وقت ہے۔ خواہ طلوع و غروب کا وقت ہی کیوں نہ ہو۔ جس کی نماز فجر یا نماز عصر موخر ہو گئی ہو اور طلوع یا غروب سے پہلے اس نے ایک رکعت پالی تو اسکی ساری نماز وقت پر ادا ہوئی' وہ اپنی نماز پوری پڑھ لے۔

بیت اللہ شریف میں ہر وقت نماز جائز ہے

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"اے بنی عبد مناف بیت اللہ میں کوئی کسی وقت طواف کرے اسے مت روکو' دن کا وقت ہو یا رات کا" (بلوغ المرام ص ۱۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کا طواف اور طواف کے بعد دو رکعتیں ہر وقت جائز ہیں وہاں ان اوقات مکروہ کا کوئی اثر نہیں ہے۔ حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ بنی عبد مناف کو رسول اللہ ﷺ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ کسی کو بیت اللہ شریف کے طواف سے مت روکو' جس وقت بھی کوئی طواف کرنا چاہے' خواہ سورج نکل رہا ہو یا دوپہر کا وقت ہو یا سورج غروب ہو رہا ہو اور جب طواف کی ہر وقت اجازت ہو گی' تو طواف کے لئے دوگانہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے وہ بھی بہرحال ساتھ ہی ادا کرنا ہو گا کیونکہ ان کے بغیر تو طواف' طواف ہی نہیں ہے بنو عبد مناف چونکہ خانہ کعبہ کے متولی تھے اور حج کی تمام خدمات کا بندوبست کرنا انہی کا ذمہ تھا۔ اس لئے آپ ؐ نے ان کو مخاطب کر کے یہ الفاظ فرمائے اور اس کے بعد یہ خیال بھی گزرتا تھا کہ شاید طواف کے دوگانہ کی تو اجازت ہو' لیکن دوسری نمازوں کی شاید اجازت نہ ہو' تو اس کے لئے نماز پڑھنے کے الفاظ الگ بیان کر دیئے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ خانہ کعبہ میں اوقات ممنوعہ کی پابندی کوئی نہیں۔ اہلحدیث' امام شافعیؒ امام محمدؒ اور امام اسحٰقؒ اسی کے قائل ہیں۔ حضرت سفیان ثوریؒ' امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ مکہ کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتے' مگر یاد رہے کہ دلیل کی رو سے پہلا مسلک ہی

صحیح ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ از مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ)

اذان و اقامت کے احکام و مسائل کا بیان

امام نوویؒ فرماتے ہیں "اذان کے لغوی معنی اطلاع دینا اور خبردار کرنا ہے اور شریعت کی اصلاح میں اذان کا معنی لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع دینا اور اس کے مخصوص الفاظ کو بلند آواز سے کہنا" (نیل الاوطار ص ۳۵ ج ۲)

نماز صحیح قول کے مطابق ۱۲ نبوی میں معراج کی رات کو فرض ہوئی اس کے بعد ۱۳ نبوی میں آپؐ نے ہجرت فرمائی مکہ مکرمہ میں کوئی انتظام نہ تھا۔ مخالفت زیادہ تھی حرم میں آپؐ آزادی سے نماز ادا نہیں کرسکتے تھے۔ نماز کی فرضیت کے بعد جبریلؑ کی امامت کا ذکر تو آتا ہے لیکن بیت اللہ میں باقاعدہ جماعت کا ذکر نہیں ملتا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اس وقت اذان کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

ہجرت کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور نماز با جماعت ادا کرنے کیلئے مسجد تعمیر کی گئی تو ضرورت محسوس ہوئی کہ جماعت کا وقت قریب ہونے کی عام اطلاع کیلئے اعلان کا کوئی خاص طریقہ اختیار کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بارہ میں مشورہ بھی فرمایا چنانچہ اس سلسلہ میں تین تجاویز پیش ہوئیں۔

۱۔ کسی نے کہا کہ یہودیوں کی طرح سینگ بجالینا چاہئے جسے سن کر لوگ آجائیں۔

۲۔ کسی نے کہا عیسائیوں کی طرح گھڑیال بنانا چاہئے' جو لوگوں کو آواز دے کہ نماز کیلئے آؤ۔

۳۔ مجوسیوں کی طرح آگ جلائی جائے جسے دیکھ کر لوگ نماز کے لئے جمع ہو جائیں۔

ان مذکورہ تجاویز میں سے آپؐ کو کوئی پسند نہ آئی' کیونکہ یہ دوسری غیر مسلم اقوام کی نقالی تھی جو ایک زندہ قوم کے لئے موت کے مترادف ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہمیشہ دوسری قوموں کی نقالی سے بچتے تھے۔ فوجوں کو جو ہدایات بھیجی جاتی تھیں ان میں بھی یہ اصول پیش نظر رہتا۔ اس لئے یہ سب چیزیں ناپسند کردی گئیں اور مجلس کسی فیصلہ کے بغیر ہی ختم ہوگئی۔

Marfat.com

یہ مسئلہ ابھی حل طلب ہی تھا کہ ایک صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ان کو نماز کے وقتوں کی اطلاع اور (مروجہ) اذان کے الفاظ سکھا رہا ہے وہ صبح رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واقع بیان کرنے آئے تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ بھی دوڑے چلے آرہے ہیں اور آپ حلفیہ بیان دیتے ہیں کہ خواب میں ان کو بھی ہو بہو ان ہی کلمات کی تلقین کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ یہ بیانات سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا "یہ خواب بالکل سچے ہیں"

یہ خواب کا واقعہ مسجد نبویؐ کی تعمیر کے بعد پہلے سال ہی کا ہے۔ بہرحال آپؐ نے اس صحابی عبداللہ بن زیدؓ سے فرمایا کہ تم بلالؓ کو اذان کے ان کلمات کی تلقین کرو۔ ان کی آواز زیادہ بلند ہے۔ وہ ہر نماز کیلئے اسی طرح اذان دیا کریں بس اس دن سے اذان کا یہ نظام قائم ہوا جو آج تک دین اسلام اور امت مسلمہ کا خاص الخاص شعار ہے۔

کلمات اذان

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی آواز رسول اللہ ﷺ کو پسند آئی' تو آپؐ نے ان کو "دہری اذان" سکھائی۔ (بلوغ المرام ص ۳۰) جس کے کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَللّٰهُ اَكْبَرُ	اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے'

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں'	میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں
حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ	حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
آؤ نماز کو	آؤ نماز کو
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
آؤ نجات کو	آؤ نجات کو

Marfat.com

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے' خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

فجر کی اذان میں

فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو بار یہ کلمات زیادہ کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ	اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ
نیند سے نماز بہتر ہے	نیند سے نماز بہتر ہے

اذان میں ترجیع

اذان کے بارے میں بعض روایات میں پندرہ کلمات وارد ہوئے ہیں۔ جیسا کہ عوام میں اذان کا مروجہ طریقہ ہے لیکن بعض روایات میں انیس کلمات بھی آئے ہیں اور یہ اس بنا پر کہ اذان ترجیع کے ساتھ دی جائے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ شہادت کے ہر دو کلمات کو پہلے دو دو مرتبہ آہستہ آہستہ کہا جائے پھر انہی کو دو دو مرتبہ بلند آواز سے کہا جائے۔ امام ترمذیؒ نے ان الفاظ میں باب منعقد کیا ہے:

باب ما جاء في الترجيع فى الاذان

یعنی ترجیع کے ساتھ اذان کہنے کے بیان میں پھر آپؒ حدیث ابو محذورہؓ لائے ہیں جس سے اذان میں ترجیع ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

حديث ابي محذورة في الاذان حديث صحيح وقد روى عنه من غير وجهٍ وعليه العمل بمكة وهو قول الشافعي (ترمذی ص ۲۷، ج۱)

یعنی اذان کے بارے میں ابو محذورہؓ کی حدیث صحیح ہے جو مختلف طرق سے مروی ہے مکہ شریف میں اسی پر عمل ہے اور امام شافعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

في هذا الحديث حجة بينة ودلالة واضحة لمذهب مالكٍ والشافعي واحمد وجمهور العلماء ان الترجيع فى الاذان ثابت مشروع (شرح مسلم ص ۱۶۵، ج۱)

Marfat.com

یعنی حدیث ابو محذورہؓ واضح اور روشن دلیل ہے کہ اذان میں ترجیع مشروع ہے۔ امام مالک'' امام شافعی'' امام احمد'' اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے۔

ابن سید الناس فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ عبداللہ بن عمرؓ انسؓ حسن بصری'' زہری'' اوزاعی'' اسحاق'' ابوثور'' یحییٰ بن یحییٰ'' اور ابن مندہ'' کا بھی یہی مذہب ہے اور سوائے احناف کے اس کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔

احناف کا عجب رویہ

برادران احناف نے عجیب رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ جن احادیث میں اذان دوبار آئی ہے ان میں اقامت ایک ایک بار آئی ہے اور جن میں اذان ترجیع کے ساتھ آئی ہے ان میں اقامت دو دو بار آئی ہے احناف نے اذان تو ان احادیث سے لے لی ہے جن میں اذان دو' دو بار کہنی چاہئے۔ اور ان احادیث کا پچھلا حصہ چھوڑ دیا' جس میں اقامت کا ایک ایک مرتبہ ذکر ہے اور اقامت ان احادیث سے لے لی ہے جن میں اذان ترجیع کے ساتھ ہے ان احادیث کا پچھلا حصہ چھوڑ دیا سوال یہ ہے کہ اگر یہ حدیثیں حجت کے قابل ہیں' تو ان کے دوسرے حصے حجت کے قابل کیوں نہیں ہیں یہ صریحاً'' بے انصافی ہے۔ بلاشبہ وہ حدیثیں بھی صحیح ہیں جن میں اذان ترجیع کے ساتھ آئی ہے اور اقامت دو دو بار اور یہ سب سے زیادہ بھی ہیں اور صحیح بھی اور وہ حدیثیں بھی صحیح ہیں جن میں اذان دو بار ہے اور اقامت ایک ایک بار' لیکن ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جس میں اذان بھی دو دو بار آئی ہو اور تکبیر بھی دو دو بار اس کا ثبوت برادران احناف کے ذمہ ہے پھر اس پر ستم یہ ہے کہ ابو محذورہؓ کی حدیث کے متعلق کہہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ ابو محذورہؓ نے شہادتین کے کلمے بلند آواز سے نہیں کہے تھے اس لئے آپؐ نے ان کو دوبارہ کہلوایا حالانکہ یہ توجیہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ابو محذورہؓ کہتے ہیں کہ مجھے خود رسول اللہ ﷺ نے اذان سکھائی اور اس میں حکماً'' فرمایا کہ شہادتین میں پہلی مرتبہ نیچی آواز رکھو اور پھر جب دوبارہ شہادتین کے کلمات کہلوائے' تو پھر فرمایا کہ اب ان کو اونچی آواز سے کہو۔ پھر انہی ابو محذورہؓ سے ایک دوسری حدیث آئی ہے جس میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اذان میں انیس (۱۹) کلمے بتائے اور اقامت کے سترہ اور یہ انیس کلمے

ترجیع کے ساتھ ہی بنتے ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ از مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ۶۴،۶۴ ج ۱)

بعض حدیث دان علماء احناف بھی ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ان کا عمل دیکھ کر اذان ترجیع کے قائل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ مولانا منظور نعمانی فرماتے ہیں

"ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان ترجیع کا رسول اللہؐ کو علم تھا لیکن آپ نے منع نہیں فرمایا۔ اس لئے اس کے جواز میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں" (معارف الحدیث ص ۱۵۳، ج ۱)

صاحب تفہیم البخاری فرماتے ہیں "اذان ترجیع کا طریقہ مکروہ ہرگز نہیں ہو سکتا" صاحب بحرالرائقؒ نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے اور اس آخری دور میں حنفیت اور حدیث کے امام حضرت علامہ انور شاہؒ صاحب نے بھی اسی فیصلہ کو درست کہا ہے"

(تفہیم البخاری، کتاب الاذان ص ۵۰، ج ۱)

یہ مختصر تفصیل اس لئے دی گئی ہے کہ ہمارے حنفی دوستوں کی اکثریت اذان ترجیع سے واقف ہی نہیں اور اگر اتفاقاً کہیں اہلحدیث مسجد میں اسے سن پاتے ہیں تو حیرت سے سنتے ہیں۔

اکہری تکبیر

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

امر بلال ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامة الا الاقامة

(بخاری ص ۸۵، ج ۱ – مسلم ص ۱٦٤، ج ۱)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور تکبیر کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہیں سوائے قدقامت الصلوة کے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ کے زمانہ مبارک میں اذان دہری اور تکبیر سوائے کلمات قدقامت الصلوة کے اکہری کہی جاتی تھی (مشکوٰۃ ص ۶۴، ج ۱)

ان مذکورہ احادیث کے علاوہ بھی متعدد احادیث میں اکہری تکبیر کا ذکر ہے امام شوکانیؒ فرماتے ہیں "امام خطابیؒ نے کہا ہے کہ جمہور علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ تکبیر اکہری کہی جائے حرمین، حجاز، شام، یمن مصر اور دور دراز تک تمام ممالک اسلامیہ میں یہی معمول ہے کہ تکبیر اکہری کہی جاتی ہے۔" (نیل الاوطار ص ۲۱، ج ۲)

اقامت کے کلمات

اقامت کے کلمات اس طرح مروی ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اَللّٰہُ اَکْبَرُ
اللہ سب سے بڑا ہے	اللہ سب سے بڑا ہے
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں	میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ
آؤ نماز کو	آؤ نجات کو
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ	قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ
نماز کھڑی ہو گئی	نماز کھڑی ہو گئی

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اذان کا جواب

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

قولوا مثل ما یقول المؤذن (مشکوۃ ص ٦٤، ج١)

(جب اذان سنو تو) اسی طرح کہو جیسے موذن کہتا ہے۔

یعنی جو جو کلمہ موذن کہے وہی کلمہ سننے والا کہتا جائے مگر جب موذن حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کہے تو سننے والا لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے (مشکوۃ ص ٦٤، ج ١) یعنی گناہ سے پھرنا اور نیکی کی توفیق اللہ کی طرف سے ہے۔

اذان کے جواب کی فضیلت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو (اذان) سننے والا اذان کی طرح جواب دیتا ہے اور اس پر اس کا ایمان بھی ہے تو وہ

Marfat.com

(شخص) ضرور جنت میں داخل ہو گا۔ (مشکوٰۃ ص ۶۵، ج ۱)
اس لئے اذان کی آواز سن کر خاموش ہو جانا چاہئے اور موذن کے کلمات سن کر اس کا جواب دینا چاہئے اور ثواب کا حق دار بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اقامت کا جواب

اذان کے جواب کی طرح جب اقامت ہو تو جو کلمات تکبیر کہنے والا کہے، وہی سننے والا بھی کہے مگر ابو داؤد کی روایت میں اس طرح ہے کہ جب وہ قد قامت الصلوۃ (یعنی نماز کھڑی ہو گئی) کہے تو سننے والا اقامھا اللہ وادامھا (خدا اس نماز کو قائم دائم رکھے) کہے۔ مگر یاد رہے کہ ابو داؤد کی یہ روایت ضعیف ہے۔ لہٰذا یہ الفاظ نہ کہے جائیں۔

اذان کے بعد کی دعائیں اور ان کی فضیلت

نزول رحمت

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
"جب تم اذان سنو تو جو جو کلمہ موذن کہتا ہے وہی تم بھی کہتے جاؤ پھر مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی وجہ سے اس پر دس بار اپنی رحمت نازل فرماتا ہے" (مشکوٰۃ ص ۶۴، ج ۱)
لہٰذا اذان کے بعد سب لوگوں کو ایک بار درود ابراہیمی پڑھنا چاہئے۔

اذان کی پہلی دعا

جب اذان ختم ہو جائے تو درود شریف پڑھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ

اے اللہ! جو تو اس پوری پوری دعوت توحید اور قائم ہونے والی نماز کا مالک ہے حضرت

مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ

محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور ان کو مقام محمود پر فائز کر جس کا تو نے ان سے

نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ

وعدہ کیا ہے

Marfat.com

حصول شفاعت کا ذریعہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس شخص نے اذان کے بعد یہ دعا مانگی وہ میری شفاعت کا حقدار ہو گیا"۔ (مشکوۃ ص ۶۵ ج ۱)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے لئے تین چیزوں کی دعا کا ذکر کیا گیا ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جو بندہ اذان سننے کے بعد اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے ان تین چیزوں کو عطا کرنے کی دعا کرے گا وہ قیامت کے دن شفاعت محمدی ﷺ کا خاص طور پر حقدار ہو گا۔ وہ تین چیزیں یہ ہے ۱۔ وسیلہ ۲۔ فضیلہ ۳۔ مقام محمود

وسیلہ کیا ہے؟

وسیلہ سے مراد جنت میں قرب الٰہی کا وہ امتیازی مقام ہے جو صرف نبی ﷺ کو حاصل ہو گا چنانچہ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ "جب تم میں سے کوئی موذن کی اذان سنے تو جو الفاظ موذن کہے وہی خود بھی دہرائے پھر مجھ پر درود بھیجے کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدا اس پر دس دفعہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے پھر اللہ سے میرے لئے "وسیلہ" طلب کرے یہ جنت کا ایک خاص مقام ہے جو خدا کے کسی ایک بندہ کے لئے مخصوص ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ جو میرے لئے وسیلے کی دعا کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔" (مشکوۃ ص ۶۵ ج ۱)

فضیلہ

فضیلہ سے مراد بھی قرب الٰہی کا مخصوص ترین مقام ہے جو نبی کریم ﷺ کو حاصل ہو گا۔

مقام محمود

مقام محمود سے مراد مقبولیت کا وہ بلند مقام ہے جس پر فائز ہونے والا دنیا اور آخرت میں "محمود خلائق" ہو۔ خدا نے قرآن مجید میں نبی ﷺ سے اس کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری ہے

﴿عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل)

عنقریب تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز کرے گا۔

Marfat.com

دعوت تامہ

دعوت تامہ سے مراد توحید کی وہ پکار ہے جو پانچوں وقت ہر مسجد سے بلند ہوتی ہے اور قیامت تک بلند ہوتی رہے گی اور نماز کو صلوۃ قائمہ اس لئے فرمایا کہ وہ قیامت تک قائم رہنے والی ہے۔

دعائے اذان کے الفاظ میں اضافہ

دعاؤں کے الفاظ اسی طرح پڑھنے چاہئیں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائے ہیں کیونکہ غیر ثابت شدہ الفاظ کہنا بدعت ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے اقوال و فرامین میں بے جا اضافہ ہے جو کسی طرح بھی قابل مدح وستائش نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگوں نے مذکورہ دعائے اذان میں کچھ الفاظ اپنی طرف سے بڑھالئے ہیں مثلاً **والدرجة الرفیعة** یا **وارزقنا شفاعته یوم القیامة** ان الفاظ کو نہیں پڑھنا چاہئے۔

اذان کی دوسری دعا

ایک حدیث میں اذان سننے کے وقت مندرجہ ذیل دعا بھی آئی ہے اس کے پڑھنے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا

شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ط

میں اللہ کو رب مان کر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر اور دین اسلام کو دین حق مان کر راضی و خوش ہوں۔

مغرب کی اذان کی دعا

مندرجہ بالا دعاؤں کے علاوہ مغرب کی اذان کے بعد ایک اور دعا بھی منقول ہے

اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ

اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے کا وقت ہے اور تیرے دن کی واپسی کا وقت ہے اور

دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِيْ

تیرے لئے پکارنے والوں کی آوازیں آنے کا وقت ہے سو مجھے معاف فرما

Marfat.com

اذان اور موذن کی فضیلت

اذان امت مسلمہ کی امتیازی علامت ہے۔ حدیث میں اذان کی فضیلت و عظمت سے متعلق بہت کچھ آیا ہے بطور نمونہ رسول اللہ ﷺ کے چند ارشادات ملاحظہ فرمائیں

موذن کے ایمان کی گواہی

اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اور اس کو جو (انسان و جن) بھی سنتے ہیں۔ وہ سب قیامت کے روز اذان دینے والے کے ایمان کی گواہی دیں گے" (مشکوٰۃ ص ۶۴' ج ۱)
جب موذن اذان دیتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور اس کی توحید اور اس کے رسولؐ کی رسالت اور اس کی دعوت کا اعلان کرتا ہے' تو جن وانس کے علاوہ دوسری مخلوقات بھی اس کو سنتی اور سمجھتی ہیں اور قیامت کے دن اس کی شہادت ادا کریں گی اور بلاشبہ اذان اور موذن کی یہ بڑی قابل رشک فضیلت ہے۔

اذان دینے سے جنت واجب ہو جاتی ہے

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص بارہ سال تک اذان کہتا رہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور ہر روز اس کی اذان سے اس کے لئے ساٹھ نیکیاں اور ہر تکبیر کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں (ابن ماجہ ص ۲۴۱ ج ۱)

قیامت کے دن موذن کا امتیازی نشان

"قیامت کے دن اذان دینے والوں کی گردنیں بلند ہوں گی" (مشکوٰۃ ص ۶۴' ج ۱) یعنی موذن کو روز قیامت امتیازی شان اور عزت سے نوازا جائے گا اور بطور نشان انکی گردنیں باقی لوگوں سے اونچی ہوں گی کیونکہ وہ دنیا میں ذکر الٰہی کو پانچ وقت بلند کرتے تھے۔

اذان سے شیطان بھاگتا ہے

اذان کے وقت شیطان پر خوف و ہیبت طاری ہوتی ہے اور وہ انتہائی بدحواسی کے عالم میں بھاگتا ہے اور مقام روحاء کے برابر دور چلا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۶۴' ج ۱)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے روایت کرنے والے راوی طلحہ بن نافعؒ کا بیان

Marfat.com

مروی ہے کہ روحاء مدینہ سے ۳۶ میل دور ہے۔ حدیث کی روح یہ ہے کہ اذان جو توحید اور ایمان کی پکار ہے جس طرح وہ اللہ تعالیٰ کو نہایت محبوب ہے اور اس کے اچھے بندے اس کو سن کر مسجدوں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اسی طرح شیطان مردود کے لئے وہ گویا بم کا گولا ہے ادھر اللہ کے منادی نے اذان شروع کی ادھر اس نے بھاگنا شروع کیا جیسے نور آفتاب و ماہتاب سے اندھیرا کافور ہوتا ہے۔

اذان آفات و عذاب سے بچاؤ اور نزول رحمت کا باعث ہے

جس مقام پر اذان دی جاتی ہے وہاں پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے اور وہ مقام عذاب و آفات سے محفوظ رہتا ہے۔ (طبرانی)

اذان پر قرعہ اندازی

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو اذان کے ثواب کا علم ہوتا اور ویسے موقع نہ ملتا تو قرعہ ڈال کر اذان دیتے۔ (مسند احمد ص ۲۷۸، ج ۲)

ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ اذان اور موذن کی احادیث میں کس قدر فضیلت بیان کی گئی ہے مگر مقام افسوس ہے آج ہم مسلمانوں نے اس حقیقت کو بھلا دیا ہے اور اذان کہنا ایک حقیر و ذلیل پیشہ بن گیا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے اس عظیم ترین اجتماعی گناہ کو معاف فرمائے اور توبہ و اصلاح کی ہمیں توفیق دے۔

اذان کے مسائل و آداب

موذن خوش الحان اور بلند آواز ہونا چاہئے

حتی الوسع موذن خوش الحان، بلند آواز اور نیک ہونا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کو ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی آواز اچھی لگی، تو آپؐ نے ان کو اذان سکھادی۔

(سبل السلام، شرح بلوغ المرام ص ۱۲۳، ج ۱)

اذان کے الفاظ ترتیل و روانی کیساتھ ادا کرنے چاہئے

اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنے چاہئیں اور اقامت جلدی اور روانی سے کہنی

چاہئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ:

اذا اذنت فترسل واذا اقمت فاحدر (ترمذی ص ٤٨، ج١)

جب تو اذان کہے تو ٹھہر ٹھہر کر کہہ اور جب اقامت کہے تو روانی کے ساتھ جلدی جلدی کہہ۔

عورت اذان نہ کہے ⸺ عورت اذان نہ کہے کیونکہ اس کی آواز بھی ستر ہے۔

اذان باوضو کہنی چاہئے

بے وضو اذان اگرچہ منع نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ باوضو کہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فلا یؤذن احدکم الا وھو طاھر (سبل السلام ص ١٢٩، ج١)

موذن باوضو ہو کر اذان کہے۔

اذان وقت مقررہ پر کہنی چاہئے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان وقت مقررہ پر کہتے اور وقت سے موخر نہیں کرتے تھے۔ (ابن ماجہ ص ۵۲' ج۱)

موذن ہی اقامت کہے

جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو اجازت دے تو جائز ہے۔ حضرت بلالؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اقامت کہنے سے روک دیا اور فرمایا: فانما یقیم من اذن (ترمذی ص ٥٠، ج١)

یعنی جو اذان دے وہی اقامت کہے۔

اذان بلند مقام پر کہنی چاہئے

اذان قبلہ رو ہو کر مسجد میں کسی اونچی جگہ کھڑے ہو کر کہنی چاہئے۔ (ابوداؤد ص ۸۴' ج۱)

اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا

اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا مسنون ہے۔ حضرت ابی جحیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلالؓ کو دیکھا کہ وہ اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں رکھتے تھے۔

Marfat.com

(ابن ماجہ ص ۵۲، ج ۱) نیز حضرت بلالؓ کو رسول اللہ ﷺ نے کانوں میں انگلیاں رکھنے کا حکم دیا کیونکہ اس سے آواز بلند ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ ص ۵۲ ج ۱)

اذان کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا

اذان میں حی علی الصلوۃ کہتے وقت دائیں جانب منہ پھرنا اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں جانب منہ پھیرنا سنت ہے البتہ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ چھاتی قبلہ کی طرف سے نہ پھرنے پائے۔ (ابوداؤد ص ۸۴، ج ۱)

اذان اور اقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے

اذان اور تکبیر کا درمیانی وقفہ قبولیت دعا کا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اذان اور اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی (یعنی قبول ہوتی ہے) (ابوداؤد ص ۸۴، ج ۱)

اذان کے بعد مسجد سے نکلنا نفاق کی علامت ہے

اذان کے بعد نماز باجماعت ادا کئے بغیر مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے پھر (مسجد) سے بغیر ضرورت کے نکلے اور واپسی کا ارادہ نہ ہو تو وہ شخص منافق ہے۔" (ابن ماجہ ۵۴، ج ۱)

سفر میں اذان و تکبیر

اگر کوئی شخص حالت سفر میں ہو تو اذان اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھے۔ (ابوداؤد ص ۷۷ ا ج ۱)

وباء اور حوادث کے وقت اذان

بعض لوگ بیماریوں اور وباء کے مواقع پر اذانیں دیتے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے وباء دور ہو جائے گی یہ بدعت ہے سنت رسولؐ اور صحابہؓ کے عمل سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ہدایہ مترجم ص ۳۴۲ پر اس طرح اذانیں دینا بیوقوفی کی نشانی لکھا ہے۔

موذن اجرت لینے والا نہ ہو

موذن وہ نہیں ہونا چاہئے جو اپنی اذان پر اجرت لے۔ (مشکوٰۃ ص ۶۵ ج ۱)

اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام

عام طور پر بریلوی حضرات کی مساجد میں اذان سے پہلے لاؤڈ سپیکر (اگر بجلی آ رہی ہو) پر الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی رٹ لگائی جاتی ہے جو بلاشبہ بدعت ہے۔ اس بدعت کی تاریخ ایجاد ملاحظہ فرمائیں۔

۷۹۱ھ میں ایک گورنر نے جس کا نام منطاش تھا۔ بعض جاہل فقیروں اور صوفیوں کے مشورہ سے ایک جھوٹی خواب گھڑی اور مصر کے داروغہ نجم الدین الطنبر کو سنا کر تثویب کے طور پر اذان سے پہلے الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بلند آواز سے جاری کردی۔ یہ داروغہ بقول علامہ مقریزی بڑا راشی، جاہل اور ظالم تھا۔ آج کل بعض مساجد میں اذان کے ساتھ جو صلوۃ فلمی انداز سے گائی جاتی ہے یہ فاطمی رافضیوں کی سنت ہے اور داروغہ نجم الدین الطنبری کی ایجاد ہے۔ اسلام میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ یہ آٹھویں صدی میں شروع ہوئی چند سالوں سے ہمارے ملک بھی بریلوی حضرات نے جاری کرلی ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الخطط والآثار مقریزی ص ۴۴، ج ۴)

اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ

احادیث سے اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ کی کوئی معین مقدار ثابت نہیں۔

حضرت عبداللہ بن مغفل مزنیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "ہر اذان اور نماز کے درمیان نماز ہے ایسا آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا" (بخاری ص ۸۷، ج ۱)

حضرت جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے موذن اذان کے بعد ٹھہر جایا کرتے اور اس وقت تک اقامت نہ کہتے جب تک وہ نبی ﷺ کو باہر آتے نہ دیکھ لیتے جب وہ نبی ﷺ کو دیکھ لیتے تو اقامت کہتے (ابوداؤد ص ۸۶، ج ۱) لیکن ان احادیث سے اور بعض دوسری احادیث سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہر اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ ضرور ہونا چاہئے کہ نمازی استنجا اور وضو وغیرہ سے فارغ ہولے۔

Marfat.com

اقامت اور نماز کے درمیان وقفہ

اقامت اور نماز کے درمیان بات کرنا جائز ہے اس کے بعد دوبارہ اقامت نہیں کہی جائے گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن اقامت کہی گئی اور نبی اکرم ﷺ مسجد کے ایک کونے میں ایک شخص سے گفتگو فرما رہے تھے آپؐ اپنی جگہ سے نماز کے لئے نہیں اٹھے یہاں تک کہ لوگوں کو نیند آنے لگی۔ (بخاری ص ۸۹ ج ۱)

دوسری روایت میں ہے کہ:

ایک روز اقامت ہو چکی تھی کہ نبی اکرم ﷺ کو یاد آیا کہ آپکو غسل کرنا ہے آپنے گھر جا کر غسل فرمایا، پھر واپس آکر بغیر اقامت کے نماز پڑھائی۔ (بخاری ص ۷۹ ج ۱)

مساجد کا بیان

مسجد، اسلامی تہذیب و ثقافت کا محور ہے

مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد رسولؐ خدا کو سب سے بڑی فکر یہ تھی کہ یاد خدا کے لئے مسجد تعمیر کریں آپؐ کی قیام گاہ کے قریب ہی سہلؓ اور سہیلؓ دو یتیم بچوں کی کچھ زمین تھی آپؐ نے دونوں کو بلا کر ان سے زمین خریدلی اور مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ خود نبی ﷺ بھی برابر تعمیر کے کام میں مصروف رہے۔ ایک صحابیؓ نے آپؐ کو اپنے مبارک ہاتھوں سے اینٹ اور پتھر اٹھاتے ہوئے دیکھ کر کہا "اگر ہم یونہی بیٹھے رہیں اور خدا کے نبی اپنے ہاتھوں سے کام کریں تو ہماری یہ روش ہمیں گمراہ کر ڈالے گی" صحابہ کرامؓ بڑے جوش و خروش اور ولولہ سے کام کر رہے تھے اور یہ ترانہ پڑھتے جاتے تھے۔

اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ
فارحم الانصار والمھاجرۃ

خدایا! حقیقی زندگی تو بس آخرت ہی کی ہے۔ پس تو انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔ اور انہیں وہاں کی زندگی میں کامیاب و کامران فرما۔

دراصل مسجد اسلامی تہذیب و ثقافت کا ایک ایسا محور ہے جس کے گرد مسلمانوں کی پوری زندگی گزرتی ہے اس کے بغیر اسلامی بستی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ پہنچتے ہی سب سے پہلے اس کا اہتمام کیا اور خود اپنے ہاتھوں

سے اینٹ، پتھر ڈھو کر اس کی تعمیر فرمائی۔ مسلمانوں میں دینی روح بیدار رکھنے، وجود ملی کا حقیقی شعور پیدا کرنے اور ان کے شیرازہ کو مجتمع رکھنے کا اصل ذریعہ یہی ہے کہ مسجدوں کو حیات اسلامی کا محور بنایا جائے اور ان میں نماز باجماعت کا انتظام قائم کیا جائے۔ اسی مقصد کے پیش نظر حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو ہدایت کی گئی تھی کہ مصر میں کچھ عمارات کو مخصوص کرکے ان میں نماز باجماعت کا انتظام کرو اور ان کو مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت اور زندگی کے لئے محور و مرکز قرار دے کر اپنی منتشر قوتوں کو ان کے ذریعے مجتمع کرو۔

مسجد کو سادہ بنانے اور سادہ رکھنے کا حکم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک وہ زمانہ نہ آجائے کہ لوگ آپس میں مسجدوں پر فخر کریں گے" (یعنی اپنا تفوق اور اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے ایک کے مقابلہ میں ایک شاندار مسجد بنائے گا) (ابوداؤد ص ۷۱، ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے خدا کی طرف سے مسجدوں کو بلند اور شاندار بنانے کا حکم نہیں دیا گیا (یہ حدیث بیان فرمانے کے بعد) حدیث کے راوی عبداللہ بن عباسؓ نے (بطور پیشین گوئی) فرمایا کہ یقیناً تم لوگ اپنی مسجدوں کی آرائش و زیبائش اسی طرح کرنے لگو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں کی کی ہے" (ابوداؤد ص ۷۱، ج ۱)

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کا منشا اور اسکی روح یہ ہے کہ مسجدوں میں ظاہری شان و شوکت مطلوب اور محمود نہیں ہے بلکہ ان کیلئے سادگی ہی مناسب اور پسندیدہ ہے۔

مسجد بنانے کا اجر و ثواب

رسول خدا ﷺ نے تعمیر مسجد اور اس کو آباد رکھنے کی طرح طرح سے رغبت دی ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد گرامی ہے:

من بنی مسجدا یبتغی به وجه الله بنی الله له مثله فی الجنة (ابن ماجه ص ٥٤، ج ١)

Marfat.com

جس نے خدا کی خوشنودی و رضا جوئی کے لئے مسجد تعمیر کی اس کیلئے اللہ جنت میں اسی طرح کا گھر بنائے گا۔

مسجد تعمیر کرنے سے مراد مسجد کی عمارت بنانا ہے لیکن مسجد کی حقیقی آبادی یہ ہے کہ اس میں خدا کی عبادت کی جائے اور نماز باجماعت کا نظم و انتظام کیا جائے۔

اللہ کی پسندیدہ جگہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''شہروں اور بستیوں میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ان کی مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ مبغوض ان کے بازار ہیں۔ (مشکوۃ ص ۶۸' ج ۱)

یعنی مساجد اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جگہیں ہیں کیونکہ ان میں بکثرت ذکر خدا نمازیں اور تلاوت قرآن کی جاتی ہے جب کہ بازار' شیطانوں کی آماجگاہ' بدمعاشی' بے حیائی' فحاشی' عریانی اور دیگر تمام برائیوں کے سرچشمہ ہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ کا اصل منشا یہ ہے کہ اہل ایمان خدا کی پسندیدہ جگہ یعنی مسجدوں سے زیادہ سے زیادہ تعلق رکھیں اور انہی کو اپنا مرکز بنائیں اور بازاروں سے حتی الوسع احتراز کریں۔

دنیا کی بہترین جگہ

دربار رسالت ؐمیں ایک یہودی نے پوچھا کہ دنیا میں سب سے بہتر جگہ کون سی ہے ؟ رحمت عالم ﷺ نے یہ سن کر سکوت فرمایا اور کہا میرا یہ سکوت حضرت جبرئیلؑ کی آمد تک ہے۔ آپؐ ابھی اسی حال میں تھے کہ حضرت جبرئیلؑ امین تشریف لائے نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے وہ سوال ان پر پیش کر دیا جبرئیلؑ فرمانے لگے میرا علم اس سلسلہ میں آپ سے زیادہ نہیں ہے ہاں پروردگار عالم سے معلوم کر کے بتا سکتا ہوں پھر تھوڑی دیر میں جبرئیلؑ آکر کہنے لگے اے اللہ کے پیارے رسولؐ میں دربار ایزدی میں حاضر ہوا اور اس قدر قریب ہوا جتنی قربت کبھی نہیں ہوئی تھی آپؐ نے پوچھا وہ نزدیکی کیسی تھی؟ حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا میرے اور رب العزت کے درمیان ستر ہزار نوری پردے حائل تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پہلے کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرماتے ہیں:۔

خیر البقاع المساجد وشر البقاع الاسواق (مشکوۃ ص ۷۱، ج۱)

دنیا کی بہترین جگہ مسجدیں ہیں اور دنیا کی بدترین جگہ بازار ہیں۔

کیونکہ مساجد کی بنا خدا کے ذکر کے لئے ہے اور ان میں صرف خدا کا ذکر کیا جاتا ہے ذکر اور مساجد بذات خود نزول رحمت کی جگہ ہے نیز مساجد کے اندر افعال قبیحہ اور گفتار شنیعہ ممنوع ہے اس لئے مساجد کے برابر کوئی دوسری جگہ نہیں ہو سکتی۔

مسجد کی خبر گیری اور اس سے تعلق ایمان کی نشانی ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تم کسی کو دیکھو کہ اس کو مسجد سے شغف ہے اور وہ اس کی دیکھ بھال میں لگا رہتا ہے" تو گواہ رہو کہ وہ صاحب ایمان ہے۔ (مشکوۃ ص ۶۹، ج ۱)

مساجد کو آباد کرنا ایمان والوں کا کام ہے

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (التوبة)

خدا کی مساجد کو وہی لوگ آباد رکھتے ہیں جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

نور کامل کی بشارت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامة (ابن ماجه ۵۷۲، ج ۱)

جو بندے تاریکی میں مسجدوں کو جاتے ہیں انہیں بشارت سنا دو قیامت کے دن ان کو اللہ کی طرف سے نور کامل عطا ہو گا۔

مسجد میں جانے والا عرش کے سایہ میں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تین خصلتیں ایسی ہیں جن کے کرنے والے کو خدا (روز قیامت) عرش کے سایہ میں جگہ دے گا اس دن عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔

۱۔ پانی کے ناگوار معلوم ہوتے ہوئے وضو پورا کرنا

۲۔ اندھیرے کے باوجود مساجد کی طرف چلنا۔

۳۔ بھوکے کو کھلانا۔ (بدور السافرۃ فی الامور الاخرۃ ص ۵۳)

مسجد میں آنے والے اللہ کے مہمان ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص صبح و شام مسجد میں حاضر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں مہمانی کا کھانا تیار کرتے ہیں جو جنت میں صبح و شام مہمانی پیش کی جائے گی۔ (مشکوۃ ص ۶۸ ج ۱) مسجدیں چونکہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور یہ بات مسلمہ ہے کہ میزبان مہمان کی دعوت کرتا ہے لہٰذا نمازی حکماً" اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوئے اللہ تعالیٰ دنیا کے بدلہ جنت میں مہمانی پیش کرے گا۔

مسجد میں جانا ظل الٰہی کے حصول کا سبب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سات شخصوں کو اللہ تعالیٰ عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔

(۱) عادل حکمران

(۲) وہ جوان جس کی جوانی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں گزری ہو

(۳) وہ آدمی جس کا دل مسجد سے لگا رہتا ہے (جب مسجد سے نکلتا ہے تو پھر دوبارہ مسجد میں داخل ہونے کا انتظار کرتا رہتا ہے)

(۴) وہ آدمی جن کی دوستی کی بنیاد اللہ تعالیٰ اور اللہ کا دین ہے اسی جذبہ کے ساتھ وہ اکھٹے ہوتے ہیں اور یہی جذبہ لئے جدا ہوتے ہیں۔

(۵) وہ آدمی جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔

(۶) وہ آدمی جس کو کسی اونچے خاندان کی حسین و جمیل عورت نے بدکاری کی دعوت دی تو اس نے محض خدا کے خوف سے اس کی دعوت کو رد کر دیا۔

(۷) وہ آدمی جس نے اس طرح صدقہ کیا کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ دایاں

Marfat.com

ہاتھ کیا دے رہا ہے" (صحیح بخاری ص ۱۹، ج ۱)

مسجد کی طرف باوضو چلنے سے درجات کی بلندی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"جب تم میں سے کوئی وضو کرتا ہے پھر صرف نماز ہی کیلئے مسجد میں آتا ہے تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے ایک درجہ بلند کرتے ہیں اور اسکا ایک گناہ معاف کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے" (ابن ماجہ ص ۵۶، ج ۱)

مسجد کی قربت

اس گھر کی فضیلت کا یہ حال ہے کہ اس کا فیض پڑوس کو بھی محروم نہیں کرتا۔ باران رحمت کے چھینٹے اڑ اڑ کر ان پر بھی پڑتے رہتے ہیں جس سے ان کا درجہ کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے۔

مسجد میں دور سے آنے والے کا درجہ

جہاں مسجد سے قریب رہنے والے کا درجہ ہے وہاں مسجد سے دور رہنے والوں کو محروم نہیں رہنے دیا گیا بلکہ ان کا اجر و ثواب قریب والوں سے بھی زیادہ بیان کیا گیا ہے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "زیادہ اجر ان کے لئے ہے جو دور سے چل کر آتے ہیں اور جو مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھتے ہیں وہ تنہا نماز پڑھ کر سونے والے سے بہتر ہیں" (مسلم ص ۲۳۵، ج ۱) اس حدیث میں ان کے لئے تسلی و تسکین اور دلجمعی ہے جو مسجد سے دور بستے ہیں اور پڑوس کی محرومی کا تدارک اس ثواب عظیم سے کیا گیا ہے جو دور سے چل کر آنے میں ہوتا ہے اور اس چلنے کے ثواب کی کثرت و زیادتی کا یہ حال ہے کہ مسجد کی طرف اٹھنے والا ہر قدم ثواب و اجر کا مجسمہ اور ذخیرہ آخرت بن جاتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ہمارا گھر مسجد سے دور تھا ایک دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا گھر بیچ ڈالوں اور چل کر مسجد نبوی کے پڑوس میں اقامت اختیار کرلوں لیکن آپ نے مجھے اس ارادہ سے روک دیا اور فرمایا: ان لکم بکل خطوة درجة بے شک تمہارے لئے ہر قدم پر ایک درجہ ہے۔ (مسلم ص ۲۳۵، ج ۱)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کے پڑوس میں کچھ خالی جگہ ہوئی بنو سلمہ قبیلہ

Marfat.com

جو مسجد سے دور آباد تھا اس کا ارادہ ہوا کہ مسجد کے قریب آکر آباد ہو جائیں اور پہلی جگہ چھوڑ دیں جب آپؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے ان سے کہا "اے بنی سلمہ! اپنے مکانوں کو لازم پکڑو، تمہارے نشان قدم لکھے جائیں گے" (مشکوۃ ص ۶۸، ج ۱)

حضرت ابی بن کعبؓ ایک انصاری کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی میرے علم میں سب سے زیادہ دور رہتے تھے مگر ان کا حال یہ تھا کہ ہر وقت پابندی کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوتے تھے کبھی بھی ان کی جماعت نہیں چھوٹی تھی ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ کاش آپ سواری کے لئے ایک گدھا خرید لیتے تاکہ آپ کو رات کی تاریکی اور (گرمی) کے تپتے دن میں مسجد آنے میں آرام رہتا انہوں نے یہ سن کر فرمایا مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں مسجد کے قریب ہوتا اور چلنے کی مشقت سے بچ جاتا۔ بلکہ میری خواہش تو یہ ہے کہ آنے جانے میں جو قدم اٹھیں ان کے تمام نشان قدم میرے نامہ اعمال میں لکھ دئے جائیں (یعنی آنے کے بھی اور واپسی کے بھی) رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا:

"آمد و رفت دونوں کے ثواب اللہ نے تم کو عطا کئے" (مسلم ص ۲۳۵، ج ۱)

مسجد کی طرف جانے والے کا اللہ ضامن ہے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

"تین آدمیوں کا اللہ ضامن ہے ایک وہ آدمی جو بغرض جہاد اللہ کے راستہ میں نکلے۔ پس اللہ اس کا وفات تک ضامن ہے۔ (یا تو میدان جہاد میں اس کو شہید کرکے) جنت میں داخل کرے۔ یا ثواب و غنیمت دے کر (گھر) واپس کرے۔ اور (دوسرا) آدمی جو مسجد کی طرف (بغرض نماز) جائے وہ بھی وفات تک اللہ کی ضمان میں ہے چاہے اس کو جنت میں داخل کرے یا اجر و ثواب دے کر واپس لوٹا دے اور (تیسرا) وہ شخص جو "السلام علیکم" کہہ کر گھر میں داخل ہو تو وہ بھی اللہ کی حفاظت میں ہے۔" (مشکوۃ ص ۷۰ ج ۱)

Marfat.com

مسجد کے آداب واحکام

مساجد شعائر اللہ میں داخل ہیں اس لئے ان کی عظمت وحرمت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ مسجد میں داخلے کے بعد آدمی پر کچھ پابندیاں عائد ہوتی ہیں جن کا لحاظ رکھنا ہر آدمی پر ضروری ہے ورنہ مسجد کا تقدس مجروح ہوجاتا ہے۔ قرآن مجید میں شعائر اللہ کی عظمت وحرمت کا خیال رکھنے کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ شعائر اللہ کی تعظیم کرنا دل کی پرہیزگاری والوں کے افعال سے ہے۔ ذیل میں مسجد کے آداب واحکام ملاحظہ فرمائیں

مسجد کی طرف جاتے وقت کی دعاء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز کیلئے (مسجد کی طرف) جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّ

اے اللہ! میرے دل میں نور کر اور میری آنکھوں میں اور میرے کانوں میں، اور میری

عَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا وَّفِيْ عَصَبِيْ نُوْرًا

دائیں جانب، اور میرے پیچھے نور کردے اور میرے لئے (ایک خاص) نور کردے اور

وَّفِيْ لَحْمِيْ نُوْرًا وَّفِيْ دَمِيْ نُوْرًا وَّفِيْ شَعْرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَشَرِيْ نُوْرًا

میرے پٹھوں میں اور میرے گوشت میں، اور میرے خون میں، اور میرے بالوں، اور

وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا

میری کھال میں، اور میری زبان میں، اور میری جان میں نور کردے، اور مجھے نور عظیم دے

مسجد میں داخلے کی دعاء

مسجد میں پاک بدن سے داخل ہوں۔ داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھنا چاہئے اور پھر درود پڑھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھنی چاہئے

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

الٰہی! میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے

Marfat.com

ایک اور روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ جب داخل ہو تو یوں کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

یعنی (میں) خدا کے نام سے (مسجد میں داخل ہوتا ہوں) الٰہی! محمدؐ پر درود بھیج

اس کے بعد مذکورہ دعا پڑھے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ

میں عظمت والے اللہ اور اس بزرگ ذات اور اس کی قدیم بادشاہت کی شیطان مردود

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ط

سے پناہ مانگتا ہوں۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۱۱۲)

اس دعا کے پڑھنے سے آدمی تمام دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

تحیۃ المسجد

مسجد کے حقوق اور اس میں داخلے کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہاں جاکر بیٹھنے سے پہلے اگر جماعت میں کچھ وقفہ ہو تو دو رکعت نماز ادا کی جائے یہ گویا بارگاہ ایزدی کی سلامی ہے۔ اسی لئے اس کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں (تحیۃ کے معنی سلامی کے ہیں) حضرت ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس کو چاہئے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے" (ابوداؤد ص ۷۴ ج ۱)

افسوس کہ آج کل عام مسلمان اس سنت سے غافل ہو رہے ہیں حالانکہ تحیۃ المسجد کی دو رکعت کے متعلق بعض ائمہ (داؤد ظاہری وغیرہ) کا خیال ہے کہ یہ واجب ہے کیونکہ حدیث میں امر وارد ہے اور امر وجوب کو چاہتا ہے۔ جب تک کوئی قرینہ صارفہ الی الاستحباب نہ پایا جائے مگر دوسرے امام صرف استحباب کے قائل ہیں بہرحال دیگر نوافل کی پابندی کرنے والے کو تحیۃ المسجد کی پابندی بھی کرنی چاہئے۔

سفر سے واپسی پر مسجد کی حاضری

مسجد کی عظمت و شان یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد ہی میں تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے۔ وہاں

Marfat.com

لوگوں سے مل جل کر گھر تشریف لے جاتے۔ (مشکوۃ ص ۲۳۹' ج ۲)

مسجدوں میں صفائی اور خوشبو کا حکم

حضرت عائشہؓ فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ ان کی صفائی اور خوشبو کے استعمال کا اہتمام کیا جائے۔

(ابوداؤد ص ۶۷' ج ۱۔ ابن ماجہ ص ۵۵' ج ۱)

ان امور کا بیان جن کا کرنا مسجد میں جائز ہے

مسجد میں سونا

مسجد میں سونا' رہنا یہاں تک کہ خیمہ لگا کر بوقت ضرورت قیام کرنا جائز ہے مگر یہ خیال رہے کہ مسجد کو اپنے گھر کی طرح بے ادبی کے ساتھ استعمال میں نہ لائے۔ مسجد کے ادب واحترام کی شریعت میں بہت سخت تاکید فرمائی گئی ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے مسجد ہی میں ان کے لئے ایک خیمہ لگوا دیا تھا تاکہ آپ قریب ہی سے عیادت کر سکیں۔ (سبل السلام ص ۹۷' ج ۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:

ایک سیاہ فام لونڈی کا خیمہ مسجد میں نصب تھا وہ کبھی کبھی آتی تو مجھ سے گفتگو کیا کرتی۔ (سبل السلام ص ۹۷' ج ۱)

امیر یمانیؒ صاحب سبل السلام اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں اس شخص کے لئے سونا جائز ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو۔ خواہ مرد ہو یا عورت' خیمہ وغیرہ بھی لگا سکتے ہیں بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔"

گھر والا آدمی بھی اگر وقتاً" فوقتاً" مسجد میں سو رہے یا کھا پی لے تو شرعاً کوئی حرج نہیں حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ "ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے مبارک عہد میں مسجد میں سویا کرتے تھے۔ باوجودیکہ ہم لوگ نوجوان اور گھر والے تھے۔" (جمع الفوائد ص ۶۸' ج ۱)

مسجد میں جائز قسم کی بات چیت

حضرت حسن بصریؒ سے مرسلا" روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک

Marfat.com

زمانہ ایسا آئے گا کہ مسجدوں میں لوگوں کی بات چیت اپنے دنیوی معاملات میں ہوا کرے گی تمہیں چاہئے کہ ان لوگوں کے پاس بھی نہ بیٹھو۔ اللہ کو ان لوگوں سے کوئی سروکار نہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۷۱ ج ۱)

مسجد چونکہ خانہ خدا ہے اسلئے اسکے ادب کا بھی تقاضا ہے کہ اس میں ایسی باتیں نہ کی جائیں جن کا اللہ کی رضا طلبی اور دین سے کوئی تعلق نہ ہو۔ ہاں! مسلمانوں کے اجتماعی اور ملی مسائل کے بارے میں خواہ ان کا تعلق مسلمانوں کی زندگی کے کسی شعبہ سے ہو، مسجدوں میں مشورے کئے جا سکتے ہیں اور اس سلسلہ کے کاموں کے لئے مسجدوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن اس میں بھی مسجدوں کے عام ادب کا لحاظ ضروری ہے نیز یہ شرط ہوگی کہ یہ جو کچھ ہو اللہ کی ہدایت کے تحت ہو اس سے آزاد ہو کر نہ ہو۔

مسجد میں کھانا پینا

حضرت عبداللہ بن حارثؓ سے روایت ہے کہ:

ہم عہد رسالت میں مسجد میں گوشت اور روٹی کھا لیتے تھے۔ (منتقی ص ۳۵۵، ج ۱)

ضرورت کے وقت سوال کرنا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ:

ایک روز نبی ﷺ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا جب میں مسجد میں داخل ہوا، تو دیکھا کہ ایک سائل سوال کر رہا ہے میں نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا دیکھا جو میں نے اس سے لے کر سائل کو دے دیا۔ (ابوداؤد ص ۲۴۲، ج ۱)

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ جب سعد بن ابی وقاصؓ کا انتقال ہو گیا تو لوگ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے ان کی میت مسجد میں لے آئے اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا، تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا نبی اکرم ﷺ نے حضرت سہلؓ اور سہیلؓ (ابن بیضاء) پر مسجد میں نماز پڑھی تھی۔ (منتقی ص ۳۶۷، ج ۱)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

Marfat.com

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔ (منتقی)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی تھی۔ (موطا ص ۲۱، ج ۱)

مسجد میں کون سے کام ممنوع ہیں

گندگی اور بدبو پھیلانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
مسجدوں میں پیشاب کرنا اور گندگی پھیلانا منع ہے۔ یہ صرف اللہ کا ذکر کرنے اور قرآن کی تلاوت کرنے کے لئے ہیں۔ (بخاری ص ۳۵، ج ۱۔ مسلم ص ۱۳۸، ج ۱)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "جس شخص نے پیاز، لہسن یا کراث (گندنا، ایک بدبودار سبزی) کھائی ہو، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، اسلئے کہ جس چیز سے انسان کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے" (مسلم ص ۲۰۹، ج ۱)

حضرت عمرؓ نے ایک جمعہ کے روز خطبہ دیا اور فرمایا "اے لوگو! تم دو سبزیاں کھاتے ہو، جنہیں میں گندی خیال کرتا ہوں ایک پیاز، دوسرا لہسن۔ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے کہ جب کسی آدمی سے ان کی بدبو پالیتے، تو اسے بقیع کی طرف نکل جانے کا حکم دیتے، لہٰذا جو شخص انہیں کھائے اسے چاہئے کہ انہیں پکا کر کھائے۔ (مسلم ص ۲۰۹، ج ۱)

گم شدہ چیزوں کی تلاش

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرتے ہوئے دیکھے تو اس سے کہے اللہ کرے تمہاری چیز نہ ملے، اس لئے کہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ (مسلم ص ۲۱۰، ج ۱)

اگر چیز کسی دوسری جگہ گم ہوئی ہو تو اسکی تلاش کیلئے مسجد میں ہنگامہ بپا کرنا منع ہے اور مساجد کے آداب کے منافی ہے۔ اگر چیز مسجد میں ہی گم ہوئی ہو یا ممکن ہو کہ مسجد میں تذکرہ کرنے سے مل جائیگی تو ایسی صورت میں مسجد میں تذکرہ کرنا ممنوع نہیں ہے۔

خرید و فروخت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب تم کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہو تو اسے کہو، اللہ تمہاری تجارت میں فائدہ نہ دے" (مشکوٰۃ ص ۷۰، ج ۱)

فضول قسم کے اشعار

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت کرنے، شعر پڑھنے، گم شدہ چیزیں تلاش کرنے اور جمعہ کے روز نماز سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد ص ۱۶۱، ج ۱۔ نسائی ص ۸۳، ج ۱) اس حدیث میں اشعار سے مراد گندے اور فضول قسم کے اشعار ہیں کیونکہ جن اشعار میں اسلام کی تعریف بیان کی گئی ہو اور لوگوں کو نیک کاموں کی دعوت دی گئی ہو، ان کا مسجدوں میں پڑھنا جائز ہے۔

بلند آواز سے بولنا یا قرآن پڑھنا

جب لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو بلند آواز سے بولنا اور قرآن پڑھنا منع ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی ﷺ مسجد میں تشریف لائے، دیکھا کہ لوگ بلند آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اس لئے اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ اپنے رب سے کیا سرگوشی کر رہا ہے تم میں سے کوئی شخص اس طرح بلند آواز سے قرآن نہ پڑھے کہ دوسروں کو دقت ہو۔ (مسند احمد، ص ۳۶، ج ۲)

حدود نافذ کرنا

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مسجد میں حدود نافذ نہیں کی جائیں گی اور نہ امیر سے کسی قاتل کو قتل کرنے کے لئے کہا جائے گا" (ابوداؤد ص ۲۶۹، ج ۱)

مسجد میں تھوکنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اگر ایسا ہو جائے تو اسکا کفارہ یہ ہے کہ اسے دفن کر دے۔

مسجد میں دفن کرنے کی صورت اس وقت ہے کہ مسجد کا فرش کچا ہو اور ریت وغیرہ ہو' جیسا کہ عام طور پر عرب میں ہے' اس صورت میں وہ دفن ہو جائے گا اور اگر مسجد کا فرش پختہ ہو تو ہرگز نہ تھوکے بلکہ کپڑے میں تھوک کر اسے آپس میں مل دے۔

جمعہ کے دن حلقہ بنا کر بیٹھنا

عمرو بن شعیب کے دادا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں شعر پڑھنا' اس میں خرید و فروخت کرنا اور جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد ص ۱۴۱' ج ۱)

قبرستان اور حمام کو مسجد بنانا منع ہے

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا" (مشکوٰۃ ص ۶۹' ج ۱)

ایک روایت میں انبیاء کی بجائے صالحین کا لفظ بھی آیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمام زمین مسجد ہے (اور اس پر نماز پڑھنی جائز ہے) سوائے قبرستان اور حمام کے" (مشکوٰۃ ص ۷۰' ج ۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء' شہداء اور صالحین کی قبروں کو مسجد بنانا' ان پر اعتکاف کرنا' نماز اور ذکر الٰہی کا وہاں شغل کرنا منع ہے۔ نیز حمام کو مسجد بنانا درست نہیں

مسجد سے نکلنے کی دعاء

جب مسجد سے باہر نکلے' تو پہلے بایاں پاؤں باہر رکھے اور درود شریف پڑھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

یعنی! اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کی درخواست کرتا ہوں

رسول اکرم ﷺ کی نماز

حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے دس صحابہؓ کی موجودگی میں فرمایا کہ:-

"میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو آپ حضرات سے زیادہ جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا

اسے بیان کرو۔ فرمایا جب آپ نماز کے لئے قیام فرماتے تو کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے' تکبیر کہتے' قرات کرتے پھر تکبیر کہہ کر کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے' پھر رکوع کرتے اور ہاتھ گھٹنوں پر رکھ دیتے' پھر پشت ہموار کر لیتے۔ نہ سر نیچا کرتے نہ اونچا کرتے پھر سر اٹھاتے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے اور سیدھے کھڑے ہوجاتے' پھر اللہ اکبر کہہ کر زمین کی طرف جھکتے اور سجدہ فرماتے اور ہاتھوں کو دونوں پہلوؤں سے الگ رکھتے اور پاؤں کی انگلیاں کھول دیتے۔ پھر سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں دوہرا کر کے اس پر بیٹھ جاتے' پھر سیدھے ہوجاتے ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی' پھر سجدہ کرتے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے پھر سیدھے ہوجاتے' یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی' پھر اٹھ کر دوسری رکعت اسی طرح ادا فرماتے پھر جب دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے جس طرح شروع نماز میں کیا تھا۔ پھر باقی نماز میں بھی اس طرح کرتے۔ یہاں تک کہ جب آخری سجدہ کرتے تو بایاں پاؤں دوہرا کر لیتے اور دائیں جانب پیٹھ کے بل بیٹھ جاتے' پھر سلام کہتے' تمام صحابہ نے فرمایا' تم نے صحیح فرمایا' واقعی آپ اسی طرح نماز ادا فرماتے تھے۔ (ابوداؤد ص ۱۰۳ ج ۱)

رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اہم نکات

اس حدیث میں نماز کی پوری کیفیت بیان کردی گئی ہے نمازی کو چاہئے کہ اس حدیث پر اپنی نماز کی بنیاد رکھے اور حق تو یہ ہے کہ اگر نماز کی کیفیت میں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث نہ بھی ہوتی تو یہ کافی تھی۔

اس حدیث میں قابل غور باتیں یہ ہیں:

۱۔ رسول اکرم ﷺ نے شروع نماز میں رفع یدین فرمائی۔

۲۔ رفع یدین کے وقت دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھائے۔

۳۔ رکوع میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہا پھر رفع یدین کی۔

۴۔ رکوع نہایت اطمینان اور سکون سے کرتے' رکوع میں نہ سر جھکاتے اور نہ اونچا رکھتے۔ کمر بالکل سیدھی رکھتے۔

Marfat.com

۵۔ رکوع سے سر اٹھاتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور رفع یدین فرماتے۔
۶۔ قومہ میں سیدھے کھڑے ہوجاتے یہاں تک کہ ہر عضو اپنی جگہ پر آجاتا اور پورا اطمینان حاصل ہونے کے بعد سجدہ میں جاتے۔
۷۔ پہلا سجدہ کرنے کے بعد بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر سکون و اطمینان کے ساتھ بیٹھ جاتے اور تمام اعضاء اپنے اصلی مقام پر آجاتے۔
۸۔ دوسرے سجدہ سے فارغ ہوکر آپ اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بڑے اطمینان اور دلجمعی سے بیٹھ جاتے۔ اس کا نام جلسہ استراحت ہے۔ پھر آپ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوجاتے۔
۹۔ جب آخری رکعت کا دوسرا سجدہ مکمل کرکے اٹھتے، تو قعدہ میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر چوتڑوں پر بیٹھ جاتے اسے تورک کہتے ہیں۔
۱۰۔ تشہد کے وقت انگشت شہادت اٹھاتے۔
۱۱۔ دوسری رکعت میں تشہد پڑھ کر اٹھتے تو چوتھی دفعہ رفع الیدین کرتے۔

نماز کی تفصیلی کیفیت کا بیان

استقبال قبلہ

طہارت کے بعد نمازی خانہ کعبہ کی طرف منہ کرے۔ قرآن مجید کی تین آیات میں اس کی تاکید کی گئی ہے۔ امام فخرالدین رازیؒ نے تکرار حکم کی توجیہہ یہ بیان کی ہے کہ پہلا حکم اس شخص کے لئے ہے جو مکہ میں خانہ کعبہ کے پاس ہو۔ دوسرا حکم اس کے لئے ہے جو مکہ میں تو ہو، لیکن کعبہ سے غیر حاضر ہو اور تیسرا حکم مکہ سے باہر والوں کے لئے ہے۔ (تفسیر کبیر ص ۱۵۴، ج ۴)

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں "اول حکم اس شخص کے لئے ہے جو مکہ میں ہو۔ خواہ کعبہ کے پاس ہو یا نہ ہو اور دوسرا حکم غیر ممالک والوں کے لئے ہے اور تیسرا حکم ان لوگوں کے لئے ہے جو سفر میں ہوں" (تفسیر قرطبی ص ۱۶۸، ج ۲)

Marfat.com

الغرض بوقت نماز ہر شخص کے لئے خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے خواہ آدمی سفر میں ہو یا حضر میں۔ بیت اللہ شریف کے پاس ہو یا دور۔

استقبال قبلہ کے دیگر مسائل و آداب

چونکہ بیت اللہ شریف شعائر اللہ میں داخل ہے اس کی عظمت و حرمت ضروری ہے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا' پاخانہ کرنا اور تھوکنا منع ہے پاخانہ کی صورت میں پیٹھ کرنا بھی منع ہے۔ (ابوداؤد ص ۳ ج ۱)

اندھیری رات' جنگل یا ایسے مقام پر جہاں کعبہ کی سمت معلوم نہ ہو ظن غالب کی بنا پر نماز پڑھ لینی چاہئے اور اگر نماز سے فراغت کے بعد معلوم ہو کہ صحیح سمت میں نماز نہیں پڑھی گئی تو اعادہ کی ضرورت نہیں نماز ہو جاتی ہے۔ (حجتہ اللہ البالغہ' ص ۳ ج ۲' فقہ السنہ ص ۱۳۹' ج ۱) ریل' کشتی اور جہاز وغیرہ میں کعبہ کی طرف منہ نہ ہو سکتا ہو' تو نماز شروع کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر لیں پھر خواہ سمت تبدیل ہو جائے' نماز جاری رکھیں۔ (منتقی ص ۲۶۰' ج ۱)

سترہ کا بیان

اگر کوئی شخص ایسی جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو۔ جہاں سامنے سے لوگ گزرتے ہوں' تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ اپنے سامنے لکڑی یا کوئی اور چیز کھڑی کر لے جس کا طول کم از کم ایک ہاتھ ہو۔ (مشکوۃ ص ۷۴ ج ۱)

نمازی کے آگے سے گزرنا کبیرہ گناہ ہے

حضرت ابو جہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر یہ جان لے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو چالیس سال تک ایک جگہ کھڑا رہنا پسند کرتا مگر آگے سے نہ گزرتا" (مشکوۃ ص ۷۴' ج ۱)

ایک دوسری ضعیف روایت میں سو سال کا بھی ذکر آیا ہے۔ (ابن ماجہ ص ۶۸' ج ۱)

سترہ سے متعلق دیگر مسائل

۱۔ نمازی کو سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہئے۔ (فقہ السنہ ص ۲۵۷' ج ۱)

۲۔ سترہ عین ناک کی سیدھ پر نہ ہو' بلکہ ذرا سا کنارے پر ہونا چاہئے۔

۳۔ جو شخص سترہ کے اندر سے گزرنا چاہے تو اسے ہاتھ سے ہٹادے اگر نہ ہٹے تو دھکادے کر ہٹادے۔ (مشکوۃ ص ۷۴' ج ۱)

۴۔ نمازی کے آگے سے گزرنا منع ہے لیکن اگر کوئی شخص پہلے سے نمازی کے سامنے بیٹھا یا لیٹا ہوا ہے' تو اس کا نمازی کے آگے سے ہٹ جانا منع نہیں ہے۔ ایسی صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی اور نہ لیٹنے والے یا بیٹھے رہنے والے کو گناہ ہوتا ہے۔

۵۔ سترہ نہ ہونے کی صورت میں اگر کوئی چیز سامنے سے گزر جائے تو صحیح مذہب یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹتی۔ جن احادیث میں ٹوٹنے کا ذکر آیا ہے اس سے مراد خشوع اور توجہ میں خلل واقع ہونا معلوم ہوتا ہے۔

۶۔ امام کا سترہ' سارے مقتدیوں کا سترہ ہوتا ہے اگر جماعت کے کچھ حصہ سے گزرنے کی ضرورت پیش آجائے' تو حرج نہیں۔ (فقہ السنہ ص ۲۵۷ ج ۱)

نیت کرنے کا شرعی طریقہ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

انما الاعمال بالنیات (مشکوۃ ص ۱۱، ج ۱)

عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

جیسی نیت ہوگی ویسا پھل ملے گا اس لئے جب نماز پڑھیں' تو خالص رضائے الٰہی مقصود ہونی چاہئے تب ہی نماز قیامت کے دن نجات کا ذریعہ بنے گی۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسلام کا تیسرا حصہ ہے کیونکہ اعمال یا تو دل کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ یا زبان اور دیگر جوارح سے۔ نیت دل کا عمل ہے اگر زبان سے بولے تو قول ہوگا نیت نہیں ہوگی۔ عام لوگ نماز سے پہلے زبانی نیت کرتے ہیں جو باتفاق ائمہ اسلام منع ہے"

شیخ اسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں "زبانی نیت کرنا نہ واجب ہے نہ مستحب۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور تمام ائمہ دین اس پر متفق ہیں کہ جو شخص زبانی اونچی آواز سے نیت

Marfat.com

کرے وہ سنت کا مخالف ہے" (فتاویٰ ابن تیمیہ" ص ۴۷۵' ج ۲)
محققین احناف نے بھی زبان سے نیت کرنے کو بدعت لکھا ہے چنانچہ مجدد الف ثانی" نے اپنے مکتوبات میں اور شیخ عبدالحق دہلوی" نے مشکوۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں اور علامہ عبدالحی لکھنوی" نے اپنی متعدد تصنیفات میں اس کی تصریح کی ہے اس لئے زبان سے کہنے کی بجائے یہ ارادہ دل میں کرنا چاہئے نماز شروع کرتے وقت تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کے علاوہ کوئی لفظ زبان سے نہیں کہنا چاہئے۔

تکبیر اولیٰ

جب نماز شروع کرنے کا ارادہ کریں' تو پوری یکسوئی کے ساتھ قبلہ رو اس طرح کھڑے ہوں کہ پاؤں اور کندھوں کا فاصلہ برابر ہو تاکہ اگر دوسرے کے ساتھ ملے تو نیچے اوپر سے سارا مل سکے' اور نظر پاؤں کی جگہ رہے تو بہتر ہے۔ اگر پاؤں سے ہٹ جائے تو سجدہ کی جگہ سے آگے نہیں بڑھنی چاہئے اپنے دل کو پورا خدا کی طرف متوجہ کرکے "اللہ اکبر" کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں یا کندھوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ کی طرف رہیں اور انگلیاں اپنے حال پر کشادہ رہیں۔ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ میں تمام چیزوں سے ہاتھ اٹھا کر اس کی ذات کی طرف متوجہ ہو گیا ہوں' جو سب سے بڑی ہے۔
بعض لوگ اللہ اکبر سے پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں' سو یاد رہے اس کا کوئی خاص ذکر نہیں آیا اور جس حدیث میں یہ آیا ہے کہ ہر اہم کام کو اللہ کے نام سے شروع کرنا چاہئے۔ اس پر اللہ اکبر کہنے سے عمل ہو گیا کیونکہ یہ بھی اللہ کا نام ہے۔ اس لئے دوبارہ بسم اللہ کی ضرورت نہیں۔ پھر دونوں ہاتھ سینہ پر اس طرح باندھ لیجئے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رہے اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑ لیا جائے اور باقی انگلیاں ہاتھ کی کلائی پر ملی ہوئی دراز رہیں۔ (مرعاۃ ص ۵۵۶' ج ۱)

طریقہ نماز میں مرد و زن برابر ہیں

مرد و عورت کے لئے نماز کا طریقہ ادا اور ہیئت و شکل یکساں ہیں بعض لوگ مرد

اور عورت میں فرق کرتے ہیں اور اپنی طرف سے حکم لگاتے ہیں کہ عورت سینہ پر ہاتھ باندھے اور مرد زیر ناف۔ زیر ناف والی حدیث ضعیف ہے' لیکن سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت مرفوع ہے۔ اس میں مرد و عورت میں فرق نہیں بتایا گیا۔ اس لئے حدیث کی پیروی کرکے مرد بھی سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے۔

رفع یدین کے لئے ہاتھ کب اٹھائے جائیں؟

اس بارہ میں احادیث مختلف ہیں کہ ہاتھوں کو کب اٹھایا جائے آیا تکبیر تحریمہ سے پہلے یا بعد میں یا پھر تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ "تمام احادیث کو دیکھنے کے بعد ترجیح اسی مذہب کو دی جاسکتی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی ہاتھوں کو اٹھایا جائے کیونکہ وائلؓ کی حدیث کے بعض طرق میں اسکی صراحت ہے" (فتح الباری ص ۳۶۰' ج ۲)

سینے پر ہاتھ باندھنا

سینے پر ہاتھ باندھنے کے بارے میں کئی احادیث قوی و صریح مروی ہیں۔ چنانچہ ذیل میں چند ایک ملاحظہ فرمائیں:

قبیصہ بن ہلبؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینصرف عن یمینہ وعن یسارہ و رایتہ یضع یدہ علی صدرہ (تحفة الاحوذی ص ۲۱٦، ج۱، بحوالہ مسند احمد)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) دائیں بائیں طرف پھرتے اور (نماز میں) سینہ پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا ہے۔

حضرت وائل بن حجرؓ فرماتے ہیں کہ:

صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ (صحیح ابن خزیمہ ص ۲٤۳، ج۱)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی' تو آپؐ نے بائیں ہاتھ پر سیدھا ہاتھ سینہ پر رکھا۔

Marfat.com

امام بیہقی نے اس حدیث پر یوں باب باندھا ہے:

باب وضع الیدین علی الصدر فی الصلوۃ من السنۃ (بیہقی ص ۳۰، ج۲)

یعنی نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے"

حضرت طاؤس ؒ فرماتے ہیں کہ:

"نبی ﷺ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھتے اور ان کو خوب مضبوطی کے ساتھ ملا کر سینہ پر باندھا کرتے" (عون المعبود ص ۲۷۵، ج۱)

حدیث وائل ؓ کے متعلق علماء احناف کی رائے

۱۔ حضرت وائل بن حجر ؓ کی حدیث زیر ناف والی حدیث سے زیادہ صحیح اور موثق ہے۔ چنانچہ علامہ عینیؒ حنفی جو اپنے مذہب کی تائید میں بڑے مستعد ہیں فرماتے ہیں

"امام شافعیؒ نے وائل ؓ والی حدیث سے حجت پکڑی ہے جس کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے (اور وہ روایت یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو آپ نے اپنا سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینہ پر رکھا اور ہمارے علماء حنفیہ ایسے دلائل سے حجت پکڑتے ہیں جو موثق نہیں ہیں" (فتح الغفور ص ۷)

۲۔ ابن امیر الحاج حنفی شرح منیہ میں بایں الفاظ معترف ہیں

"یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا سنت ہے مگر ایسی کوئی حدیث پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی، جس کی رو سے بدن کے کسی خاص مقام پر ہاتھ رکھنا واجب ہو سوائے وائل ؓ کی حدیث کے (فتح الغفور ص ۷)

۳۔ مرزا مظہر جان جاناں حنفی کے معمولات میں لکھا ہوا ہے کہ "نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایت زیر ناف کی روایت سے زیادہ راجح ہے" (مسک الختام ص ۲۱۷، ج۱)

نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنے کی روایات اور انکی اصلیت

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ (سیدھا) ہاتھ (بائیں) ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے" (دار قطنی، ص ۱۰۷، ج۱۔ ابوداؤد، ص ۸۴)

Marfat.com

یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحٰق ہے جس کو امام احمد بن حنبلؒ' امام ابو حاتمؒ' ابن معینؒ' امام بخاریؒ اور امام بیہقیؒ نے ضعیف کہا ہے۔ (تعلیق المغنی' ص ۱۰۷' مصنف علامہ شمس الحق عظیم آبادی)

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ "اس حدیث (زیر ناف) کے ضعف پر (ائمہ حدیث) متفق ہیں اور عبدالرحمٰن بن اسحاق بالاتفاق (ائمہ محدثین) ضعیف ہے" (شرح مسلم ص ۱۷۳' ج ۱)۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ "عبدالرحمٰن بن اسحٰق ضعیف ہے اور ساتویں طبقہ سے ہے۔" (تقریب التہذیب' ص ۲۲۵)

اس حدیث کی سند میں دوسرا راوی زیاد بن زید السوائی کو امام بخاریؒ نے ضعیف کہا ہے۔ (تعلیق المغنی) اسی طرح حافظ زیلعی نے اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔ (نصب الرایۃ' ص ۳۱۴' ج ۱) دوسری حدیث شیخ قاسم بن قطلوبغا نے کتاب تخریج احادیث الاختیار عن ابی شیبہ میں نقل کیا ہے کہ "علقمہ بن وائل بن حجرؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بائیں ہاتھ پر سیدھا ہاتھ ناف کے نیچے رکھے ہوئے دیکھا۔"

اس حدیث میں تحت السرۃ (زیر ناف) کا اضافہ صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث مسند احمد اور دار قطنی وغیرہ میں اسی سند کے ساتھ موجود ہے لیکن تحت السرۃ کے لفظ موجود نہیں ہیں۔ چنانچہ علامہ سندھی حنفی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "میں کہتا ہوں کہ جو اضافہ زیر ناف کا کیا گیا ہے اس کے ثبوت میں نظروتامل ہے بلکہ یہ غلط ہے جو سہواً" وقوع میں آیا ہے کیونکہ میں نے کتاب "مصنف" کا صحیح نسخہ دیکھا ہے تو اس میں حدیث مذکورہ اسی سند اور انہی الفاظ کے ساتھ دیکھی مگر اس میں الفاظ تحت السرہ (یعنی زیر ناف) نہیں تھے۔ البتہ کتاب مذکورہ میں اس حدیث کے بعد نخعی کے اثر کا ذکر ضرور تھا اور اس اثر کے آخری الفاظ بھی اس حدیث کے الفاظ کے لگ بھگ تھے اس اثر کے آخری الفاظ یہ تھے کہ:

نماز میں زیر ناف اور (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) شاید کاتب کی نظر ایک جگہ سے

Marfat.com

دوسری جگہ چوک گئی۔ یہی وجہ ہوئی کہ موقوف (حدیث) کو مرفوع لکھ دیا اور میرے اس بیان کی دلیل یہ ہے کہ اس زیادتی (زیر ناف) پر کل نسخے متفق نہیں ہیں۔ نیز یہ کہ اکثر اہل حدیث نے اس حدیث کو روایت کیا ہے مگر کسی نے تحت السرہ کا لفظ ذکر نہیں کیا اور میں نے سوائے قاسم بن قطلوبغا کے کسی اہل حدیث کو نہیں دیکھا اور نہ سنا' جس نے اس حدیث کو اس اضافہ کے ساتھ ذکر کیا ہو۔ (ابکار المنن ص ۱۱۶)

الغرض از روئے دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ یہ بات مسلم ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنا موثق اور صحیح ہے اور اس کے مقابل زیر ناف والی احادیث قابل حجت نہیں ہیں اس لئے منکرین وضع علی الصدور کو چاہئے کہ حکم رسول اللہ ﷺ مان کر اس پر عمل کریں اور نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھا کریں۔ ضد' تعصب اور اپنی خواہش کی پیروی کرنا ایمان کے منافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنی خواہشات کو میری شریعت کا تابع نہ کردے" (شرح السنہ بغوی' ص ۲۱۳' ج ۱)

مطلق ہاتھ باندھنے کی حکمت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نماز تمسکن' تواضع اور تخشع کی صورت ہے" (مسند احمد)

یعنی جب نماز عاجزی اور مسکینی کی صورت ہے تو اس کے لئے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا نہایت موزوں و مناسب ہے کیونکہ اس میں زیادہ عاجزی ظاہر ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں "علماء نے لکھا ہے کہ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے میں ذلیل و عاجز سائل کی صورت کا اظہار ہے۔ نیز (ہاتھ باندھنا) عبث و فضول کام سے بھی روکتا ہے اور خشوع و خضوع کے زیادہ قریب ہے۔ امام بخاریؒ نے اسی نکتہ کو سامنے رکھ کر اس کے بعد خشوع کا باب باندھا ہے" (فتح الباری ص ۲۲۴' ج ۲)

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ "زمانہ رسالت مآب ﷺ میں لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ ہر آدمی نماز میں اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے" (بخاری' ص ۱۰۲' ج ۱)

الغرض زمانہ رسالت میں ہاتھ باندھ کر نماز کے لئے کھڑے ہونے کا معمول تھا اس میں عاجزی و مسکینی زیادہ ہے لہذا سینہ پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا چاہئے۔ جیسا کہ

Marfat.com

تفصیلاً" پہلے گزر چکا ہے۔

سینہ پر ہاتھ رکھنے کی حکمت

دل چونکہ جذبات' عقیدت' خلوص اور بے چینی واضطراب کا محل ہے۔ بوقت اضطراب حصول سکون و آرام کی خاطر دل پر ہی ہاتھ رکھا جاتا ہے قراءت قرآن کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سینہ مبارک سے ہنڈیا کے جوش جیسی آواز سنائی دیتی تھی' لہٰذا سینہ پر ہاتھ باندھنا نہایت مناسب اور اس کی حکمت آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتی ہے۔

دعائے استفتاح

جب تکبیر تحریمہ (یعنی اللہ اکبر) کہہ کر دونوں ہاتھوں سے رفع یدین کرتے ہوئے سینہ پر ہاتھ باندھ لیں' تو مندرجہ ذیل دعا پڑھیں:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (جب نماز شروع کرتے تو) تکبیر تحریمہ کے بعد تھوڑی دیر خاموش رہتے۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تکبیر (تحریمہ) اور قراءت کے درمیان کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا' میں یہ دعا پڑھتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ

اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان مشرق اور مغرب جتنا فاصلہ کر

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى

دے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے

الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ

جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کر دیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہ

بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ

پانی' برف اور اولوں سے دھو دے

۲۔ یا تکبیر تحریمہ کے بعد یہ دعا پڑھیں:

Marfat.com

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى

اے اللہ! تو اپنی تعریفوں سمیت پاک ہے۔ تیرا نام بڑا مبارک ہے۔ تیرا مقام بہت

جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

برتر ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں

نوٹ: دوسری دعا کی سند ضعیف ہے پہلی دعا بالاتفاق صحیح ہے اس لئے اسی کو معمول ہی بنانا چاہئے۔ ان دو دعاؤں کے علاوہ اور دعائیں بھی احادیث میں آئی ہیں اگر یاد ہوں تو وہ بھی آپ پڑھ سکتے ہیں۔

تعوذ

دعا یا ثناء کے بعد تعوذ پڑھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ○

میں اللہ کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں

حدیث میں اس طرح بھی تعوذ آیا ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ

میں شیطان مردود سے سمیع و علیم خدا کی پناہ چاہتا ہوں، اس کے وسوسوں سے

هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ

اس کے پھونکنے سے، اس کے القاء سے

سورۃ فاتحہ

تعوذ کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمان و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔ نہایت رحم والا (اور)

Marfat.com

یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا
بہت مہربان ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ (اے خدا) ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ
اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا رستہ دکھا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○
انعام کیا ان پر غضب نہیں کیا گیا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔

آمین

سورۃ فاتحہ کے اختتام پر آمین کہیں (یعنی اے خدا ہماری یہ دعا و التجا قبول فرما)

(ترمذی ص ۵۷' ج ۱)

نوٹ: آمین قراءت کے تابع ہے یعنی اگر فاتحہ آہستہ پڑھی جائے تو آمین بھی آہستہ کہیں اور اگر بلند آواز سے پڑھی جائے تو آمین بھی بلند آواز سے کہیں۔ (زاد المعاد ص ۲۰۷ ج ۱)

آمین کا ماخذ اور معنی

آمین کا لفظ عبرانی ہے اور عربی میں استعمال ہوتا ہے اس کا معنی یہ ہے:

یعنی اے اللہ! (ہماری دعاؤں کو) سن اور قبول فرما' یا (اس کا معنی یہ ہے) ایسا ہی ہو۔

سابقہ امتوں میں آمین کا رواج

آمین کہنے کا رواج مسلمانوں سے پہلے دوسری امتوں میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی" (سورۃ یونس)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں "حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے جاتے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے جاتے تھے" (ابن کثیر ص ۴۴۵' ج ۲)

زبور میں حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا کے بعد آمین کا ذکر ہے۔

"تو اے خداوند! مجھ پر رحم کر کے مجھے اٹھا کھڑا کر تاکہ میں ان کو بدلہ دوں (اسکے آخر میں ہے) ازل سے ابد تک مبارک ہو۔ آمین ثم آمین" (کتاب مقدس ص ۵۵۱)

Marfat.com

اسی طرح زبور' کتاب چہارم کے آخر میں ہے۔
"ازل سے ابد تک مبارک ہو' اور ساری قوم کہے آمین" (کتاب مقدس' ص ۵۹۲)

قراءت فاتحہ کے بعد آمین

حضرت ابو میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب نبی کریم ﷺ کو سورہ فاتحہ پڑھائی اور ولا الضالین پر پہنچ کر فرمایا: آمین کہئے" (ابن ابی شیبہ' دلائل نبوۃ از بیہقی' تفسیر مدارک' ص ۵' ج ۱' از علامہ نسفی حنفی)

آمین دعا پر مہر ہے

حضرت ابو زہیر فرماتے ہیں کہ "آمین ایسے ہے جیسے خط پر مہر" پھر آپ بیان کرتے ہیں کہ "ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلے اور چلتے چلتے ہمارا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو جناب الٰہی میں دعا کر رہا تھا اور نہایت الحاح و زاری سے دعا کرتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص کی یہ الحاح و زاری دیکھ کر فرمایا "اس کی دعا قبول ہوئی اگر اس نے دعا پر مہر بھی لگائی حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ دعا پر کس چیز کی مہر لگائی جاتی ہے' فرمایا لفظ (آمین) کی" (ابوداؤد' ص ۱۴۲' ج ۱)

آمین کہنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس شخص کی آمین کو فرشتوں کی آمین سے موافقت ہو گئی تو اس کے تمام گزشتہ گناہوں پر قلم عفو کھینچ دیا جائے گا"
امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ خود بھی بلند آواز سے آمین کہا کرتے تھے" (بخاری ص ۱۰۸' ج ۱' مسلم ص ۱۷۶' ج ۱)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آمین کہنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اس لئے ہر مسلمان کو اپنے گناہوں کی معافی کے لئے آمین کہنی چاہیے۔

آمین کہنے والے خدا کے محبوب ہیں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

"جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم بھی آمین کہو' اللہ تمہیں محبوب رکھے گا" (تحفۃ الذاکرین ص ۱۱۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آمین کہنے والے خدا کے پیارے محبوب اور پسندیدہ بندے ہیں ان سے خواہ مخواہ دشمنی نہیں رکھنی چاہئے' بلکہ خود بھی اس سنت کو ادا کر کے خدا کے محبوبین میں شامل ہونا چاہئے"

یہودی آمین سے چڑتے ہیں

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہودی جتنا سلام اور آمین سے حسد کرتے ہیں' اتنا کسی اور شے پر "حسد" نہیں کرتے۔

(ابن ماجہ ص ۶۲' ج ۱' صحیح ابن خزیمہ ص ۲۸۶' ج ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کو آمین کا کہنا برا لگے اس میں ایک طرح کا شائبہ یہودیت ہے۔ پس مسلمانوں کو اس پر غور کرنا چاہئے اور اس امر کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ ارشاد نبویؐ کی سرتابی نہ ہو نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آمین بلند آواز سے کہنی چاہئے۔ کیونکہ بلند آواز سے آمین و سلام کہنے سے بہت سی آوازیں مل جاتی ہیں جس سے اسلامی وحدت کی نمائش ہوتی ہے اس لئے یہود کو حسد آتا ہے۔ ورنہ آہستہ میں کچھ معنی نہیں کیونکہ سنا ہی کچھ نہیں تو حسد کس بات پر۔

بلند آواز سے آمین کہنا

مذکورہ تمام روایات سے آمین اور اس کے فضائل ثابت ہو گئے اب امام کے پیچھے با آواز بلند یا آہستہ کہنے کا اختلاف رہ گیا سو یہ کوئی اتنا بڑا اختلاف نہیں ہے سوائے حنفیہ کے باقی سب بلند آواز سے کہتے اور اسے نہ صرف جائز بلکہ موجب ثواب (سنت نبویؐ) سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص خود اونچی آمین نہ کہتا ہو' تو اسے اونچی کہنے والوں کو برا نہ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر صحابہؓ اور ائمہ مثل امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام مالکؒ اسی طرف گئے ہیں ذیل میں تفصیلاً "بلند آواز سے آمین کہنے کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں:

امام اور مقتدی دونوں آمین کہیں

نعیم المجمرؒ کہتے ہیں کہ "میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے پہلے بسم اللہ پڑھی۔ جب آپ سورۃ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوئے تو آمین کہی اور ان لوگوں نے بھی آمین کہی جو آپ کے پیچھے تھے جب سلام پھیرا، تو کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم سب سے بڑھ کر نماز میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہوں۔ (ابن حبان ص ۱۴۴ ج ۵، شرح معانی الآثار ص ۱۹۹ ج ۱)

شیخ الاسلام حافظ ابن قیمؒ نے نہایت مختصر الفاظ میں ایسی احادیث کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے:

فاذا فرغ من قراۃ الفاتحۃ قال امین فان کان یجھر بالقراۃ رفع بھا صوتہ وقالھا من خلفہ (زاد المعاد ص ٥٤، ج١)

جب آپ قراءت فاتحہ سے فارغ ہوتے، تو آمین کہتے پس اگر اونچی قراءت پڑھتے، تو آمین بھی اونچی آواز سے پکارتے اور صحابہؓ بھی جو آپ کے پیچھے ہوتے وہ بھی آمین کہتے۔

اس سے ثابت ہوا کہ امام اور مقتدی دونوں بلند آواز سے آمین کہیں اب صرف یہ باقی رہ گیا ہے کہ کیا اکیلا نمازی بھی فاتحہ کے بعد آمین کہے سو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ آمین فاتحہ کے تابع ہے تو اکیلا بھی جب فاتحہ سے فارغ ہو تو آمین کہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا:

اذا قال احدکم امین ، وقالت الملائکۃ فی السماء آمین فوافق احدھما الاخر غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ (بخاری ص ١٠٨، ج١)

جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے (جو) آسمان پر آمین (کہا کرتے ہیں وہ بھی) کہیں اور پھر دونوں آمین موافق ہو جائیں تو اسکے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

واحب قولھا لکل من صلی رجل او امراۃ او صبی فی جماعۃ او غیر جماعۃ (کتاب الام ص ٩٥، ج١)

میں ہر نماز پڑھنے والے کے لئے آمین کا کہنا محبوب رکھتا ہوں، خواہ مرد ہو یا

Marfat.com

عورت یا لڑکا۔ جماعت میں ہو یا اکیلا نماز پڑھے۔

شیخ عبدالحق حنفیؒ فرماتے ہیں "آمین گفتن بعد قراءت فاتحہ در نماز سنت است وفضل بسیار دارد" یعنی نماز میں فاتحہ کے خاتمہ پر آمین کہنا سنت اور بڑی فضیلت والی بات ہے۔ (شرح سفر السعادت، ص ۵۳، ج ۱)

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ "امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اکیلا نماز پڑھنے والا بھی آمین کہے" (نیل الاوطار، ص ۲۲۲، ج ۲)

رسول اکرم ﷺ بلند آواز سے آمین کہتے تھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "جب نبی ﷺ سورۃ فاتحہ کی قراءت سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے آمین کہتے" (دار قطنی ص ۳۳۵ ج ۱)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، جب آپ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھا تو آپ نے بلند آواز سے آمین پکاری۔ (ترمذی، ص ۵۷، ج ۱۔ ابوداؤد، ص ۱۴۲، ج ۱)

آخری صف میں آمین کی آواز

(ایک صحابیہ) ام حصینؓ نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی جب آپؐ نے ولا الضالین پڑھا، تو بلند آواز سے آمین کہا پس اس نے آپ کی آمین سن لی حالانکہ وہ عورتوں کی صف میں مردوں کے بہت پیچھے کھڑی تھیں" (تخریج ہدایہ زیلعی، ص ۳۷۱، ج ۱)

آمین کی آواز سے مسجد نبویؐ میں گونج

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور جو لوگ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے اتنی بلند آواز سے آمین پکارتے کہ مسجد گونج اٹھتی۔ (بخاری ص ۱۰۷، ج ۱)

آمین کی آواز بیت الحرام میں

حضرت عطاء بن رباحؒ (تابعی) فرماتے ہیں کہ "میں نے خانہ کعبہ میں دو سو اصحاب رسول ﷺ کو پایا کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتا تو میں ان کی آمین کی گونج سنتا تھا" (اعلام الموقعین، ص ۴، ج ۲)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہؓ کی امام کو ہدایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کی طرف سے موذن تھے اور صفوں کی درستی کی خدمت بھی آپ کے سپرد تھی۔ چنانچہ آپ امام سے فرمایا کرتے کہ:

"دیکھنا! کہیں میری آمین فوت نہ کر دینا" (بخاری ص ۱۰۷، ج ۱)

یعنی میں صفیں ہی درست کرتا رہ جاؤں اور تو جلدی جلدی قراءت کر کے آمین کہہ جائے بلکہ مجھے بھی شامل کر لینا۔

عبداللہ بن عمرؓ کی لوگوں کو ترغیب

حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت عبداللہ بن عمرؓ آمین نہ چھوڑتے تھے اور لوگوں کو (بھی) اس کی ترغیب دیتے تھے اور میں نے (آمین کے متعلق) آپ سے ایک حدیث بھی سنی ہے" (بخاری ص ۱۰۷، ج ۱)

حضرت علیؓ کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتے، تو آمین پکارتے۔" (ابن ماجہ ص ۶۲، ج ۱)

علمائے احناف کی شہادت

بعض اختلافی مسائل میں جانبین کے پاس دلائل کا کچھ نہ کچھ سہارا ہوتا ہے مگر آمین کے مسئلہ میں فریق مخالف کے پاس تنکے کا سہارا بھی نہیں ہے، چنانچہ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں ولیس بید من خالف فی ذلک شیئ یصلح للتمسک بہ اصلا

(تحفة الذاکرین ص ۱۲۰)

"آمین کی مخالفت کرنے والوں کے پاس ایک بھی صحیح دلیل نہیں ہے"

اسی وجہ سے بعض محققین علمائے احناف آمین بالجہر کی احادیث کو دیکھ کر اس کے قائل ہو گئے ہیں۔ ذیل میں ہم چند باکمال حنفی علماء کے اقوال درج کرتے ہیں جنہوں نے آمین بالجہر کو تسلیم کیا ہے۔

امام ابن ہمامؒ

ابن ہمامؒ احناف میں خاص قابلیت کے بزرگ گزرے ہیں وہ اپنی مایہ ناز کتاب فتح القدیر میں فرماتے ہیں ”اگر فیصلہ میرے سپرد ہوتا' تو میں (جہر و اخفا کی روایات میں) یوں موافقت پیدا کرتا کہ آہستہ کہنے کی حدیث سے مراد یہ ہے کہ چلا کر نہ کہے اور جہر کی حدیث سے یہ مراد ہے کہ درمیانی آواز سے کہے“ (ص ۱۷' ج ۱)

مولانا عبدالحیؒ کا انصاف

مولانا عبدالحیؒ فرماتے ہیں: والانصاف ان الجهر قوى من حيث الدليل انصاف کی بات یہ ہے کہ دلیل کی رو سے آمین بالجہر قوی ہے (التعليق الممجد ص ۱۰۵)

مولانا سراج احمدؒ

یہ بھی حنفی بزرگ ہیں' لکھتے ہیں: احاديث الجهر بالتامين اكثر واصح (شرح ترمذی ص ۲۷۳، ج ۱) بلند آواز سے آمین کہنے کی احادیث زیادہ بھی ہیں اور صحیح بھی۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا اظہار حق

”سورۃ فاتحہ کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ آمین کہتے تھے جہری نماز میں جہری اور سری نماز میں آہستہ آواز سے اور آپؐ کی موافقت میں مقتدی بھی آمین کہتے تھے۔ جہر نماز میں آمین بلند آواز سے کہنے کے متعلق کئی ایک احادیث (مروی) ہیں“ (مدارج النبوۃ ص ۱۲۴' ج ۱)

امام ابن امیر الحاج

یہ بھی حنفی بزرگ اور امام ابن ہمام کے تلامذہ میں سے ہیں انہوں نے بھی اپنے استاد کے فیصلے کو قبول کیا ہے چنانچہ ابن ہمام کا فیصلہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ”ہمارے مشائخ نے جن دلائل سے اپنے مذہب کو ترجیح دی ہے وہ تامل سے خالی نہیں“ (التعلیق الممجد ص ۱۰۵)

ان علماء کے علاوہ دیگر علماء بھی اسی طرح لکھتے ہیں مگر ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں تسلی و اطمینان کے لئے جو کچھ لکھا گیا ہے' خدا اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ ضد و تعصب سے محفوظ رکھے اور صحیح سنت نبویؐ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین ص ۲۳ ج ا میں لکھتے ہیں:

"قراءت اور آمین اونچی آواز سے کہنی چاہئے"

بسم اللہ آہستہ اور بلند آواز سے پڑھنا

بسم اللہ آہستہ یا بلند آواز سے پڑھنے کے بارے میں علماء کے دو مسلک معروف ہیں۔

ایک مسلک آہستہ پڑھنے کا ہے۔ یہ مسلک حضرت امام ابو حنیفہؒ اور بعض شافعی علماء اور تمام اہل حدیث کا ہے۔

دوسرا مسلک بسم اللہ جہر سے پڑھنے کا ہے۔ یہ مسلک حضرت امام شافعیؒ اور ان کے متبعین نے اختیار کیا ہے۔

بسم اللہ آہستہ یا بلند دونوں طرح جائز ہے۔ پڑھنے والے کو اختیار ہے خواہ آہستہ پڑھے خواہ جہر سے۔ لیکن جہاں تک افضلیت کا تعلق ہے وہ بسم اللہ کو سراً پڑھنا ہی ہے۔ بسم اللہ جہر سے پڑھنے کے متعلق کئی ایک احادیث آئی ہیں۔ امام دار قطنی نے حضرت علیؓ، حضرت انسؓ، حضرت عباسؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، ام سلمہؓ، حضرت جابرؓ سے مرفوع اور موقوف روایات و آثار ذکر فرمائے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ جہر سے پڑھنا چاہئے۔ اس کے علاوہ بھی بعض صحابہؓ سے بسم اللہ جہر سے پڑھنا منقول ہے۔ لیکن اکثر کی سندیں ضعیف ہیں۔ مجموعی طور پر ان سے جہر کے لئے استدلال کی گنجائش موجود ہے مگر افضل طریقہ آہستہ پڑھنے کا ہی ہے۔ چنانچہ شارح ترمذی حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ مبارک پوری فرماتے ہیں:

واستدلوا بحديث الباب بعدة احاديث اخرى، اكثرها ضعيفة

(تحفة الاحوذی ص ۲۰۵، ج۱)

باب کی حدیث اور اس طرح کی دیگر احادیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھنی چاہئے۔ مگر اس مضمون کی اکثر و بیشتر احادیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں "اسی طرح بسم اللہ کے آہستہ اور بلند آواز سے

Marfat.com

پڑھنے کا مسئلہ ہے بعض صحابہ جہر کے قائل ہیں اور اکثر آہستہ پڑھنے کے اور بعض جہر و اخفا دونوں کو درست سمجھتے ہیں لیکن صحاح اور سنن میں جو روایات نبی ﷺ سے نقل کی گئی ہیں ان کا مفاد یہ ہے کہ آپ بسم اللہ کو جہر نہیں کرتے تھے جیسا کہ اکثر صحابہؓ اور امت کا عمل ہے (پھر تھوڑا سا آگے چل کر لکھتے ہیں) جن احادیث میں بسم اللہ جہری پڑھنے کی صراحت ہے وہ محدثین کے نزدیک تمام کی تمام ضعیف ہیں۔ (پھر) امام ابوداؤد کی کتاب "الناسخ والمنسوخ" سے ابن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ میں تھے، تو بسم اللہ جہر کرکے پڑھتے تھے لیکن مدینہ کی طرف ہجرت کے بعد وفات تک (بسم اللہ) آہستہ پڑھتے رہے" یہی امر واقعہ ہے" (خلاف الامۃ فی العبادات و مذہب اہل السنۃ والجماعۃ ص ۲۷، ۲۸)

بسم اللہ آہستہ پڑھنا افضل ہے

نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنے سے متعلق جو احادیث و آثار وارد ہیں۔ وہ زیادہ بھی ہیں اور صحیح بھی۔ امام ترمذیؒ نے ترک جہر پر باب قائم کرکے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھی تو میرے باپؓ نے سن کر کہا: بیٹے! بسم اللہ جہر سے پڑھنا بدعت ہے اور بدعت سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ میں نے اصحاب رسولؐ کو دیکھا ہے، وہ بدعت کو بہت مبغوض جانتے تھے اور میں نے خلفائے اربعہؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے میں نے کسی کو بسم اللہ جہر کرکے پڑھتے ہوئے نہیں سنا، لہٰذا تم بھی جہر سے بسم اللہ نہ پڑھو"

اس حدیث کو احمد (۴/۸۵، ۵/۵۵) ترمذی (۲۴۴) نسائی (۲/۱۳۵) ابن ماجہ (۸۱۵) بخاری نے تاریخ کبیر (۸/۴۴۱، ۴۴۲) میں، دولابی نے کنی (۲/۹۶) میں، بیہقی نے سنن (۲/۵۲) میں اور خطیب نے موضح (۲/۳۲۷، ۳۲۸) میں روایت کیا ہے۔

علامہ زیلعیؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مغفل کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ "بسم اللہ آہستہ پڑھنے کا عمل امت نے رسول اللہ ﷺ سے یکے بعد دیگرے بطور میراث پایا ہے اور یہی ایک بات اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے، کیونکہ جہر نمازوں میں اگر رسول اللہ ﷺ کا ہمیشہ کا معمول جہری بسم اللہ پڑھنے کا ہوتا تو اہل علم کا اس میں

اختلاف نہ ہوتا۔ پھر تو اس کا علم ہر ایک کو ہونا چاہئے تھا۔ حضرت انسؓ اور حضرت مغفلؓ بھی پورے وثوق سے یہ اعلان نہ کرتے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے چاروں خلفاء بسم اللہ جہر سے نہ پڑھتے تھے اور جہر سے پڑھنے کو بدعت بھی نہ کہتے۔ اہل مدینہ کا علم مسجد نبویؐ اور اس کے محراب میں ہمیشہ سے بسم اللہ آہستہ پڑھنے کا ہی عمل چلا آرہا ہے اور کوئی بھی عقل مند انسان یہ گمان نہیں کر سکتا کہ اکابر صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور اکثر اہل علم شروع سے آج تک رسول اللہ ﷺ کے خلاف عمل کرتے چلے آرہے ہوں"

(نصب الرایہ، ص ۳۳۳، ج ۱)

سنن بیہقی میں ایک راوی نے اس حدیث کو عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی بجائے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ مگر حدیث عبداللہ بن مغفل زیادہ صحیح ہے جیسا کہ امام بخاری نے کہا ہے۔

یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے مگر دوسری سند سے، حدیث عبداللہ بن مغفلؓ کو ان سے ان کے بیٹے یزید نے روایت کیا ہے، جس کو حافظ ابن حجر نے "تہذیب التہذیب" (۳۲۶/۲) میں ذکر کیا ہے۔ مگر اس کے بارے میں انہوں نے کسی قسم کی جرح یا تعدیل ذکر نہیں کی۔ لیکن ان کی اس حدیث کی تائید انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے۔

حدیث انس رضی اللہ عنہ کو بخاری (۷۴۳) مسلم (۴/۱۱۰، ۱۱۱) ابوداؤد (۷۸۲) ترمذی (۲۴۶) نسائی (۲/۱۳۳، ۱۳۵) ابن ماجہ (۸۱۳) ابن جارود (۱۸۱ - ۱۸۳) ابن خزیمہ (۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۴، ۴۹۸) اور ابن حبان (۵/۱۰۱، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ قراءت کی ابتداء الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔ یہی بات حضرت عائشہؓ نے اپنی حدیث میں بیان کی ہے۔ ان کی حدیث کو مسلم (۴/۲۱۳) ابوداؤد (۷۸۳) اور ابن ماجہ (۸۱۲) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ میں انہیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جہرا پڑھتے ہوئے نہ سنتا۔ یہ روایت نسائی، ابن جارود اور ابن حبان کی ہے۔ ایک دوسری

روایت میں وہ فرماتے ہیں کہ وہ بسم اللہ جہر سے نہ پڑھتے تھے۔ یہ روایت ابن خزیمہ' ابن جارود اور ابن حبان کے یہاں ہے۔ ایک تیسری روایت میں ہے کہ وہ بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے۔ یہ روایت ابن خزیمہ کی ہے۔ اسی طرح یہ طبرانی کبیر (۱/ ۲۸۵' ۲۸۶) اور کامل ابن عدی (۳/ ۱۲۶۳) میں بھی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ اور خلفائے ثلاثہؓ بسم اللہ کو بلند آواز سے نہیں بلکہ آہستہ پڑھتے تھے۔ بلکہ امام ترمذی حدیث عبداللہ بن مغفل ؓ کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں "اسی پر نبی اکرم ﷺ کے اکثر صحابہؓ جن میں ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ وغیرہ ہیں اور تابعینؒ کا عمل ہے۔ سفیان ثوریؒ' ابن مبارک' احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ یعنی وہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" جہر سے پڑھنے کے قائل نہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اس کو آہستہ پڑھا جائے۔" (ترمذی ۲/ ۱۴)

فقہاء میں سے حنفیہ اور حنابلہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ دیکھیں ہدایہ مع فتح القدیر (۱/ ۲۹۱) اور مغنی ابن قدامہ (۱/ ۴۷۸)۔ کبار اور محققین علماء بھی اسی طرف گئے ہیں کہ "بسم اللہ" کو نماز میں آہستہ ہی پڑھنا چاہئے چند ایک کے اسمائے گرامی مع حوالہ جات کتب درج ذیل ہیں

ابن العربی "عارضۃ الاحوذی (۱/ ۴۴ ـ ۴۶) شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ" "مجموعہ الفتاوی الکبری" (۱/ ۸۸' ۱۰۴ ـ ۲/ ۲۱۰) زیلعی "نصب الرایہ" (۱/ ۳۲۸' ۳۶۳) سید نذیر حسینؒ و محدث عظیم آبادیؒ "التعلیق المغنی" (۱/ ۳۱۵' ۳۱۶) مبارک پوریؒ "تحفہ الاحوذی" (۱/ ۲۰۴) البانی "صفۃ الصلوۃ" (۷۷) و "تمام المنہ" (۱۶۹) ابن باز "حاشیہ فتح الباری" (۲/ ۲۲۹)۔ علامہ شوکانی کا رجحان بھی اسی مسلک ہی کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ دیکھیں نیل الاوطار (۲/ ۲۰۴)

جس حدیث سے بسم اللہ جہر سے پڑھنے کی دلیل لی جاتی ہے اس کو نسائی (۲/ ۱۳۴) ابن خزیمہ (۴۹۹) ابن جارود (۱۸۴) ابن حبان (۵/ ۱۰۰' ۱۰۴' ۱۰۵) دار قطنی (۱/ ۳۰۵' ۳۰۶) حاکم (۱/ ۲۳۲) اور بیہقی (۲/ ۴۶' ۵۸) نے روایت کیا ہے۔ یہ صحیح حدیث ہے۔ اس کو ابن خزیمہ' ابن حبان' دار قطنی' حاکم' بیہقی اور ذہبی وغیرہ نے صحیح کہا ہے۔ شیخ

Marfat.com

البانی نے سعید بن ابی ہلال کی وجہ سے اس حدیث کی سند میں کلام کیا ہے مگر مجھے ان سے اتفاق نہیں۔ بہرحال یہ حدیث تو صحیح ہے لیکن اس میں ”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم“ کا اضافہ محل نظر ہے۔

حافظ زیلعی کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آٹھ سو شاگردوں میں سے سوائے نعیم مجمر کے کسی نے بھی ”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم“ کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ان کے شاگردوں میں سے کسی ثقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اس نے ابو ہریرہ سے بیان کیا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ”بسم اللہ“ کو جہر سے پڑھتے تھے۔ نعیم کے اس اضافے پر طویل کلام کرنے کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ اس کو اگر صحیح بھی تسلیم کر لیں تو اس میں بسم اللہ جہر سے پڑھنے کی صراحت تو نہیں۔ (نصب الرایہ ۱/۳۳۵ ‘ ۳۳۷)

بسم اللہ جہر سے پڑھنے کے بارے میں بعض ضعیف اور متعدد سخت ضعیف اور من گھڑت قسم کی روایات سنن دار قطنی وغیرہ میں موجود ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور زیلعی نے بھی ذکر کیا ہے کہ دار قطنی جب مصر تشریف لے گئے تو بعض مصریوں نے ان سے بسم اللہ جہر سے پڑھنے کے بارے میں ایک مستقل رسالہ تالیف کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے جب رسالہ تالیف کر لیا تو کسی مالکی نے ان سے سوال کیا کہ وہ یہ بتائیں کہ اس رسالہ میں کتنی صحیح روایات ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس بارے میں جتنی بھی مرفوع احادیث ہیں سب کی سب غیر صحیح ہیں۔ رہے آثار صحابہؓ تو ان میں سے بعض تو صحیح اور بعض ضعیف۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کی معرفت اور جان پہچان رکھنے والے اس امر پر متفق ہیں کہ بسم اللہ جہر سے پڑھنے کے بارے میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں اور نہ ہی مشہور سنن کے مولفین مثلاً ابوداؤد‘ ترمذی اور نسائی نے اس بارے میں کوئی حدیث روایت کی ہے۔ اس کو جہر سے پڑھنے کا ذکر من گھڑت روایات میں ملتا ہے جن کو ثعلبی ماوردی اور ان جیسے مفسرین نے ذکر کیا ہے۔ یا پھر یہ روایات ان فقہاء کی کتب میں ملتی ہیں جو موضوع اور غیر موضوع روایات میں تمیز نہیں کرتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

میں نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ ان سے کسی کو بھی بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے ہوئے نہیں سنا" (مسلم، ص ۱۷۲، ج ۱)
مسلم کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ بسم اللہ شروع یا اخیر میں نہیں پڑھتے تھے۔ احمد اور نسائی کی روایت میں ہے بسم اللہ بلند آواز سے نہیں پڑھا کرتے تھے اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ بسم اللہ آہستہ پڑھتے تھے اور اسی پر مسلم کی نفی کو محمول کیا جائے گا" (بلوغ المرام، ص ۲۰)

علماء اہل حدیث

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ حضرت انسؓ کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے بسم اللہ آہستہ پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ ہجرت سے لے کر آپ کی وفات تک یہ آپ کے خادم رہے ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ آپ جہری نمازوں میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھتے رہے ہوں، اور حضرت انسؓ اس سے بے خبر رہے ہوں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، ص ۲۷۴، ج ۲۲)
شیخ الاسلام ابن قیمؒ فرماتے ہیں "رسول اللہ" بسم اللہ کبھی اونچی بھی پڑھ لیا کرتے تھے، لیکن آہستہ پڑھنے کا عمل اونچی پڑھنے کے مقابلہ میں زیادہ تھا۔"
رئیس المحدثین حضرت مولانا علامہ حافظ عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ فرماتے ہیں بسم اللہ آہستہ پڑھنا، جہر کے مقابلہ میں میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔
حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفیؒ فرماتے ہیں "رسول اللہ ﷺ جہری نمازوں میں بسم اللہ عموماً آہستہ پڑھتے تھے لیکن کبھی جہری بھی پڑھ لیا کرتے تھے اس لئے یہ بھی درست ہے اس پر کوئی عمل کرے تو کوئی حرج نہیں" (رسول اکرمؐ کی نماز، ص ۸۰)
حضرت العلام حضرت مولانا حافظ عبداللہ روپڑیؒ فرماتے ہیں:
"جہری نمازوں میں بسم اللہ جہر سے بھی پڑھنی درست ہے گویا حضرت العلام کے فیصلہ کے نزدیک آہستہ پڑھنا اصل اور افضل ہے" (تعلیم الصلوۃ، ص ۳۱، ج ۱)
مذکورہ تمام احادیث، ائمہ دین اور علمائے اہل حدیث کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ بسم اللہ آہستہ پڑھنا بہتر اور جہر سے پڑھنا جائز ہے۔

Marfat.com

نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا مسئلہ

اہل حدیث کے نزدیک ہر قسم کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا' امام' مقتدی' منفرد سب پر فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی' کیونکہ سورۂ فاتحہ' نماز کا رکن ہے۔

اس لئے اس مسئلہ کو بیان کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں تحقیق نہ کرنے' ضد' تعصب' اور ہٹ دھرمی سے کام لینے میں سے عمر بھر کی نمازوں کے بے کار جانے کا شدید اندیشہ ہے نیز یہ وہ مسئلہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ ذیل میں چند ایک احادیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا صلوۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب (بخاری' ص ۱۰۴' ج ۱۔ مسلم' ص ۱۶۹' ج ۱' ترمذی' ص ۵۷' ج ۱۔ ابوداؤد' ص ۱۲۶' ج ۱۔ نسائی' ص ۱۴۹' ج ۱۔ ابن ماجہ' ص ۶۰' ج ۱۔ کتاب القراۃ' امام بخاری' ص ۲۔ کتاب القراۃ بیہقی' ص ۱۱)

اس شخص کی نماز نہیں ہے جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔

علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت عبادہؓ کی یہ حدیث امام' مقتدی' منفرد سب کو شامل ہے خواہ امام جہری قراءت کرے یا پوشیدہ (نیز) ہر رکعت میں پڑھنا لازمی ہے" (قسطلانی' ص ۴۳۹' ج ۲)

علامہ کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ "یہ حدیث دلیل ہے کہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا' امام' مقتدی' اور اکیلے کے لئے سب نمازوں میں واجب ہے" (کرمانی' ص ۱۲۴' ج ۵)

علامہ عینیؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث سے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ' اوزاعیؒ' مالکؒ' شافعیؒ' احمدؒ' اسحٰقؒ' ابوثورؒ اور امام ابوداؤدؒ نے مقتدی کے لئے امام کے پیچھے تمام نمازوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے وجوب پر دلیل پکڑی ہے" (عمدۃ القاری' شرح بخاری ص ۱۲' ج ۳)

حدیث اور شارحین حدیث کی اس کھلی وضاحت کے باوجود کچھ حضرات کہہ دیا کرتے ہیں کہ اس حدیث میں امام مقتدی یا منفرد کا ذکر نہیں اس لئے اس سے مقتدی کے لئے سورۂ فاتحہ کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے جواب کے لئے حدیث ذیل

Marfat.com

ملاحظہ ہو جس میں صاف صاف لفظوں میں مقتدیوں کا ذکر موجود ہے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نماز فجر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے آپ ؐ نے جب قرآن پڑھا' تو آپ ؐ پر پڑھنا مشکل ہو گیا۔ جب آپ ؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا! شاید تم اپنے امام کے پیچھے (قرآن پاک سے) کچھ پڑھتے رہتے ہو ہم نے کہا ہاں یارسول اللہ! ہم جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا کہ یاد رکھو' سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھا کرو' کیونکہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(ابوداؤد' ص ۱۲۶' ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کو قراءت میں بوجھ اور خلجان محسوس ہوا' چنانچہ آپ ؐ نے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اس حدیث سے واشگاف الفاظ میں معلوم ہوا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خاص مقتدیوں کو خطاب کر کے پڑھنے کا حکم فرمایا اور وجہ یہ بتائی کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن احادیث میں انصات کا حکم دیا گیا ہے اور پڑھنے سے روکا گیا اس کا مقصد یہ ہے کہ بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہئے۔ آہستہ پڑھنے سے تو خلجان ہوتا ہی نہیں۔ اس لئے نماز سری ہو یا جہری بلند آواز سے پڑھنا ممنوع ہے۔ حدیث اذا قرء فانصتوا کا بھی یہی مطلب ہے کہ جب امام پڑھ رہا ہو' تو مقتدی کو بلند آواز سے نہیں پڑھنا چاہئے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل بھی یہی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص ایسی نماز پڑھے کہ اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے' تو وہ نماز ناقص ہے' ناقص ہے' پوری نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا گیا کہ ہم لوگ امام کے پیچھے ہوتے ہیں (حضرت ابو ہریرہؓ نے) کہا سورہ فاتحہ آہستہ پڑھ لیا کرو" (مسلم' ص ۱۶۹' ج ۱)

علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں "حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ فاتحہ ہر نماز میں پڑھنا واجب ہے" (زرقانی شرح موطا ص ۱۵۹' ج ۱)

Marfat.com

امام خطابیؒ فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ فاسد اور باطل ہے۔ عرب لوگ اخدجت الناقۃ اس وقت بولتے ہیں جب اونٹنی اپنے بچے کو اس حالت میں گرادے کہ وہ خون ہو اور اس کی خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو۔ اسی سے لفظ خداج لیا گیا ہے۔" (معالم السنن، ص ۳۸۸، ج ۱)

الغرض حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ واضح دلیل ہے کہ ہر نمازی کو خواہ مقتدی ہو یا غیر مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر نماز فاسد و باطل ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نبی ﷺ نے صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا، جب امام پڑھتا ہے تو تم لوگ اپنی نماز میں کچھ پڑھتے ہو؟ تین دفعہ پوچھا، لیکن صحابہؓ خاموش رہے۔ پھر ایک شخص یا کئی شخصوں نے کہا ہم پڑھتے ہیں، آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو اور سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرو آہستہ پڑھو" (جزء القراۃ، ص ۱۱۳)

من صلی خلف امام فلیقرء بفاتحۃ الکتاب (جامع صغیر ۱۷٤، ج۲)

پس جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے، اسے چاہئے کہ وہ سورۂ فاتحہ پڑھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ میں منادی کردوں کہ سورۂ فاتحہ اور مازاد کے سوا نماز نہیں ہوتی" (ابوداؤد، ص ۱۲۵، ج ۱)

ان چند احادیث سے روز روشن کی طرح قراءت فاتحہ خلف الامام کا وجوب ظاہر ہوا۔ ان احادیث کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں لیکن اہل حق و انصاف کے لئے اشارہ ہی کافی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ فاتحہ خلف الامام کے قائل ہیں

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی، علامہ شعرانیؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ "حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا یہ قول کہ مقتدی کو الحمد نہیں پڑھنی چاہئے، یہ ان کا پرانا قول ہے امام ابوحنیفہ اور امام محمدؒ نے اپنے اس پرانے قول سے رجوع کرلیا ہے اور مقتدی کیلئے الحمد پڑھنے کو سری نماز میں مستحسن اور مستحب بتایا ہے" (غیث الغمام حاشیہ امام الکلام ص ۱۵۶)

بھائیو! بتاؤ اس سے بڑھ کر مزید اطمینان کی صورت آپ کے لئے اور کیا ہوسکتی

Marfat.com

ہے کہ خود حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ بھی کثرت احادیث کی بناء پر فاتحہ خلف امام کے قائل ہو گئے تھے۔

علامہ بدر الدین عینیؒ فرماتے ہیں

ہمارے بعض فقہاء حنفیہ ہر نماز میں خواہ سری ہو' خواہ جہری' امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو احتیاطاً" مستحن بتاتے ہیں اور بعض فقہاء فقط سری میں اور مکہ' مدینہ اور ملک شام کے فقہاء کا اس پر عمل ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری' ص ۱۲' ج ۶)

مولانا عبد الرحیم حنفیؒ

مولانا عبد الرحیم جو شیخ التسلیم کے لقب سے مشہور ہیں اور رئیس اہل تحقیق کے نام سے بھی آپ یاد کئے گئے ہیں اور بالاتفاق علماء ماوراء النہر و خراسان مذہب حنفی کے ایک مجتہد ہیں آپ باوجود حنفی المذہب ہونے کے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قدیم مسلک کو چھوڑ کر امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو مستحب کہتے ہیں اور خود بھی پڑھتے ہیں۔ (امام الکلام' ص ۲۰)

امام ابو حفص کبیرؒ

امام ابو حفص کبیرؒ مذہب حنفی کے ایک بہت بڑے مشہور فقیہ ہیں اور امام محمدؒ کے کبار تلامذہ میں سے ہیں آپ نے بھی اسی مسلک (فاتحہ خلف الامام) کو اختیار کیا ہے ان کے علاوہ اور بہت سے فقہاء نے بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے مشائخین حنفیہ اور جماعت صوفیہ کے نزدیک بھی یہی مسلک مختار ہے۔ (تفسیر احمدی' از ملا جیون)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی باوجود حنفی المذہب ہونے کے امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو اولی الاقوال بتایا ہے حضرت شاہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم بھی امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کے قائل تھے۔ (غیث الغمام' ص ۱۷۴)

شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ

حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کی فرضیت کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ آپ ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر الحمد پڑھے' نماز نہیں ہوتی اور نزدیک اس فقیر کے بھی امام شافعیؒ کا قول ترجیح

رکھتا ہے اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قول جابجا وارد ہے کہ جس جگہ صحیح حدیث وارد ہو اور میرا قول اس کے خلاف پڑے تو میرے قول کو چھوڑ دو اور حدیث پر عمل کرو"

مولانا عبدالحی لکھنویؒ

حدیث دان علمائے حنفیہ میں سے حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے اس مسئلہ میں ایک خاص کتاب لکھی ہے جس کا نام "امام الکلام" ہے آپ نے اس کتاب میں باوجود حنفی المذہب ہونے کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنا سری نماز میں مستحسن و مستحب ہے اور جہری نماز میں بھی سکتات امام کے وقت۔ (امام الکلام' ص ۱۵۶)

سورۂ فاتحہ کے بعد قراءت قرآن

سورۂ فاتحہ کے بعد انسان جہاں سے چاہے' جتنا چاہے قرآن پڑھ سکتا ہے اگر ہمیشہ ایک ہی سورت پر اکتفا کرے تو بھی کوئی حرج نہیں بلکہ دو رکعتوں میں یا زیادہ میں ایک سورت کو مکرر پڑھنا بھی جائز ہے۔ اگر کوئی شخص فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت نہ ملائے (خواہ پہلی دو رکعتوں میں خواہ پچھلی دو رکعتوں میں) تو بھی نماز ہو جائے گی' مگر پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا پچھلی دو رکعتوں کے مقابلہ میں زیادہ افضل ہے اس لئے ہمیشہ ترک بھی اچھا نہیں اور اگر فاتحہ نہ پڑھے تو نماز نہیں ہوگی جیسا کہ پہلے تفصیل سے گزر چکا ہے اگر فاتحہ بھی یاد نہ ہو تو صرف الحمد للہ' اللہ اکبر' لا الہ الا اللہ وغیرہ پڑھنا کافی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب فاتحہ کی ضرورت نہیں رہی بلکہ فاتحہ یاد کرنے میں جلدی کرے۔

نمازوں میں مسنون قراءت

یوں تو مصلی (نمازی) جہاں سے چاہے نماز میں قراءت کر سکتا ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے جو نمازوں میں پڑھنا منقول ہے اس کو ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے تاکہ محبان سنت پیروی رسول ﷺ سے محروم نہ رہیں۔

نماز فجر میں قراءت

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں سورۂ "ق" اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا

کرتے تھے اور بعد میں آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی" (مسلم، ص ۱۸۷، ج ۱)

شارحین حدیث نے اس حدیث کے آخری فقرہ "یعنی بعد میں آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی" کے دو مطالب بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ فجر کے بعد آپ کی نمازیں یعنی ظہر، عصر، مغرب، عشاء، یہ سب فجر کی نسبت ہلکی ہوتی تھیں اور ان میں آپ فجر کے مقابلے میں قراءت کم کرتے تھے۔

دوسرا مطلب اس فقرے کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابتدائی دور میں جب صحابہ کرامؓ کی تعداد کم تھی اور آپ کے پیچھے جماعت میں سب سابقین اولین ہی ہوتے تھے آپ کی نمازیں عموماً طویل ہوتی تھیں اور بعد کے دور میں جب ساتھ میں نماز ادا کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہو گئی اور ان میں درجہ دوم و سوم کے اہل ایمان بھی ہوتے تھے تو آپ نمازیں ہلکی پڑھنے لگے تھے کیونکہ جماعت میں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی صورت میں اس کا امکان زیادہ ہوتا تھا کہ کچھ لوگ مریض یا کمزور یا کم ہمت یا زیادہ بوڑھے ہوں اور ان کے لئے طویل نماز باعث زحمت بن جائے۔ (مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ ص ۶۰۷، ج ۱)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز میں وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ (یعنی سورۃ تکویر) پڑھتے سنا" (مسلم، ص ۱۸۶، ج ۱)

حضرت عبداللہ بن سائب فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور سورۃ فاتحہ کے بعد المومنون پڑھنی شروع کی۔ ابھی آپ اس جگہ پر پہنچے تھے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے کہ آپؐ کو کھانسی آنے لگی اور آپؐ نے رکوع فرمادیا" (مسلم، ص ۱۸۶، ج ۱)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعات میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھیں۔ (مشکوۃ، ص ۸۰، ج ۱)

حضرت معاذ بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "قبیلہ جہینہ کے ایک صاحب نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے ایک دفعہ صبح کی نماز کی دو رکعات میں رسول اللہ ﷺ کو "اذا زلزلت" پڑھتے سنا (آگے ان صاحب نے کہا کہ) مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے بھول کر ایسا کیا یا عمداً" آپؐ نے دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت پڑھی۔" (ابوداؤد، ص ۱۲۵، ج ۱)

چونکہ رسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل دو رکعات میں الگ الگ سورتیں پڑھنے کا تھا اس لیے جب ایک دفعہ آپ نے دونوں دفعہ ایک ہی سورت پڑھی تو اس صحابی کو یہ شبہ ہو گیا کہ شاید آپ نے بھول کر ایسا کیا یا یہ بتانے کے لئے کہ یہ بھی جائز ہے' آپ نے عمداً" ایسا کیا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعات میں سورہ بقرہ کی آیات ﴿قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾ اور سورۂ ال عمران کی یہ آیت ﴿قُلْ يَاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ پڑھا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ' ص ۸۰' ج ۱)

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ "ایک دفعہ سفر میں رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی آخری دو سورتیں (فلق اور ناس) پڑھ کر فجر کی نماز پڑھائی۔ (نسائی ص ۱۱۷ ج ۱)

جمعہ کے دن نماز فجر میں قراءت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں سورۂ الٓم تَنْزِيْلَ (السجدة) اور دوسری رکعت میں سورۂ دھر پڑھا کرتے تھے" (بخاری' ص ۱۲۲' ج ۱)

(جمعہ کے روز فجر میں سورۂ سجدہ اور سورۂ دہر پڑھنے کی حکمت حضرت شاہ ولی اللہ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ان دونوں سورتوں میں قیامت اور جزاو سزا کا بیان بہت موثر انداز میں کیا گیا ہے اور قیامت جیسا کہ احادیث صحیحہ میں بتایا گیا ہے جمعہ کے دن ہی قائم ہونے والی ہے اس لئے غالباً آپ اس کی تذکیر و یاد دہانی کے لئے جمعہ کی فجر میں یہ دونوں سورتیں پڑھنا پسند فرماتے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

ظہر اور عصر میں قراءت

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں سورۂ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھتے تھے اور عصر کی نماز میں قریب قریب اتنی ہی سورت پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے کچھ طویل" (مشکوٰۃ' ص ۷۹' ج ۱)

حضرت جابر بن سمرہؓ کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ظہر اور عصر میں وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ اور وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ بھی پڑھنا آیا ہے۔ (ابوداؤد' ص ۱۲۴' ج ۱)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۂ حم الدخان پڑھی (نسائی ۱۱۹، ج ۱)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ "طور" پڑھتے سنا" (بخاری، ص ۱۰۵، ج ۱)

حضرت ام الفضل بنت الحارثؓ بیان فرماتی ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ "وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا" پڑھتے ہوئے سنا" (بخاری، ص ۱۰۵، ج ۱)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے پوری سورۂ "اعراف" مغرب کی دو رکعات میں تقسیم کر کے پڑھی (نسائی، ص ۱۲۰، ج ۱)

نوٹ: ان چاروں احادیث میں نماز مغرب میں جن سورتوں کی قراءت کا ذکر ہے ان میں سے کوئی بھی ان چھوٹی سورتوں میں سے نہیں ہے جن کو "قصار" کہا جاتا ہے بلکہ سب ان بڑی سورتوں میں سے ہیں جن کو "طوال" کہا جاتا ہے بلکہ حضرت عائشہؓ والی آخری حدیث جس سورہ اعراف کی قراءت کا ذکر ہے وہ تو پورے سوا پارے کی ہے۔ بہرحال ان چاروں احادیث سے تو نماز مغرب میں رسول اللہ ﷺ کا لمبی لمبی سورتیں پڑھنا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا معمول اکثر مغرب میں چھوٹی سورتیں پڑھنے کا تھا اس لئے اکثر علماء کرام کا خیال ہے کہ مندرجہ بالا احادیث میں نماز مغرب کے جن واقعات کا ذکر کیا گیا ہے (جن میں آپؐ نے لمبی لمبی سورتیں پڑھی ہیں) اگرچہ یہ بھی سنت ہے تاہم اپ کا عمومی اور اکثر معمول مغرب میں چھوٹی سورتوں کی قراءت کا ہی تھا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ص ۲۴۳، ج ۱)

جمعرات کی نماز مغرب میں قراءت

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نماز مغرب میں جمعہ کی رات قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ پڑھا کرتے تھے" (شرح السنہ ص ۸۱، ج ۱)

نوٹ: مذکورہ روایت میں اگرچہ صحابی کا ذکر ہے۔ لیکن ابن حبان نے اس کے اصل ہونے کو درست قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ:-

والمحفوظ انه قرا بهما في الركعتين بعد المغرب

یعنی محفوظ اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ یہ دونوں سورتیں مغرب کی سنتوں میں پڑھا کرتے تھے۔

نماز عشاء میں قراءت

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورۂ "والتین والزیتون" پڑھتے ہوئے سنا ہے اور میں نے آپؐ سے زیادہ اچھی آواز والا کسی کو نہیں سنا" (بخاری، ص ۱۰۶، ج ۱)

حضرت معاذ بن جبلؓ نے عشاء کی نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی مقتدیوں میں سے ایک کھیتی باڑی کا کام کرنے والے، دن کے تھکے ماندے نے لمبی قراءت کی تاب نہ لاکر سلام پھیر دیا۔ پھر اس نے رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضورؐ! ہم لوگ اونٹوں والے ہیں۔ دن بھر محنت مشقت کرتے ہیں (لیکن) معاذ نے نماز عشاء میں سورۂ بقرہ شروع کر دی" رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر حضرت معاذؓ کی طرف رخ فرمایا اور ارشاد فرمایا

معاذؓ! کیا تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہو؟ سورۂ "والشمس وضحھا، سورئہ والضحی، سورئہ واللیل اذا یغشی اور ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ پڑھا کرو" (بخاری ص ۹۸، ج ۱)

تنبیہہ: اس حدیث سے نماز عشاء کی قراءت بھی معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ائمہ کو چاہئے کہ وہ نماز اتنی لمبی نہ پڑھیں جو مقتدیوں کے لئے باعث مشقت ہو جائے، خاص طور پر ضعیف، کمزور اور محنت پیشہ لوگوں کا لحاظ رکھیں۔

مختلف نمازوں میں آپؐ کی قراءت

حضرت سلیمان بن یسارؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے زمانہ کے ایک امام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "میں نے کسی شخص کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو، فلاں امام کی بہ نسبت۔" سلیمان بن یسارؒ کہتے ہیں کہ ان صاحب کے پیچھے میں نے نماز پڑھی ہے ان کا معمول یہ تھا کہ ظہر کی پہلی دو رکعات لمبی پڑھتے تھے اور آخری دو رکعات ہلکی پڑھتے

Marfat.com

اور عصر ہلکی ہی پڑھتے تھے اور مغرب میں قصار مفصل اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھتے تھے اور فجر کی نماز میں طوال مفصل پڑھا کرتے تھے (نسائی' ص ۱۵۴' ج ۱)

نوٹ: قرآن پاک کی آخری سورتوں کو "مفصل" کہا جاتا ہے پھر اس کے تین حصے کئے گئے ہیں یعنی حجرات سے لے کر آخر تک

۱۔ طوال مفصل ۲۔ اوساط مفصل ۳۔ قصار مفصل

طوال مفصل' حجرات سے لے کر بروج تک۔ اوساط مفصل' بروج سے لے کر سورۂ بینہ تک کو اوساط مفصل کہتے ہیں۔ قصار مفصل' سورۂ بینہ سے لے کر آخر تک کی سورتوں کو قصار مفصل کہا جاتا ہے۔

ملاحظہ

سلیمان بن یسارؒ نے ان صاحب کی نماز کے بارے میں جو تفصیل بیان کی ہے حضرت ابو ہریرۃؓ کے مذکورہ بالا ارشاد کی روشنی میں اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مختلف اوقات کی نماز کی قراءت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا عام معمول بھی وہی تھا جو ان صاحب کا معمول سلیمان بن یسارؒ نے بیان کیا ہے یعنی ظہر کی نماز میں تطویل' عصر میں تخفیف' مغرب میں قصار مفصل' عشاء میں اوساط مفصل اور فجر میں طوال مفصل۔ (معارف الحدیث ص ۲۵۷ ج ۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جو خط لکھا تھا اس میں بھی مختلف اوقات کی نمازوں کی قراءت کے بارے میں یہی ہدایت کی گئی ہے۔ مصنف عبدالرزاق میں سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس خط کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مغرب کی نماز میں قصار مفصل' عشاء میں اوساط مفصل اور فجر میں طوال مفصل پڑھا کرو" (مصنف عبدالرزاق' ص ۱۰۴' ج ۲) امام ترمذی نے بھی اسی خط کا حوالہ دیتے ہوئے ظہر میں اوساط مفصل پڑھنے کی ہدایت کا ذکر کیا ہے (ترمذی ص ۶۷ ج ۱)

جمعہ اور عیدین کی نماز میں قراءت

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عید اور جمعہ میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ

Marfat.com

غاشیہ پڑھا کرتے تھے اور اگر عید اور جمعہ دونوں ایک دن میں جمع ہو جاتے 'تو دونوں میں یہی سورتیں پڑھتے۔ (مسلم ص ٢٨٨' ج ١)

ان سورتوں کے علاوہ جمعہ کی نماز میں آپ کبھی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ المنافقون پڑھ لیا کرتے تھے اور کبھی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ دہر پڑھ لیتے تھے۔

ان سورتوں کے پڑھنے کی وجوہات واضح ہیں "سورۂ جمعہ" اس لئے پڑھتے تاکہ لوگوں کو جمعہ کی ترغیب ہو اور "سورۂ منافقون" اس لئے پڑھتے کہ منافقون کا زیادہ اجتماع جمعہ ہی کو ہوتا تھا' تاکہ ان کو توبیخ ہو اور "سورۂ اعلیٰ" اور "سورۂ غاشیہ" میں وعظ و تذکیر اچھے انداز سے بیان کیا گیا ہے اور یہی جمعہ کا مقصد ہے اور "سورۂ دہر" میں انسان کو آخرت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جہنم سے خوف دلایا گیا ہے اور جنت کی ترغیب دی گئی ہے۔ عبید اللہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو واقد لیثیؓ سے دریافت فرمایا رسول اللہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کونسی سورتیں پڑھا کرتے تھے؟

فرمایا سورۂ ق اور سورۂ قمر" (مسلم' ص ٢٩١' ج ١)

ان سورتوں کے پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح عید کے روز لوگ باہر نکل کر اکٹھے ہو جاتے ہیں اسی طرح قیامت کو بھی ہوں گے اور سورۂ ق اور سورۂ قمر میں قیامت کا بیان ہے۔

رات کی نمازوں میں بلند آواز کی قراءت' اور دن کی نمازوں میں پوشیدہ قراءت کی حکمت

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ "یہ حکم بھی انتہائی مناسب اور حکمت کا ہے کہ "رات کو آوازیں نہیں ہوتیں حرکات میں سکون ہوتا ہے۔ دلوں کی فراغت ہوتی ہے۔ دن کے وقت کی بکھری ہوئی ہمتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ پس دن تو موزوں ہے دل اور بدن کی لمبی تسبیح کا اور رات موزوں ہے دل کو زبان کے ساتھ ملانے میں اور زبان کو کانوں کے ساتھ متصل کرتے ہیں۔ اسی لئے سنت طریقہ یہ ہے کہ صبح کی نماز کی قراءت دیگر تمام نمازوں سے دراز ہو"

Marfat.com

رسول اکرم ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے سو تک تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز فجر میں سورۂ بقرہ پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ سے سورۂ نحل، سورۂ ہود، سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ یونس وغیرہ ان جیسی سورتوں کا پڑھنا مروی ہے۔ اس لئے کہ اس وقت دل تمام اشغال سے فارغ ہوتا ہے نیند سے بیدار ہوکر تروتازگی کی حالت میں ہوتا ہے۔ جب اس میں کلام خدا کی سہانی صدائیں پہنچتی ہیں، تو ان کے لئے اس میں کافی جگہ ہوتی ہے کوئی مزاحم اس وقت نہیں ہوتا۔ دن اس کے بالکل خلاف ہے اس لئے دن کے وقت پوشیدہ قراءت بتلائی۔ ہاں اگر کوئی مصلحت خاص ہو تو اور بات ہے۔ قراءت عیدین اور جمعہ کا مجمع استسقاء اور کسوف کا مجمع، کہ یہاں باواز بلند پڑھنا زیادہ اچھا اور مقصد کو زیادہ حاصل کرنے والا ہے پھر مجمع کے لئے بھی اس میں خیر و برکت ہے کہ یہ قرآن سنیں۔ انہیں تبلیغ دین حاصل ہو جو رسالت کا مقصد اعظم ہے۔ (اعلام الموقعین عن رب العالمین ص ۱۱۸ ج ۲)

قرآن کی بعض آیات کے جواب دینا

ہمارے پیارے رسول ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب کبھی کوئی آیت رحمت کی آتی تو ٹھہر جاتے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کرتے اور جب کبھی کوئی آیت عذاب کی آتی تو ٹھہر جاتے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ طلب کرتے۔ اس کے علاوہ کبھی کبھی آپ سے بعض سورتوں کے جواب میں چند مختصر کلمات منقول ہیں۔ چنانچہ ذیل میں وہ احادیث اور ان کا مقام بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى پڑھتے تو فرماتے سبحان ربی الاعلی (ابوداؤد ص ۱۳۵ ج ۱)

۲۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص تم میں سے "سورۂ والتین" پڑھے اور اس آیت پر پہنچے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ تو کہے بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ اور جو شخص لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ پڑھے اور آیت اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى" پر پہنچے تو کہے بلی اور جب کوئی سورۂ والمرسلات پڑھے اور آخر میں جب یہ آیت پڑھے فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (اس قرآن کے بعد کس بات کے ساتھ ایمان

Marfat.com

لائیں گے؟) تو کہے آمَنَّا بِاللّٰہِ (ابوداؤد ص ۱۳۶ ج ۱)

۳۔ ترمذی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ پر "سورۃ الرحمٰن" پوری پڑھی اور وہ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا یہ سورت میں نے جنوں پر پڑھی تو وہ تم سے جواب دینے میں اچھے تھے۔ جب ہر بار میں اس آیت پر پہنچتا فَبِاَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَان اے جن و انس! اپنے پروردگار کی نعمتوں سے کون سی نعمت کو جھٹلاتے ہو) تو وہ جواب میں کہتے لا بشيء منا نعمك ربنا تكذب ، فلك الحمد ہمارے رب! تیری نعمتوں میں سے کوئی چیز ہم نہیں جھٹلاتے پس سب تعریف تیرے ہی واسطے ہے"

۴۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ اپنی بعض نماز میں اللھم حاسبنی حسابا یسیرا کہتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۸ ج ۱)

مذکورہ بالا تمام احادیث سے اس مسئلہ پر دلیل لینا کہ جب امام بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرے تو اسے اور اس کے ساتھ مقتدیوں کو بھی ان کا جواب دینا چاہیے صحیح نہیں۔ جس کی تفصیل یوں ہے:۔

۱۔ حدیث ابن عباسؓ ضعیف ہے۔ اگر اسے صحیح تسلیم بھی کرلیں تب بھی اس سے دلیل لینا درست نہیں۔ کیونکہ اس میں یہ کہاں صراحت ہے کہ سامع یا مقتدی بھی سبحان ربی الاعلی کہے۔

۲۔ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک تو ضعیف ہے اور دوسری بات یہ کہ اس میں جواب دینے کا حکم قاری کے لئے ہے نہ کہ سامع کے لئے بھی، فافہم۔ تیسری بات اس میں یہ صراحت کہاں ہے کہ یہ جواب حالت نماز میں بھی دیئے جائیں؟

۳۔ حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں قطعاً یہ صراحت نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الرحمٰن کی تلاوت نماز میں کی تھی۔ بلکہ بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تلاوت عام حالت میں تھی۔ اس لئے ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں

خرج رسول اللہ ﷺ علی اصحابہ فقراء علیھم سورۃ الرحمن (رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے اور ان پر سورۂ رحمٰن تلاوت کی۔

ان الفاظ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تلاوت نماز کی حالت نہ تھی۔

Marfat.com

۴۔ حدیث عائشہؓ سے سورۂ غاشیہ کی اختتامی آیت کا جواب دینے کی دلیل لینا نہ صرف یہ کہ اضعف ہے بلکہ ابعد بھی ہے۔ کیونکہ اس میں ادنیٰ اشارہ بھی نہیں ملتا کہ نبی ﷺ نے ان کلمات کو سورۂ غاشیہ کے اختتام پر کہا تھا۔ اس حدیث میں صرف اس قدر ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نماز میں یہ کلمات کہتے ہوئے سنا۔ بظاہر آپ نے یہ کلمات بطور دعا پڑھے ہوں گے' واللہ اعلم

حاصل کلام یہ کہ ہمارے یہاں جو یہ مروج ہے کہ امام جب بعض مخصوص آیات کی تلاوت کرتا ہے تو وہ اور مقتدی بھی ان کا جواب دیتے ہیں' درست نہیں۔ کیونکہ اس کے بارے میں کوئی صحیح صریح روایت نہیں ہے۔ ہاں اگر صرف قاری اس کا جواب دے لے تو اس میں کچھ قباحت نہیں کیونکہ اس بارے میں بعض مرفوع روایات اور آثار ملتے ہیں۔

۱۔ ابوداوٗد' بیہقی اور شرح السنہ میں موسیٰ بن ابی عائشہ سے روایت ہے کہ "ایک آدمی اپنے مکان کی چھت پر نماز پڑھا کرتا تھا۔ وہ جب اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى پڑھتا تو سبحانك بلی کہتا۔ لوگوں نے جب اس کے بارے میں اس سے دریافت کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کہتے ہوئے سنا ہے۔" اس کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں مگر اس میں انقطاع کا خدشہ ہے۔

۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں اذا مر بایته فیها تسبیح سبح واذا مر بسوال سال واذا مر بیعوذ تعوذ

آپ جب کسی ایسی آیت سے گذرتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو تسبیح کہتے اور جب سوال والی آیت سے گذرتے تو سوال کرتے اور جب تعوذ والی آیت سے گذرتے تو پناہ پکڑتے۔ (اس حدیث کو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔)

۳۔ مصنف عبدالرزاق' مصنف ابن ابی شیبہ اور بیہقی میں عمیر بن سعید سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاعْلٰی پڑھنے پر سبحان ربی الاعلی کہا۔ اس اثر کی سند صحیح ہے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ

Marfat.com

الاعلٰی پڑھنے کے بعد سبحان ربی الاعلی کہا۔ اس اثر کی سند حسن درجہ کی ہے۔ اس کو عبدالرزاق' ابن ابی شیبہ' بیہقی اور ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز مغرب میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاعْلٰی کی تلاوت پر سبحان ربی الاعلی کہا۔ لیکن اس اثر کی سند ضعیف ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں عبداللہ بن زبیرؓ عمران بن حصینؓ اور بعض تابعینؒ کے آثار بھی ہیں۔

۴۔ عبدالرزاق نے ان سے بیہقی نے امیرالمومنین حضرت علی کے بارے میں روایت کی ہے کہ انہوں نے نماز تہجد میں سورۂ واقعہ کی درج ذیل آیات میں سے ہر آیت کی تلاوت کے بعد تین تین مرتبہ یہ کہا "بل انت یا رب" وہ آیات یہ ہیں (۵۹۔ ۶۴۔ ۶۹۔ ۷۲) حاصل کلام یہ ہے کہ بعض آیات کی تلاوت کے بعد امام ان کے جواب دے لے تو اس میں کچھ قباحت نہیں بلکہ جائز ہے۔ لیکن ہمارے یہاں جو مروج ہے کہ آیت کا جواب تمام مقتدی مل کر آمین کے انداز میں اور ویسا ہی بلند دیتے ہیں اور پھر اس پر اصرار بھی کرتے ہیں' یہ صحیح نہیں' اس سے پرہیز کرنا چاہئے' واللہ اعلم۔

سورۂ فاتحہ اور قراءت کے اختتام پر سکتہ

سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت شروع کرنے سے پہلے اور پوری قراءت ختم کرنے کے بعد رکوع کے لئے "اللہ اکبر" کہنے سے پہلے کچھ دیر رکنا اور خاموش رہنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت سمرہؓ بن جندب سے مروی ہے کہ:

انه حفظ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم سكتتين سكتة اذا كبر وسكتة اذا فرغ من قراءة غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ (ابوداؤد ص ۱۲۰، ج۱)

مجھے نبی اکرم ﷺ کی نماز میں دو سکتے یاد ہیں ایک سکتہ تکبیر کے بعد اور ایک سکتہ جب فاتحہ سے فارغ ہوتے۔

دوسری روایت میں ہے کہ

"نبی اکرم ﷺ دو جگہ سکتہ (خاموشی) فرمایا کرتے تھے ایک جب آپؐ نماز شروع فرماتے اور دوسرے جب آپ پوری قراءت سے فارغ ہو جاتے۔" (ابوداؤد' ص ۱۲۰' ج۱)

سکتات صرف پہلی رکعت میں ہیں

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت سے اٹھتے، تو قراءت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے اور سکتہ نہ فرماتے" (مشکوٰۃ، ص ۷۸، ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسری رکعت میں نہ آپ سکتہ فرماتے اور نہ ہی تعوذ اور دعائے افتتاح پڑھتے اور باقی رکعات دوسری رکعت کی طرح ہیں، یعنی سکتہ، اور دعائے افتتاح تعوذ صرف پہلی رکعت کے ساتھ خاص ہے۔

رکوع کا بیان

نماز اللہ تعالیٰ کے حضور میں قلب و قالب اور قول و عمل سے ایک خاص طریقے پر اپنی بندگی و نیاز مندی کا اظہار اور اس کی بے انتہا عظمت و جلالت کے سامنے اپنے انتہائی تذلل، فروتنی اور عجز و انکساری کا مظاہرہ ہے۔ قیام و قعود، رکوع و سجود اور جو کچھ ان میں پڑھا جاتا ہے ان سب کی روح یہی ہے لیکن اس بندگی اور تذلل کا سب سے بڑا مظہر نماز کے اعمال و اجزاء میں رکوع و سجود ہیں۔

رکوع میں سر اونچا رکھنا تکبر یعنی برتری و بالاتری کے احساس کی علامت ہے اور اس کے برعکس اس کو نیچا کرنا، جھکانا، تواضع، انکساری اور خاکساری کی نشانی ہے اور اپنے آپ کو کسی کے سامنے رکوع کی شکل میں جھکا دینا اس تواضع اور تعظیم کی غیر معمولی شکل ہے، جو صرف خالق و مالک ہی کا حق ہے۔ اور سجدہ اس کی بالکل ہی آخری اور انتہائی شکل ہے اس میں بندہ اپنی پیشانی اور ناک کو جو انسانی اعضاء میں سب سے زیادہ محترم ہیں۔ خاک پر رکھ دیتا ہے اس لحاظ سے رکوع و سجود نماز کے ارکان میں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اچھی طرح اور صحیح طریقے پر ادا کرنے کی سخت ہدایت اور تاکید فرمائی ہے اور بہترین کلمات کے ساتھ ان میں اللہ کی تسبیح و تقدیس یا اس کے حضور میں دعا کرنے کی اپنے ارشاد اور عمل سے تلقین فرمائی ہے۔

رکوع و سجود کی فرضیت

رکوع و سجود کے فرض ہونے پر سب ائمہ دین کا اجماع ہے (المغنی، ص ۵۴۲، ج ۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا﴾

اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو۔

نماز کا چور' بدترین چور ہے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سب سے برا چور وہ ہے' جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کوئی شخص اپنی نماز کی چوری کیسے کرتا ہے؟ فرمایا اس کے رکوع اور سجود پورے نہیں ہوتے۔"
(دارمی ص ۳۴۷ ج۱)

رکوع و سجود اچھی طرح ادا نہ کرنے سے نماز نہیں ہوتی

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لا تجزی صلوۃ الرجل حتی یقیم ظهرہ فی الرکوع والسجود (ابوداؤد ص ۱۳۱، ج۱- ترمذی ص ۶۱، ج۱- نسائی ص ۱۳۱، ج۱)

آدمی کی نماز اس وقت تک کافی نہیں ہوتی' جب تک کہ وہ رکوع اور سجدہ میں اپنی پیٹھ کو سیدھا برابر نہ کرے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تنبیہہ فرمائی ہے کہ جو شخص رکوع و سجود کو قاعدے کے مطابق صحیح طور سے ادا نہیں کرے گا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

رکوع و سجود میں پیٹھ برابر کرنے کی تاکید

حضرت طلق بن علی حنفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لا ینظر اللہ عزوجل الی صلوۃ عبد لا یقیم فیها صلبه بین خشوعها وسجودها

(مسند احمد ص ۲۲، ج۴)

"جو بندہ رکوع اور سجدے میں اپنی پشت کو سیدھی برابر نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی طرف دیکھتے بھی نہیں۔"

نماز کی طرف اللہ تعالیٰ کے نہ دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی نماز اس کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ سے مخفی اور اس کی نظر سے غائب نہیں ہے۔

Marfat.com

رکوع و سجدہ میں طمانیت ضروری ہے

زید بن وہبؒ فرماتے ہیں ''حضرت حذیفہؓ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کر رہا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اسے بلایا اور فرمایا: تم نے نماز نہیں پڑھی اور میرا خیال ہے یہ بھی فرمایا: اگر اس حالت میں تمہاری موت ہو جاتی تو تم دین فطرت پر نہ مرتے، جو رسول اللہ ﷺ کو دے کر بھیجا گیا۔ (بخاری، ص ۱۰۹، ج ۱)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ رکوع اور سجدہ میں طمانیت واجب ہے اور اگر اس میں خلل واقع ہو تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

رکوع و سجدہ سے درجات کی بلندی اور گناہوں کی معافی

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من ركع ركعةً او سجد سجدةً رفع الله له بها درجةً وحط عنه بها خطيئةً

(احمد ص ١٤٧، ج ١)

''جو شخص ایک رکوع یا ایک سجدہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں اور اس کی ایک خطا معاف فرما دیتے ہیں۔''

رکوع کی ہیئت و کیفیت

قراءت ختم کر لینے کے بعد ''اللہ اکبر'' کہہ کر رفع یدین کرتے ہوئے رکوع میں جائیے۔ رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ کر کشادہ انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑ لیجئے اور دونوں ہاتھ سیدھے تنے ہوئے رکھیئے جھکنے میں خیال رکھیئے کہ نہ تو سر کمر سے بہت زیادہ نیچا ہو جائے اور نہ اونچا رہے بلکہ سر اور کمر ایک سطح میں بالکل برابر رہے۔

حضرت عقبہ بن عمروؓ نے نماز پڑھی تو اپنی کہنیوں کو بدن سے دور رکھا ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا اور انگلیوں کو پھیلایا اور فرمایا ''میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے'' (نسائی، ص ۱۴۴، ج ۱)

حضرت ابو حمیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رکوع فرماتے تو سیدھے

Marfat.com

ہوتے۔ سر کو نہ اوپر کی طرف اٹھائے ہوتے اور نہ نیچے کی طرف جھکائے ہوتے اور اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔ (نسائی، ص ۱۴۴، ج ۱)

رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے کا پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے تھے۔ آپ نے فرمایا "لوگو! نبوت کے مبشرات میں سے صرف سچا خواب باقی رہ گیا ہے جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے مجھے رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن پڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔ رکوع میں اپنے رب کی بڑائی بیان کرو اور سجدے میں خوب دعائیں مانگو، کیونکہ سجدے کی ہیئت قبولیت کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ (مسلم ص ۱۹۱، ج ۱)

رکوع کے اذکار

رکوع میں بہت سی دعائیں رسول اکرم ﷺ سے منقول ہیں چند ایک ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

رکوع کی پہلی دعا

جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک رکوع میں مندرجہ ذیل کلمات پڑھنا مسنون ہیں

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ

میرا رب پاک ہے، جو سب سے بڑا ہے۔ (تین بار)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ "جب آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسے اپنے رکوع کے لئے بنالو۔" (ابوداؤد، ص ۱۳۳، ج ۱)

مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کلمات کو کم از کم تین بار کہنا چاہئے اور اس سے زیادہ پانچ، سات، نو اور گیارہ بار بھی کہا جا سکتا ہے۔ تین بار کہنے کے سلسلہ میں تمام احادیث ضعیف ہیں۔ تاہم بقول صاحب مرعاۃ ساری ملا کر ان میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ان پر عمل درست ہے۔

Marfat.com

دوسری دعا

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رکوع میں جاتے تو یہ دعا پڑھتے

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ اَنْتَ

اے اللہ! میں نے تیرے لئے رکوع کیا' میں تجھ پر ایمان لایا۔ اور اپنے آپ کو تیرے حوالے

رَبِّيْ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ

کردیا۔ تو میرا پروردگار ہے۔ میرے کان' میری آنکھیں' میری گدی' میری ہڈی' میرے پٹھے

وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ قَدَمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اور وہ تمام چیزیں جو میرے پاؤں میں ہیں' جہانوں کے رب کے لئے جھک گئیں

تیسری دعا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ

تو نہایت پاک وصاف ہے فرشتوں اور روح الامین کا پروردگار ہے

چوتھی دعاء

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اکثر اپنے رکوع و سجود میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ

اے اللہ! ہمارے پرودگار! تو اپنی تعریفوں کے ساتھ پاک ہے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے

پانچویں دعاء

حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ "ایک رات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا' تو آپ نے رکوع میں یہ دعا پڑھی۔

سُبْحَانَ ذِى الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ

پاک ہے وہ ذات جو طاقت' بادشاہت' بڑائی اور عظمت کی مالک ہے

Marfat.com

چھٹی دعاء

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے:

رَكَعَ لَكَ سَوَادِيْ وَخَيَالِيْ وَاٰمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ اَبُوْءُ

میرا ظاہر و باطن تیرے لئے جھک گیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا۔ میں اپنے اوپر تیری نعمت

بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ هٰذِهٖ يَدَايَ وَمَا جَنَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ

کا اقرار کرتا ہوں۔ یہ میرے دونوں ہاتھ ہیں اور جو کچھ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا

رفع الیدین کا بیان

تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں تک اٹھانا "رفع الیدین" کہلاتا ہے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین پر ساری امت کا اجماع ہے مگر بعد کے مقامات پر ہاتھ اٹھانے میں اختلاف ہے۔ ائمہ کرام و علمائے اسلام کی اکثریت حتیٰ کہ اہل بیت سب بالاتفاق ان مقامات پر رفع الیدین کے قائل ہیں مگر احناف کے ہاں مقامات مذکورہ پر رفع الیدین نہیں ہے۔ کچھ علمائے احناف اسے منسوخ قرار دیتے ہیں۔ کچھ ترک رفع کو اولیٰ جانتے ہیں کچھ دل سے قائل ہیں مگر ظاہر میں عمل نہیں ہے۔ کچھ جہلاء یہ کہتے ہیں کہ شروع اسلام میں لوگ بغلوں میں بت رکھ لیا کرتے تھے اس لئے رفع الیدین کا حکم ہوا' تاکہ ان کی بغلوں کے بت گر جایا کریں۔ استغفراللہ! یہ ایسا جھوٹ ہے جو شاید اسلام کی تاریخ میں اس کے نام پر سب سے بڑا جھوٹ کہا جا سکتا ہے۔ کچھ لوگ اس سنت نبویؐ کو مکھی اڑانے سے تشبیہ دے کر توہین سنت کے مرتکب ہوتے ہیں۔

نماز کی حقیقت

نماز چند مخصوص افعال سے مرکب ہے جن میں اپنے مالک' خداوند تعالیٰ کے سامنے اظہار عبودیت' عجز و تواضع ہے اور چند اقوال سے جن میں اپنے خالق و پروردگار کی تعظیم و ثنا کا بیان ہے۔

Marfat.com

رفع یدین کی مناسبت تکبیر سے

پھر ان افعال و اقوال میں باہمی مناسبت ہے۔ سب سے پہلا قول تکبیر ہے اور سب سے پہلا فعل رفع الیدین ہے جن کے ادا کرنے سے آدمی نماز میں داخل ہوتا ہے۔ تکبیر میں خدائے عزوجل کی عظمت و کبریائی کا اظہار ہے اور رفع الیدین میں غیراللہ سے دستبرداری و بیزاری ہے اور یہ خدا کی تعظیم کا عملی نشان ہے۔ امام شافعیؒ کے شاگرد خاص امام ربیع بن سلیمانؒ نے آپؒ سے پوچھا:

یعنی رکوع کے وقت رفع الیدین کرنے کے کیا معنی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا جو مقصد شروع نماز (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین کرنے سے ہے۔ وہی رکوع (وغیرہ) کے وقت ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی تعظیم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کے لئے اور اس میں خدا تعالیٰ کی جناب سے بڑا ثواب ہے اور مثل رفع یدین کرنیکی صفا اور مروہ پر (طواف سعی کے وقت)

رفع یدین نماز کی زیب و زینت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں:

رفع اليدين من زينة الصلوة

(نیل الاوطار ص ۱۷۹، ج۲، زرقانی ص ۱۵۷، ج۱)

رفع الیدینَ نماز کی زیب و زینت ہے۔

نعمان بن ابی عیاشؒ فرماتے ہیں کہ:

لكل شئ زينة و زينة الصلوة ان ترفع يديك اذا كبرت واذا ركعت واذا رفعت راسك من الركوع (تلخیص الحبیر ص ۲۲۰، ج۱، جز رفع الیدین)

ہر شے کی زینت ہے اور نماز کی زینت تکبیر تحریمہ کے ہمراہ، نیز رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا ہے۔

عبدالملک کہتے ہیں کہ:

سالت سعيد بن جبير عن رفع اليدين فقال هو شئ تزين به صلاتك

(تلخیص ص ۲۲۰، ج۱)

میں نے سعید بن جبیرؒ سے رفع الیدین کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا: کہ وہ

Marfat.com

نماز کی زینت ہے۔

رفع الیدین سے نماز کی تکمیل

محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ:

هو من تمام الصلوة (تلخیص ص ۲۲۰، ج ۱)

رفع الیدین نماز کی تکمیل کا باعث ہے۔

الغرض، رفع الیدین نماز کی زیب و زینت اور کمال و اتمام ہے پھر مطابق ارشاد الٰہی خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ (اعراف) اس کی پابندی لازم ہے۔ چھوڑنا ہرگز درست نہیں۔

رفع الیدین کا اجر و ثواب

رفع الیدین سے تعظیم الٰہی اور اقتداء نبویؐ مقصود ہے جس پر اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔ چنانچہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ رفع الیدین سے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ مجمع الزوائد ص ۱۰۳، ج ۲

رفع الیدین کی کیفیت اور طریقہ

تکبیر تحریمہ کے ہمراہ رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت ہاتھ اس طرح کندھوں تک اٹھائیں کہ ان کی ہتھیلیاں قبلہ رخ ہوں اور انگلیاں اوپر کی جانب سیدھی ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہاتھ اٹھاتے وقت ان کی دونوں ہتھیلیاں قبلہ رخ ہونی ضروری ہیں، کیونکہ اس میں جلال خداوندی اور عظمت و ادب ملحوظ ہے۔ (مجمع الزوائد، ص ۱۰۲، ج ۲)

ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں

رفع الیدین کرتے وقت ہاتھ کندھوں تک، خواہ کانوں تک اٹھائے جائیں مگر اول الذکر طریقہ ہر طرح قابل ترجیح ہے اور باقی موخر طریقہ بھی درست ہے۔

کن جگہوں پر رفع یدین سنت ہے

رفع الیدین چار جگہوں میں سنت ہے۔

۱۔ نماز کے شروع میں ۲۔ رکوع جاتے وقت ۳۔ رکوع سے سر اٹھاتے وقت
۴۔ اور جب دو رکعت سے تشہد کے بعد تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو۔

اس کا ثبوت سنت سے

مذکورہ چاروں مقامات میں رفع یدین سنت نبویؐ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر ہمیشہ عمل فرمایا ہے۔ بکثرت احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ چند ایک احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ

کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح الصلوة واذا کبر للرکوع واذا رفع راسه من الرکوع رفعهما کذلك وقال سمع الله لمن حمده ربنا لك الحمد وكان لا یفعل ذلك في السجود (صحیح بخاری ص ۱۰۲، ج۱)

رسول اللہ ﷺ نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے، اسی طرح جب رکوع کے لئے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد کہتے اور سجدہ میں جاتے وقت رفع یدین نہ کرتے تھے۔

اس حدیث کے متعلق امام علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں

هذا الحدیث عندی حجة علی الخلق کل من سمعه فعلیه ان یعمل به لانه لیس فی اسناده شیئ (تلخیص الحبیر ص ۲۱۸، ج۱)

یہ حدیث تمام دنیا پر حجت ہے ہر آدمی کو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ اس کی سند بالکل صحیح ہے۔

حضرت ابوقلابہ فرماتے ہیں کہ میں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا

اذا صلی کبر ورفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صنع هکذا (صحیح بخاری ص ۱۰۲، ج۱ – صحیح مسلم ص ۱۶۸، ج۱ – سنن کبریٰ، بیهقی ص ۷۱ ج۲)

جب نماز شروع کرتے ہاتھ اٹھاتے، جب رکوع کا ارادہ کرتے تو ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ہاتھ اٹھاتے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔

Marfat.com

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

رایت رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه اذا كبر واذا ركع واذا رفع راسه من الركوع حتى يبلغ بهما فروع اذنيه (ابوداؤد ص ۲۷۱، ج۱)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب تکبیر کہتے، اور جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو کانوں تک ہاتھ اٹھاتے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

لا نظرن الى صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف يصلى فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستقبل القبلة فكبر فرفع يديه حتى حاذتا اذنيه ثم اخذ شماله بيمينه فلما اراد ان يركع رفعهما مثل ذلك - الخ

(أبوداؤد مع عون ص ٢٦٤، ج١- سنن كبرى بيهقى ص ٧١، ج٢)

میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھنے کا فیصلہ کیا آپ قبلہ رو کھڑے ہو گئے۔ تکبیر کہی اور کانوں تک ہاتھ اٹھائے پھر دونوں ہاتھ باندھے۔ جب رکوع کا ارادہ کیا تو ہاتھ اٹھائے۔ پھر انہیں گھٹنوں پر رکھا۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح ہاتھ اٹھائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے فرمایا

كان إذا قام الى لصلوة المكتوبة كبر و رفع يديه حذو منكبيه ويصنع مثل ذلك اذا قضى قرأته واراد ان يركع ويصنعه اذا رفع راسه من الركوع ولا يرفع يديه فى شئ من صلوته وهو قاعد واذا قام من السجدتين رفع يديه كذلك وكبر

(أبوداؤد مع عون ص ٢٧١، ج١)

رسول اللہ ﷺ جب فرضی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے اور جب قراءت ختم کر کے رکوع جاتے تو اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہی کرتے اور بیٹھنے کی حالت میں کہیں رفع الیدین نہیں کرتے تھے اور جب دو رکعت سے تکبیر کہہ کر کھڑے ہوتے تو ہاتھ اٹھاتے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الشتاء فرأیت اصحابہ یرفعون أیدیھم في ثیابھم في الصلوۃ (أبوداؤد ص ۲۶۵ ج۱- جمع الفوائد ص ۱۹۱، ج۱)

میں سردیوں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے صحابہ کرامؓ کو دیکھا کہ وہ کپڑوں کے نیچے سے رفع الیدین کرتے تھے۔

نیز ابوداؤد میں یہ الفاظ بھی ہیں

ثم جئت بعد ذلك في زمان فیه برد شدید فرأیت الناس علیھم جل الثیاب تحرك ایدیھم تحت الثیاب (أبوداؤد مع عون ص ۲۶۵، ج۱)

(وائل فرماتے ہیں) میں دوبارہ سخت سردی میں آیا۔ لوگوں پر بھاری کپڑے تھے اور وہ ان کے نیچے رفع الیدین کرتے تھے۔

ان مندرجہ بالا احادیث سے ظاہر ہے کہ رفع الیدین چار جگہوں میں سنت ہے۔ (۱) نماز کے شروع میں (۲) رکوع جاتے وقت (۳) رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے اور (۴) جب دو رکعتوں سے تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت وائل بن حجرؓ کی احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخر عمر تک اس پر عمل فرماتے رہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے آخر میں بعض رواۃ نے یہ تصریح بھی کی ہے

فما زالت تلك صلوته حتی لقي اللہ تعالی (تلخیص الحبیر ص ۸۱، زیلعی ص ۴۱۰ ج۱ بحوالہ بیھقی)

یہ ان کا ہمیشہ کا معمول رہا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

ویسے بھی حضرت وائل بن حجرؓ غزوہ تبوک کے بعد ۹ھ میں مسلمان ہوئے۔ (عینی علی البخاری ص ۱۹، ج ۳- البدایہ والنھایہ، ص ۷۵، ج ۵) اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئندہ سال دوبارہ تشریف لائے۔ اس وقت شدید سردی کا موسم تھا۔ حضرت وائلؓ نے صحابہؓ کو کپڑوں کے نیچے رفع الیدین کرتے دیکھا۔ یہ ۱۰ھ کے آخری مہینے تھے۔ اس وقت تک رفع الیدین منسوخ نہیں ہوئی تھی۔ عام صحابہؓ کا معمول تھا جسے ایک نووارد صحابیؓ نے دیکھا جو نماز دیکھنے اور سیکھنے کے لئے آیا تھا۔ اس کے بعد ربیع الاول ۱۱ھ میں رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا۔ نسخ کے لئے ضروری ہے کہ ناسخ حضرت وائلؓ کی دوسری دفعہ کی

Marfat.com

آمد کے بعد ثابت ہو۔

ان واقعات کی موجودگی میں امام بیہقیؒ کی زیادت پر بلحاظ سند بحث کی ضرورت نہیں۔ حافظ ابن حجرؒ تو شافعی ہیں لیکن حافظ زیلعیؒ بڑے پختہ کار حنفی محدث ہیں انہوں نے بھی تخریج ہدایہ میں اس پر کوئی جرح نہیں کہ اس لئے آج کل کے بعض احناف کا اسے موضوع کہنا تعصب ہے اور حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت جو ابوداؤد وغیرہ میں موجود ہے اس کی عملی اور واقعاتی تائید ہے۔ (رسول اکرمؐ کی نماز، ص ۵۶)

رفع الیدین پر اکابر صحابہؓ کا اتفاق

صحابہؓ کی اکثریت رفع الیدین کی قائل اور عملاً پابند تھی۔ چنانچہ مولانا عبدالحیؒ (حنفی) فرماتے ہیں۔

ان رواة الرفع من الصحابة جم غفير و رواة الترك جماعة قليلة مع عدم صحة الطرق عنهم الا ابن مسعود (مختصراً التعليق الممجد ص ۹۱)

رفع الیدین کے راوی صحابہؓ بہت بڑی جماعت ہیں اور ترک رفع کے راوی بہت کم ہیں اور ان کی اسانید بھی عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث کے علاوہ صحیح نہیں۔

رفع الیدین کے مسنون ہونے پر تمام اکابر صحابہؓ خصوصاً عشرہ مبشرہ بالخصوص خلفاء اربعہؓ کا اتفاق ہے۔ چنانچہ ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، علی المرتضیٰؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ، سعیدؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، ابوعبیدہ بن الجراحؓ، مالک بن حویرثؓ، زید بن ثابتؓ، ابی بن کعبؓ، ابوسعید خدریؓ، ابوقتادہ انصاریؓ، سلمان فارسیؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عقبہ بن عامرؓ، بریدہ بن خصیبؓ، ابوہریرہؓ، عمار بن یاسرؓ، ابومسعودؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، عبداللہ بن عباسؓ، براء بن عازبؓ، حسین بن علیؓ، زیاد بن حارثؓ، سہل بن سعدؓ، محمد بن مسلمہؓ، ابواسید ساعدیؓ، انس بن مالکؓ، جابر بن عبداللہؓ، وائل بن حجرؓ، ابوحمید ساعدیؓ اور سہیل بن سعدؓ وغیرہ سے باسانید صحیحہ رفع الیدین ثابت ہے۔

رفع الیدین کرنیوالے تابعین کرامؒ

امام بخاریؒ فرماتے ہیں "مکہ، مدینہ، طائف، عراق، شام، یمن، بصرہ، خراسان و

Marfat.com

دیگر بلاد و امصار کے جملہ تابعین کرامؒ وفقہاء عظامؒ سے رفع الیدین ثابت ہے جن میں سے سعید بن جبیرؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، مجاہدؒ، قاسم بن محمدؒ، سالم بن عبداللہؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ، نعمان بن ابی عیاشؒ، حسن بصریؒ، محمد بن سیرینؒ، طاؤسؒ، مکحولؒ، عبداللہ بن دینارؒ، نافع مولی عبداللہؒ، حسن بن مسلمؒ اور قیس بن سعدؒ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ (جزء رفع الیدین، ص ۷)

امام شافعیؒ کا فرمان

امام مزنیؒ فرماتے ہیں:۔

سمعت الشافعي يقول لا يحل لاحد سمع حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم في رفع اليدين في افتتاح الصلوة وعند الركوع والرفع منه ان يترك الاقتداء بفعله صلى الله عليه وسلم (مسك الختام ص ۳۹٤، ج۱)

میں نے امام شافعیؒ کو خود فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی کے لئے حلال نہیں کہ نماز کے شروع، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت کی رفع الیدین کی حدیث سنے اور پھر اس پر عمل نہ کرے۔

ایک جگہ پر امام شافعیؒ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث پر لکھتے ہیں "ہمارا بھی یہی مذہب ہے کہ ہر مرد اور عورت پر خواہ جماعت میں ہو یا اکیلا، شروع نماز کی طرح رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہایت ضروری ہے باستثناء بھول چوک اس کا چھوڑنا ہرگز درست نہیں" (کتاب الام، ص ۹۰)

عمر بن عبدالعزیزؒ کا تارک رفع الیدین کی ملاقات سے انکار

عمر بن مہاجرؒ فرماتے ہیں "عبداللہ بن عامر نے میری وساطت سے خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے ملاقات کا ارادہ ظاہر کیا۔ جب میں نے حضرت خلیفہ صاحب سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے جوابا" فرمایا: کہ رفع الیدین، ایک وہ سنت ہے جو بچپن میں ہمیں نماز کے ہمراہ سکھائی گئی اور اس کے چھوڑنے پر اساتذہ کبھی کچھ سرزنش بھی کر دیا کرتے تھے جس کی وجہ سے ہم آج تک اس سنت کے پابند ہیں، مگر ہائے افسوس آج یہ وہ

Marfat.com

شخص ہے جس نے اپنے بھائی کو اس پر عمل کرتے دیکھ کر نہایت بے رحمی سے مارا ہے کیا ایسے شخص کو ہم سے کچھ محبت ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر اس کے یہاں آنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور ملاقات سے صاف انکار کر دیا" (جزء رفع الیدین، ص ۱۱)

تارک رفع الیدین کو سزا

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ:

ان ابن عمر کان اذا رای رجلا لا یرفع یدیه اذا رکع واذا رفع رماه بالحصی

(تلخیص الحبیر ص ۸۲)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب کسی کو رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھتے دیکھتے تو آپ اسے تعلیماً" کنکر مارتے کہ رفع الیدین سے نماز پڑھا کرو۔

شیخ محی الدین ابن عربی

شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات میں رقم طراز ہیں "میں ایک دفعہ خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، تو آپؐ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ نماز کے شروع میں نیز رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کر۔ چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد میں اسی وقت سے رفع الیدین سے نماز شروع کر دی" (فتوحات مکیہ مصری، ص ۴۳۷)

امام زہریؒ و حسن بصریؒ کا فرمان

اذا کبر احدکم للصلوۃ فلیرفع یدیه حین یکبر وحین یرفع رأسه من الرکوع

امام زہریؒ اور حسن بصری یہ دونوں فرمایا کرتے تھے۔ نمازی رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت دونوں ہاتھ کندھوں یا کانوں تک اٹھائے اور سجدہ میں ایسا نہ کرے۔

پس ہر مسلمان کو تکبیر تحریمہ، رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع الیدین ضرور کرنا چاہیے۔ (جزء رفع الیدین ص ۱۷)

تارکین رفع یدین علماء سے بعض صحابہؓ کی عورتیں زیادہ عالم ہیں

امام بخاریؒ جز رفع الیدین میں لکھتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہؓ کی عورتیں ان لوگوں سے زیادہ علم رکھتی ہیں، جب کہ وہ نماز میں رفع یدین کرتی ہیں۔ (جزء رفع الیدین ص ۲۹)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا فرمان

حضرت شاہ ولی اللہ نماز کی ترکیب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

فاذا اراد ان یرکع رفع یدیه حذو منکبیه او اذنیه وکذلك اذا رفع رأسه من الرکوع ولا یفعل ذلك فی السجود (حجة الله البالغة ص ۱۰، ج۲)

پھر جب آپؐ رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو کندھوں یا کانوں تک رفع یدین اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو اس وقت بھی ایسا ہی کرتے۔ لیکن سجدوں کے لئے آپ ایسا نہ کرتے۔

اس کے بعد مزید لکھتے ہیں

والذی یرفع احب الی ممن لا یرفع فان حدیث الرفع اکثر واثبت

(حجة الله البالغة ص ۱۰)

میں رفع الیدین کرنے والوں کو نہ کرنے والوں کی بہ نسبت سے اچھا سمجھتا ہوں کیونکہ رفع یدین کرنے کی حدیثیں زیادہ بھی ہیں اور صحیح بھی۔

علامہ مجد الدین فیروز آبادیؒ کا ارشاد

بخاری و مسلم کے علاوہ باقی صحاح ستہ میں بھی رفع یدین کی حدیثیں کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ چنانچہ علامہ مجد الدین صاحب قاموس لکھتے ہیں

قد ثبت رفع الیدین فی هذه المواضع الثلاثة ولکثرة رواته شابه المتواتر فقد صح فی هذا الباب اربع مائة خبر واثر و رواته العشرة المبشرة ولم یزل علی هذه الکیفیة حتی رحل عن هذا العالم ولم یثبت غیرها (سفر السعادة مصری ص ۹)

یعنی ان جگہوں (تکبیر تحریمہ) رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین ثابت ہے اور کثرت راویوں کے باعث یہ حدیث متواتر حدیث کے مشابہ ہوگئی ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ میں چار سو احادیث اور آثار آئے ہیں۔ عشرہ مبشرہ نے بھی ان کو روایت کیا ہے اور ہمیشہ رفع یدین اس حالت پر رہی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اس جہاں سے کوچ کرگئے اور اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد

آپ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔

واما الهیات فخمس وعشرون هیئة رفع الیدین عند الافتتاح والرکوع والرفع منه (ص ۷)

نماز کی ہیئات پچیس ہیں۔ ان میں سے تکبیر تحریمہ کے ہمراہ۔ نیز رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنی نماز کی شرعی ہیئت ہے۔

بلکہ خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی رفع یدین سے نماز پڑھتے تھے، کیونکہ آپ حنبلی المذہب تھے۔ اگر رفع الیدین منسوخ و منع ہوتی تو آپ نہ تو خود اس پر عامل ہوتے اور نہ اس کا فتویٰ دیتے۔ پس امید ہے جو احباب حضرت شیخ جیلانیؒ سے سچی عقیدت رکھتے ہیں وہ اس فتویٰ جیلانیؒ پر ضرور عامل ہوں گے۔ واللہ الموفق والهادی۔

علماء احناف اور مسئلہ رفع یدین

احناف ہمیشہ مسئلہ رفع یدین میں اہل حدیث (کثر اللہ سوادھم) کی مخالفت کرتے ہیں اپنے مذہب اور امام کی تقلید کی وجہ سے حدیث رسول ﷺ کی پرواہ نہیں کرتے۔ حمیت مذہبی کی وجہ سے بیسیوں احادیث کو جواب دیتے ہیں۔ اگر خود عمل نہ کرتے، تو اتنا ہی تھا کہ ثواب سے محروم رہتے۔ مگر آفت تو یہ ہے کہ بعض مقلدین اس سنت کو بنظر حقارت دیکھتے ہیں اور رفع الیدین کرنے والوں کو مطعون کرتے کراتے ہیں اور اس کے باوجود بعض منصف مزاج علمائے احناف نے واضح طور پر رفع یدین کی پر زور حمایت کی ہے۔ ذیل میں چند ایک علماء کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

عصام بن یوسفؒ

عصام بن یوسف بواسطہ ابویوسف، امام ابوحنیفہؒ کے پوتا شاگرد ہیں مولانا عبدالحیؒ ان کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: کان یرفع یدیه عند الرکوع وعند رفع الرأس منه (باوجود حنفی ہونے کے پھر بھی) وہ رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ (الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة مطبوعہ یوسفی لکھنو ص ۴۸)

Marfat.com

مولانا عبدالحیؒ فرماتے ہیں "اگر کوئی حنفی کسی مسئلہ میں اپنے امام ابوحنیفہؒ کا ساتھ چھوڑ کر صحیح حدیث پر عمل کرنے لگے تو اس سے اس پر غیر مقلد ہونے کا الزام ہرگز عائد نہیں ہو سکتا اور نہ وہ حنفیت سے خارج ہوگا کیونکہ عصام بن یوسف کو ابوحنیفہؒ کے خلاف رفع الیدین سے نماز پڑھنے پر بھی حنفیوں میں ہی شمار کیا گیا ہے۔" (فوائد البہیہ' ص' ۹۸)

ابو جعفر احمد بن اسحاقؒ

ابو جعفر احمد بن اسحٰق بن بھلول فرماتے ہیں:

کان مذھبی مذھب أھل العراق فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی النوم یصلی فرأیتہ یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم اذا رکع ثم اذا رفع رأسہ من الرکوع

(دارقطنی ص ۱۱۰، ج۱)

میں پہلے عراقی خیال (حنفی) کا تھا۔ پھر میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو تحریمہ کے ہمراہ نیز رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا' تو اسی وقت سے اپنا سابق خیال چھوڑ دیا' اور رفع یدین سے نماز شروع کر دی۔

مولانا عبدالحیؒ

مولانا عبدالحیؒ فرماتے ہیں:

والحق انہ لا شک فی ثبوت رفع الیدین عند الرکوع والرفع منہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکثیر من اصحابہ بالطرق القویۃ والاخبار الصحیحۃ

(سعایۃ مطبوعۃ مصطفائی ص ۲۱۳، ج۱)

رکوع جاتے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین ایک ایسی سنت نبویؐ ہے' جو صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اکثر صحابہ کرامؓ کا اس پر عمل بھی ہے۔

نیز انہی مولانا صاحب نے اپنے فتاویٰ' ص ۲۸۶' ج ۱ مطبوعہ یوسفی لکھنؤ میں اس سنت نبویؐ کے غیر منسوخ ہونے پر صاف تصریح فرمائی ہے۔ نیز موطا کی شرح میں فرماتے ہیں

Marfat.com

واما دعوی نسخه كما صدر عن الطحاوی مغترا بحسن الظن بالصحابة التاركين وابن الهمام والعينى وغيرهم من اصحابنا فليست بمبرهن عليها بما يشفى العليل ويروى الغليل (التعليق الممجد حاشية مؤطا امام محمد ص ۷۹)

نسخ رفع کا دعوی بوجہ حسن ظن بعض صحابہؓ سے جو تارک رفع تھے جیسا طحاوی' عینی' ابن ہمام وغیرہ نے کیا ہے یہ دعوی بادلیل نہیں جو سائل اور معترض کی تشفی کر سکے۔

علامہ سندھیؒ

علامہ سندھی فرماتے ہیں "جو شخص یہ کہتا ہے کہ حدیث ترک رفع یدین' حدیث رفع یدین کی ناسخ ہے اس کا قول بلا دلیل ہے بلکہ اگر مسئلہ رفع یدین میں نسخ فرض کیا جائے' تو معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہئے جو احناف کہتے ہیں کیونکہ مالک بن حویرثؓ اور وائل بن حجرؓ (صحابی) رفع یدین کے راوی ہیں اور انہوں نے آخر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی ہے جیسا کہ یہ امر حنفیہ کو بھی تسلیم ہے۔ کیونکہ وہ حدیث جلسہ استراحت کا جواب دیتے ہوئے جس کے راوی مالک بن حویرثؓ ہیں' کہتے ہیں کہ یہ آپؐ کا فعل آخری عمر میں کبرسنی پر محمول ہے یعنی آپ قصداً" نہیں بیٹھے تھے۔ پس ایک ہی راوی کی حدیث کو ایک وقت مسئلہ رفع الیدین میں اول الامر پر محمول کرنا اور منسوخ ٹھہرانا اور اسی راوی کی دوسری حدیث جلسہ استراحت کی (جو اپنے مذہبی مسئلہ کے موافق ہے) اس کو آخر عمر کبرسنی پر محمول کرنا کیا صریح تناقض (اور تعصب مذہبی کا ثبوت) نہیں ہے؟ بلکہ حدیث عدم رفع یدین کی اس لائق ہے کہ اس کو منسوخ کہا جائے۔ لیکن (علی سبیل التنزل) میرے نزدیک دونوں امر مسنون ہیں تاہم حدیث رفع یدین کی بہت قوی اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے (لہٰذا رفع ہی کو ترجیح ہے)

(حاشیہ ابن ماجہ للسندی' طبع مصر' ص ۲۸۳' ج ۱)

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی حنفیؒ فرماتے ہیں "وقت رفتن برکوع و سر برداشتن ازاں رفع یدین نزد ابی حنیفہ سنت نیست۔ لیکن اکثر فقہاء و محدثین اثبات آں

می کنند۔" (ملابدمنہ فارسی، ص ۴۸)

رکوع جاتے اور اس سے اٹھتے وقت رفع یدین امام ابو حنیفہؒ سنت نہیں مانتے، لیکن اکثر فقہاء و محدثین اس کے مسنون ہونے کے قائل ہیں۔

مولانا انور شاہؒ کشمیری

مولانا انور شاہ صاحب فرماتے ہیں:

وقد ثبت الرفع والترك تواترًا ، لا يمكن لاحد انكار احدهما لكن تواتر العمل لا تواتر الاسناد (العرف الشذی حاشیه ترمذی ص ١٢٤)

رفع یدین اور ترک رفع یدین دونوں تواترا" ثابت ہیں کسی کو اس کے انکار کی گنجائش نہیں لیکن تواتر عملی ہے۔ تواتر اسنادی نہیں۔

میں کہتا ہوں شاہ صاحب کا ترک رفع کو تواتر عملی کہنا اپنے مذہب کی بے جا حمایت ہے ورنہ صحابہؓ و تابعینؒ سے صحیح سند کے ساتھ ترک رفع ثابت نہیں۔ ہاں احناف کے نزدیک ترک رفع عملی طور سے ضرور ہے تاہم غنیمت ہے کہ صدر مدرس مدرسہ دیوبند نے رفع یدین کو تواتر عملی تسلیم کر لیا اور منسوخ ہونے کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ لفظ **لا يمكن لاحد انكار احدهما** فرما کر احناف کو ملامت فرما رہے ہیں بلکہ آپ نے تو یہاں تک لکھا ہے:

ترك السنة بقدر زائد على ما تركه النبى صلى الله عليه وسلم لا يخلوا عن اثم (العرف الشذی ص ١٢)

یعنی سنت کا ترک اس مقدار سے زائد کرنا۔ جتنی مدت رسول اللہ ﷺ نے اس کو کیا ہے گناہ سے خالی نہیں۔

بناء بریں کہاں ہیں وہ احناف جو رفع یدین کو سنت تسلیم کرتے ہوئے تمام عمر تک رفع یدین نہیں کرتے۔ کیا وہ بقول شاہ صاحب گناہ سے بری ہو سکتے ہیں؟ **فالی الله المشتکی**

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سوال: اگر کوئی غیر مقلد ہمارے پاس جماعت میں کھڑا ہو رفع یدین، آمین کرتا ہو، تو اس کے پاس کھڑے ہونے سے ہماری نماز میں تو کچھ خرابی نہ آئے گی یا ہماری نماز میں کچھ واقع نہ ہوگا؟

الجواب: کچھ خرابی نہیں آئے گی۔ ایسا تعصب اچھا نہیں وہ بھی عامل بحدیث ہے۔ اگرچہ نفسانیت سے کرتا ہے مگر فعل تو فی حدذاتہ درست ہے۔ (ص ۶، ج ۱، طبع قدیم)

واضح رہے کہ مولانا موصوف کا لفظ "نفسانیت" بڑھا کر جواب دینا کسی مصلحت پر مبنی ہے۔ کیونکہ بعض لوگ جن کو تعصب مذہبی ہوتا ہے، وہ عامل بالحدیث کو ایسے کلمات نفسانیت وغیرہ کہہ دیتے ہیں۔ اس لئے آپ نے جواب میں تصریح کر دی کہ اگر یہ فعل جو سنت نبویؐ ہے، نفسانیت کی بناء پر بھی کرے، تو بھی اس کو روکنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یوں کی جاسکتی ہے کہ کسی کام میں کسی شخص کی اگر نیت بد ہے، تو خدا سے بدلہ پائے گا۔ اسی لئے ایسی بدظنی پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہؓ کو ایک وعید سنائی تھی۔ جب ان کے ہاتھ سے ایک نومسلم شخص خطاءً قتل ہو گیا تو آپ نے فرمایا اشققت قلبه (صحیح مسلم) کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ اس نے یہ کلمہ اسلام اپنے مال بچانے کے لئے پڑھا تھا۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ امور اسلام میں کسی مسلم بھائی پر بدظنی نہ کرے

احادیث رفع الیدین متواتر ہیں

حضرت مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ دہلوی فرماتے ہیں:

اعلم انه لما ثبت رفع اليدين فى المواضع الاربعة المذكورة بروايات صحيحة ثابتة واثار مرضية راجحة ومذاهب حقة صادقة عن النبى صلى الله عليه وسلم وعن كبراء الصحابة وعظماء العلماء والفقهاء المجتهدين بحيث لا يشوبها نسخ ولا تعارض حتى ادعى بعضهم التواتر ولا اقل من ان يكون مشهورة (الى ان قال) فوضع بما ذكرنا ان ما قالوا ليس بصواب لا ينبغى لاحد ان يصغى اليه ولا يصلح لامرئ من المؤمنين ان يعملوا ويعولوا عليه (تنوير العينين، ص ۳۹ تا ۴۱)

یعنی نبی ﷺ، کبار، صحابہ، اور علماء، فقہاء و مجتہدین سے رفع یدین کرنا چار جگہوں

Marfat.com

میں (بوقت تکبیر تحریمہ اور بوقت رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اور بوقت ابتداء رکعت ثالثہ) احادیث صحیحہ اور آثار پسندیدہ اور مذاہب صادقہ سے ثابت ہے اس طور سے کہ اس میں نسخ اور تعارض کو دخل نہیں بلکہ محدثین نے تو اس کو متواتر کہا تاہم حدیث مشہور سے تو کم نہیں تو منسوخ ہونے کا دعویٰ درست نہیں اور نہ وہ اس قابل ہے کہ اس کی طرف توجہ کی جائے اور نہ اس لائق ہے کہ کوئی مومن اس پر عمل اور اعتماد کرے۔

علامہ سندھیؒ فرماتے ہیں:

فی الرفع المذکور اربع مائة خبر بین مرفوع واثر علی ما قاله مجدالدین الفیروز آبادی فی السفر فالحدیث متواتر معنی رواه خمسون من الصحابة فیهم العشرة المبشرة علی ما قال العراقی فی شرح التقریب وعده السیوطی من جملة الاحادیث المتواترة فی کتابه المسمی بالازهار المتناثرة ونسبه الی روایة ثلثة وعشرین من الصحابة (دراسات اللبیب ص ١٦٩، ١٧٠ طبع لاهور)

بقول علامہ مجدالدین فیروز آبادی رفع یدین کے اثبات میں چار سو احادیث و آثار مروی ہیں۔ بلکہ حدیث رفع یدین معنیٰ متواتر ہے اس کو پچاس صحابہ نے روایت کیا ہے ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں جیسا کہ علامہ عراقی نے شرح تقریب میں ذکر کیا ہے اور علامہ سیوطیؒ نے بھی اپنی کتاب "الازهار المتناثرة فی الاخبار المتواترة" میں اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے اور تیس صحابہ کی طرف اس کو منسوب کیا ہے۔

قومہ

رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کو "قومہ" کہا جاتا ہے۔ اس میں بھی اطمینان ضروری ہے بدن سیدھا ہو جائے۔ سب اعضاء اپنے ٹھکانے پر آجائیں۔ جو لوگ سیدھے کھڑے نہیں ہوتے ان کی نماز نہیں ہوتی۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رکوع سے اٹھتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ یہاں تک کہ پیٹھ کی ہڈی اپنی جگہ پر واپس آجاتی" (بخاری ص ۱۱۰، ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

Marfat.com

لا ينظر الله الى صلوة رجل لا يقيم صلبه بين ركوعه وسجوده (احمد)
اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا' جو اپنے رکوع اور سجدے کے درمیان اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔

قومہ کی دعائیں

جب نمازی رکوع سے اٹھے' تو کندھوں یا کانوں تک رفع الیدین کرے اور مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے جو چاہے' پڑھے۔

مقتدی اور امام رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (جس نے اللہ کی تعریف کی' اللہ نے اس کی تعریف سن لی) کہیں اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (اے اللہ! ہمارے پروردگار تیرے ہی واسطے سب تعریف ہے۔ کہیں (فتح الباری' ص ۱۸۳' ج ۲)

اگر امام پہلا کلمہ کہے اور مقتدی دوسرا کہدے۔ یہ بھی درست ہے۔ حدیث شریف سے دونوں باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔ حضرت رفاع بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔ جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا تو پیچھے سے ایک آدمی نے یوں دعا پڑھی

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ

اے رب! تیرے ہی لئے حمد ہے بہت زیادہ پاکیزہ' اور بابرکت

جب نبی ﷺ نے سلام پھیرا' تو دریافت فرمایا ابھی کون شخص بولا تھا؟ اس آدمی نے عرض کیا' میں تھا۔ یا رسول اللہ! نبی ﷺ نے فرمایا ابھی میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو اس دعا کی طرف لپکتے ہوئے دیکھا کہ کون اسے سب سے پہلے لکھتا ہے۔

(بخاری' ص ۱۱۰' ج ۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمَا

اے اللہ ہمارے پروردگار! تیرے لئے اس قدر حمد ہے جس قدر آسمان اور زمین

Marfat.com

بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

بھر جائیں۔ اس کے بعد جو تو چاہے وہ بھی بھر جائیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے' تو یہ دعا پڑھتے

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا

اے اللہ ہمارے پروردگار! تیرے ہی لئے حمد ہے۔ آسمانوں بھر اور زمین بھر' ہر اس چیز بھر جسے

شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ

تو اس کے بعد چاہے۔ اے ثناء اور بزرگی کے مالک! یہی چیز ہے جس کا کہنا بندے پر سب سے

الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ

زیادہ حق ہے اور ہم میں سے ہر ایک تیرا بندہ ہے جس چیز کو تو روکے اسے دینے والا کوئی نہیں

وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

اور جسے تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور کسی بڑائی والے کو تیرے پاس اسکی بڑائی کام نہیں دے سکتی

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا

اے اللہ! تیرے ہی لئے حمد ہے آسمان بھر' زمین بھر اور ہر اس چیز بھر جو تو اس کے بعد چاہے

شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ

اے اللہ! مجھے برف' اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک کردے' اے اللہ! تو مجھے گناہوں

الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَنَقِّنِيْ مِنْهَا كَمَا

سے پاک کردے۔ اور اس طرح پاک و صاف کردے جس طرح سفید کپڑا میل

يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ

سے پاک صاف کیا جاتا ہے

Marfat.com

سجدہ کی فضیلت

معدان بن طلحہؒ تابعی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور خادم خاص حضرت ثوبانؓ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے عرض کی کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ مجھے جنت عطا فرمادے۔ انہوں نے خاموشی اختیار فرمائی اور میری بات کا کوئی جواب نہ دیا میں نے دوبارہ وہی سوال کیا انہوں نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا اور سکوت اختیار فرمایا۔ اس کے بعد تیسری مرتبہ میں نے پھر وہی سوال کیا' تو انہوں نے فرمایا کہ یہی سوال میں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا' تو آپؐ نے فرمایا تھا کہ تم اللہ کے حضور میں سجدے زیادہ کیا کرو' جو سجدہ بھی تم اللہ کے لئے کرو گے اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارا درجہ ضرور بلند کرے گا اور تمہارا کوئی نہ کوئی گناہ اسی وجہ سے ضرور معاف ہو گا۔ (مسلم' ص ۱۹۳' ج ۱)

ربیعہ بن کعب اسلمیؓ جو اصحاب صفہ میں سے تھے اور سفر و حضر میں اکثر رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص کی حیثیت سے آپ کے ساتھ رہتے تھے' بیان فرماتے ہیں کہ "ایک رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور آپ کی خدمت میں تھا (جب آپؐ تہجد کے لئے رات کو اٹھے) تو میں وضو کا پانی اور دوسری ضروریات لے کر حاضر خدمت ہوا' تو آپ نے خوش ہو کر مجھ سے فرمایا "ربیعہ کچھ مانگو" (آپ کا مطلب یہ تھا کہ تمہارے دل میں اگر کسی خاص چیز کی چاہت اور آرزو ہو تو اس وقت مانگ لو میں اللہ سے اس کے لئے دعا کروں گا اور امید ہے کہ وہ تمہاری مراد پوری کردے گا) ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے عرض کیا

"میری مانگ یہ ہے کہ جنت میں آپؐ کی رفاقت نصیب ہو آپؐ نے فرمایا یہی یا اس کے سوا کچھ اور؟ میں نے عرض کیا میں تو بس یہی مانگتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو اپنے اس معاملہ میں سجدوں کی کثرت کے ذریعہ میری مدد کرو" (مسلم' ص ۱۹۳' ج ۱)

مقربین بارگاہ خداوندی پر کبھی کبھی ایسے احوال آتے ہیں کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت رحمت حق متوجہ ہے اور جو کچھ مانگا جائے امید ہے کہ انشاء اللہ مل ہی جائے گا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے ربیعہ بن مالکؓ کی

Marfat.com

خدمت سے متاثر ہو کر ان سے فرمایا کہ "سل" (جس چیز کی تمہیں چاہت ہو' وہ مانگو) غالباً وہ کوئی ایسی ہی گھڑی تھی۔ لیکن جب انہوں نے اس کے جواب میں جنت میں رسول اکرم ﷺ کی رفاقت مانگی اور مکرر دریافت کرنے پر بھی یہی کہا کہ مجھے تو بس یہی چاہئے اس کے سوا کچھ نہیں' تو آپؐ نے ان سے فرمایا کہ **فاعنی علیٰ نفسک بکثرۃ السجود** (یعنی پھر اپنے اس معاملے میں میری مدد کرو سجدوں کی کثرت کے ذریعہ) گویا اس ارشاد کے ذریعہ آپؐ نے ان کو بتایا کہ تم جو جنت میں میری رفاقت چاہتے ہو تو یہ بہت بلند درجہ اور عظیم مرتبہ ہے میں تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا کرتا ہوں اور کروں گا لیکن اتنا بلند مقام حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم بھی اس کا استحقاق پیدا کرنے کے لئے عملی کوشش کرو اور وہ خاص عمل جو اس منزل تک پہنچانے میں خصوصیت کے ساتھ مددگار ہو سکتا ہے۔ اللہ کے حضور میں سجدوں کی کثرت ہے لہٰذا اس کا خاص اہتمام کر کے اپنے اس معاملہ میں میری مدد کرو اور اپنے عمل سے دعا کو قوت پہنچاؤ۔

سجدے سے شیطان روتا ہے

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب آدم کا بیٹا سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر روتا ہوا کہتا ہے ہائے مصیبت! آدم کے بیٹے کو سجدے کا حکم دیا گیا۔ اس نے سجدہ کیا' وہ جنتی ہو گیا اور مجھے سجدے کا حکم ہوا' تو میں نے نافرمانی کی اور میں جہنمی ہو گیا۔ (مشکوٰۃ' ص ۸۴' ج ۱)

سجدے کی حالت میں بندہ خدا کے بہت قریب ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اقرب ما یکون العبد من ربه وهو ساجد فاکثروا الدعاء

(صحیح مسلم ص ۱۹۱، ج ۱)

سجدے کی حالت میں بندہ خدا کے بہت قریب ہوتا ہے (بحالت سجدہ) بکثرت دعا کیا کرو۔

سجدہ سے درجات میں بلندی اور گناہوں سے معافی!

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی بندہ اللہ کے لئے سجدہ کرتا ہے تو (اس کے بدلے) اللہ تعالیٰ (بندے) کے لئے ایک نیکی لکھ دیتے اور ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔ پس بکثرت سجدے کیا کرو" (ابن ماجہ، ص ۱۰۴، ج ا)

سجدے کی حالت خدا کو محبوب ہے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من حالة يكون العبد عليها احب الى الله من ان يراه ساجدا يعفر وجهه بالتراب (تحفة الذاكرين ص ۱۲۸، طبراني في الاوسط)

بندے کی کوئی حالت خدا کو اتنی پیاری نہیں ہے، جتنی سجدہ کی حالت کہ وہ بندہ کو اپنے سامنے پیشانی خاک میں لٹاتا ہوا دیکھے۔

خدائے ذوالجلال کو عاجزی وانکساری بہت پسند ہے اور بندہ جب اپنے بدن کے سب سے اشرف اور بہتر حصے کو اس کے سامنے مٹی میں لٹا رہا ہے تو اس سے زیادہ عاجزی اور کیا ہوگی اس لئے یہ حالت اسے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

سجدہ کی دعائیں

قومہ، اطمینان سے ادا کرنے کے بعد "اللہ اکبر" کہہ کر سجدے میں چلے جائیں اور اپنے رب کی بارگاہ میں سر رکھ کر التجائیں کرنا شروع کر دیں اور مندرجہ ذیل ادعیہ میں سے جو یاد ہوں، پڑھیں۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى

میرا برتر پروردگار پاک ہے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ

پاک و برتر ہے تو اے اللہ! ہمارے رب حمد و تعریف کا مستحق ہے۔ اے اللہ میری مغفرت فرمادے

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ

پاک و برتر بے عیب فرشتوں اور روح الامین کا پروردگار ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ

اے اللہ! میرے چھوٹے' بڑے' پہلے کے' بعد کے'

وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ

کھلے' چھپے' سب گناہ بخش دے

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ

اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی طرف پناہ لیتا ہوں اور تیری سزا سے تیری

عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ

معافی کی پناہ لیتا ہوں اور تیری پکڑ سے بس تیری ہی پناہ لیتا ہوں۔ میں تیری ثناء وصفت پوری

كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

طرح بیان نہیں کر سکتا جیسا کہ تو نے خود اپنی ذات کے بارہ تعریف فرمائی ہے

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ

اے اللہ! میں نے تیرے لئے سجدہ کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے لئے فرمانبردار ہوا۔ میرے

وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ

چہرہ نے اس کے لئے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اس کی آنکھیں اور

اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

کان بنائے۔ بابرکت ہے اللہ' بہترین پیدا کرنے والا

ان مذکورہ دعاؤں کے علاوہ سجدہ اور رکوع میں اور بھی دعائیں احادیث میں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر توفیق دے اور ان مبارک دعاؤں کا مطلب آدمی سمجھتا ہو تو رکوع اور سجدہ میں یہ دعائیں بھی کبھی کبھی پڑھنی چاہئیں۔ خاص کر نوافل میں آدمی کو اختیار ہے کہ جتنا لمبا چاہے رکوع وسجدے کرے ہاں فرض نمازوں میں امام کو اس کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے کہ کمزور مقتدیوں کو تکلیف اور گرانی نہ ہو۔

Marfat.com

سجدہ میں جانے اور سجدہ سے اٹھنے کی ہیئت

قومہ سے نمازی آرام کے ساتھ سجود کی طرف جھکے اور "اللہ اکبر" کہے اور پہلے ہاتھ زمین پر رکھے، پھر گھٹنے یا پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ دونوں امر درست ہیں لیکن ترجیح پہلی صورت کو ہی ہے۔

سجدہ کے آداب

سجدہ میں مندرجہ ذیل باتوں کا خیال نہایت ضروری ہے۔

بازوؤں کا پہلوؤں سے دور رکھنا اور کہنیوں کا اٹھانا

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ جب سجدہ فرماتے، تو اپنے دونوں بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے، یہاں تک کہ آپ کی بغلیں ظاہر ہو جاتیں" (بخاری، ص ۱۱۲، ج ۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "جب تم سجدہ کرو، تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھو اور کہنیوں کو اوپر اٹھاؤ" (مسلم، ص ۱۹۴، ج ۱)

لیکن اس بارے میں اعتدال بھی ضروری ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "سجدہ میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی شخص کتے کی طرح اپنے بازوؤں کو نہ پھیلائے" (بخاری، ص ۱۱۳، ج ۱، مسلم، ص ۱۹۳، ج ۱)

ہاتھوں کی انگلیوں کا آپس میں ملانا

رکوع کے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھنا چاہئے اور سجدہ میں آپس میں ملا لینا چاہئے۔ چنانچہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ

كان اذا سجد ضم اصابعه (مستدرك حاكم ص ۲۲۷، ج ۱)

"جب سجدہ فرماتے، تو انگلیوں کو آپس میں ملا لیتے"

ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا قبلہ رخ رکھنا

حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب سجدہ فرماتے، تو اپنے بازوؤں کو نہ زمین پر بچھائے ہوئے رکھتے اور نہ کھینچے ہوئے آپ اپنے دونوں پاؤں کی

Marfat.com

انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے۔ (بخاری' ص ۱۱۲' ج ۱)

پیٹ کا رانوں سے دور رکھنا

حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"جب نبی اکرم ﷺ سجدہ فرماتے تو اپنی دونوں رانوں کو پھیلا لیتے' اس طرح کہ آپ کا پیٹ رانوں کے کسی حصہ پر نہ ہوتا" (ابوداؤد' ص ۱۱۴' ج ۱)

دونوں ہاتھوں کا کندھوں یا کانوں کے برابر رکھنا

اس بارے میں دونوں طرح کی احادیث موجود ہیں اور دونوں امر جائز ہیں۔

(ملاحظہ ہو تحفۃ الاحوذی' ص ۲۳۲' ج ۱)

سجدہ کے اعضاء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

امرت ان اسجد علی سبعة اعظم علی الجبهة والیدین والرکبتین واطراف القدمین ولا نکفت الثیاب والشعر (بخاری ۱۱۲، ج ۱ - مسلم ص ۱۹۳، ج ۱)

مجھے حکم ملا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے) کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کروں (یعنی سجدہ اس طرح کروں کہ یہ سات عضو زمین پر رکھے ہوں) پیشانی' دونوں ہاتھ' دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے کنارے اور یہ بھی حکم ہے) کہ ہم اپنے کپڑے اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔

یہ سات اعضاء جن کا حدیث میں ذکر ہے "اعضاء سجود" کہلاتے ہیں۔ سجدے میں ان کو زمین پر ٹکنا چاہئے۔ بعض آدمی سجدے میں جاتے ہوئے اس کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے کپڑوں اور بالوں کو خاک آلودگی سے بچائیں۔ یہ بات چونکہ سجدے کی غایت اور روح کے منافی ہے اس لئے اس سے منع فرمایا گیا ہے۔

سجدہ میں ناک کو زمین پر لگانا

سجدہ کی حالت میں ناک کو بھی پیشانی کے ساتھ ہی زمین پر لگانا چاہئے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

امرت ان اسجد علی سبعة اعظم الجبهة واشار بيده علی انفه

(مسلم ص ۱۹۳، ج ۱)

مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی اور (اس کے ساتھ ہی آپؐ نے) ناک کی طرف اشارہ کیا۔

جلسہ اور اس کی مسنون دعائیں

پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھ جایئے۔ بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دایاں پاؤں بدستور کھڑا رکھئے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر دو زانو ہو کر بیٹھ جایئے اور دونوں ہاتھ دونوں رانوں پر رکھئے۔ رسول اللہ ﷺ کا قومہ اور جلسہ بھی رکوع اور سجود کے موافق ہی ہوا کرتا تھا۔ بعض لوگ دو سجدوں کے درمیان سیدھے ہو کر اطمینان سے نہیں بیٹھتے اور جانوروں کی ٹھونگوں کی طرح سجدے پر سجدہ کرتے ہیں اس طرح نماز نہیں ہوتی۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسے طریق سے منع فرمایا ہے۔ مندرجہ ذیل دعائیں جلسہ میں پڑھنی چاہئیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ

اے اللہ! میری بخشش فرما، مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت دے اور مجھے روزی عنایت کر میرے نقصان کی تلافی کر اور میرا مقام اونچا کر دے

۲- رَبِّ اغْفِرْلِیْ

اے میرے اللہ! مجھے بخش دے۔

کتنی پیاری پیاری دعائیں ہیں لیکن ہمارے ہاں لوگ اپنے آپ کو اہل سنت کہلا کر بھی سنت رسولؐ پر عمل کرنے سے کتراتے ہیں کاش کہ لوگ ان دعاؤں کو یاد کریں اور سنت رسول پر عمل کر کے محب رسولؐ ہونے کا ثبوت دیں۔

دوسرا سجدہ

جب جلسہ اور اس کی دعاؤں سے فارغ ہوں تو پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں جایئے اور پہلے سجدہ کی طرح دوسرا سجدہ بھی کیجئے۔ دوسرا سجدہ کرنے کے بعد ایک رکعت مکمل ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

جلسہ استراحت

اب دوسری رکعت کے لئے اٹھنا ہے یاد رکھیں کہ دوسرے سجدہ سے فارغ ہوتے ہی ایک دم اٹھ کھڑا ہونا صحیح نہیں کیونکہ یہ خلاف سنت ہے بلکہ اطمینان سے بیٹھ کر پھر اٹھنا چاہئے اس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں

"جلسہ استراحت سنت صحیحہ ثابتہ ہے صحیح بخاری اور احادیث کی دوسری کتابوں میں نبی اکرم ﷺ کے فعل سے ثابت ہے"(کتاب الاذکار، ص ۴۳)

نبی اکرم ﷺ سے اس کی صورت ابو حمید ساعدیؓ کی روایت میں یہ ہے:

ثم يقول الله اكبر ويثنى رجله اليسرى فيقعد عليها ثم يعتدل حتى يرجع كل عظيم الى موضعه ثم ينهض (مشكوة ص ٧٦، ج١)

پھر (رسول اللہ ﷺ) اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے پھر سیدھے ہو جاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی۔ پھر دوسری رکعت کے لئے اٹھتے۔

اٹھنے کی کیفیت

جلسہ استراحت اطمینان سے کرنے کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ دونوں پاؤں کے اگلے حصوں کے بل کھڑے ہوتے یعنی ایڑیاں زمین پر نہ لگاتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے زمین پر ہاتھ ٹیک کر کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے (الرحمۃ المہداۃ فصل رابع، مشکوۃ)

الغرض کھڑے ہونے کے وقت گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر زمین پر ایڑیاں لگائے بغیر کھڑے ہونا چاہئے۔ جو لوگ ایڑیاں لگا کر ہاتھ زمین پر ٹکا کر گھٹنے کھڑے کر کے ممنوع اقعاء کی صورت میں کھڑے ہوتے ہیں وہ حدیث کا خلاف کرتے ہیں۔ (تعلیم الصلوۃ، حصہ اول، ص ۴۱)

اقعاء الکلب کی تشریح

نماز عبادت بلکہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اس کے لئے قیام، قعود اور رکوع و سجود کی وہ شکلیں مقرر کی گئی ہیں جو عبادت اور بندگی کی بہترین اور مکمل ترین تصویر ہیں اور ان نامناسب شکلوں سے خصوصیت کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے جس میں استکبار یا بے

پرواہی یا بد منظری کی شان ہو یا کسی بد فطرت مخلوق کی ہیئت سے مشابہت ہو' اس اصول کے تحت رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ سجدے میں آدمی کلائیاں زمین پر اس طرح بچھادے جس طرح کتے اور بھڑیئے وغیرہ درندے بچھا کر بیٹھتے ہیں اور اسی اصول کے تحت آپؐ نے اس طرح بیٹھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ جس کو ایک حدیث میں شیطان کی "بیٹھنی" اور دوسری حدیث میں کتے کی "بیٹھنی" سے تعبیر فرمایا ہے شارحین حدیث نے اس کی تشریح دو طرح سے کی ہے

۱۔ ایک یہ کہ اپنے چوتڑوں کو زمین پر رکھے اور پنڈلیوں کو کھڑا کرے اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ دے' جیسے کہ کتا بیٹھتا ہے۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ سجدے سے اٹھ کر بائیں پاؤں کو زمین پر نہ بچھائے' بلکہ دونوں پاؤں پنجوں کے بل کھڑے کر کے ان کی ایڑیوں پر اپنے چوتڑ رکھ کر بیٹھے۔

تنبیہ

واضح رہے کہ یہ ممانعت صرف اس صورت میں ہے جب کہ بغیر کسی مجبوری کے آدمی ایسا کرے۔ اگر بالفرض کسی کو کوئی خاص مجبوری ہو (مثلاً بڑھاپا' کمزوری وغیرہ) تو وہ معذور ہے اور اس کے حق میں بلا کراہت جائز ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق مروی ہے کہ ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف رہتی تھی جس کی وجہ سے وہ بطریق مسنون قعدہ نہیں کرسکتے تھے۔ اس لئے کبھی کبھی اس طرح بھی بیٹھ جاتے تھے۔ بہرحال اگر کوئی معذور ہو تو اس طرح بھی بیٹھ سکتا ہے۔ ورنہ عام حالات میں اور بلا عذر نماز میں اس طرح بیٹھنے کی ممانعت ہے۔

دوسری رکعت

کھڑے ہونے کے بعد بدستور سابق پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت پڑھیں۔ دعائے استفتاح (اللھم باعد بینی یا سبحانك اللھم وغیرہ) نہ پڑھیں صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' سورۂ فاتحہ اور قراءت کر کے دوسری رکعت پوری کیجئے۔

تعوذ پڑھنا

دوسری رکعت میں اعوذ باللہ پڑھنے میں اختلاف ہے۔ صریح روایت کسی طرف نہیں آئی اگر کوئی پڑھنا چاہے تو اس بنا پر پڑھ سکتا ہے کہ قرآن پڑھنے کے وقت اعوذ پڑھنا قرآن میں آیا ہے۔

تشہد

جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے سر اٹھائیں تو دایاں پاؤں کھڑا کریں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اس طرح رکھیں کہ گھٹنا پورے ہاتھ کی گرفت میں آجائے اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں کا حلقہ بنا کر تسبیح کی انگلی کو اٹھائیں پھر تسلی سے بیٹھ جائیں اور یہ تشہد پڑھیں۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

ساری تعریفیں' ساری عبادتیں اور سارے پاکیزہ کلمات' اللہ کے لئے ہیں۔ سلام

اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى

ہو آپ پر اے نبی! اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر' اور سلامتی ہو ہم پر اور

عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ

اللہ کے سارے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور

اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں

تشہد کے لئے احادیث میں اور الفاظ بھی مروی ہیں۔ لیکن یہ الفاظ بہت جامع ہیں اور ساری امت کا معمول ہیں گو دوسرے الفاظ سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ مندرجہ بالا

Marfat.com

الفاظ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہیں چنانچہ امام ترمذیؒ اس کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں "تشہد کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے۔ صحابہؓ اور تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔" (ترمذی' ص ۳۸' ج ۱)

امام بزار فرماتے ہیں "یہ حدیث تشہد میں سب سے زیادہ صحیح اور اسی پر (تمام لوگوں کا) عمل ہے تقریباً بیس (مختلف) سندوں سے مروی ہے۔" (تحفۃ الذاکرین' ص ۱۲۹' سبل السلام' ص ۱۹۰' ج ۱)

امام مسلم (صاحب الصحیحؒ) فرماتے ہیں:

انما اجمع الناس علی تشہد ابن مسعود لان اصحابہ لا یخالف بعضھم بعضا وغیرہ قد اختلف اصحابہ (سبل السلام ص ۱۹۰، ج ۱)

لوگوں کا تشہد ابن مسعود پر اجماع ہے کیونکہ ان سے روایت کرنے والے سب متفق ہیں۔ اس کے سوا دیگر تشہد کے ناقلین کا اختلاف ہے اسی طرح امام ذہلیؒ اور امام بغویؒ بھی فرماتے ہیں۔

تشہد کی تعلیم کا اہتمام

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کو جو کچھ سکھاتے' بتاتے اور تعلیم دیتے تھے اس میں سب سے زیادہ اہتمام آپؐ قرآن مجید کی تعلیم کا فرماتے تھے۔ لیکن تشہد (التحیات) کی تعلیم و تلقین آپؐ نے اسی خاص الخاص اہتمام سے فرمائی جس اہتمام سے آپؐ قرآن مجید کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ (مشکوۃ' ص ۸۵' ج ۱) ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؐ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ تشہد تعلیم فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیں۔ (مسند احمد ص ۳۷۶ ج ۱)

تشہد میں انگشت شہادت کا اٹھانا

تشہد میں انگشت شہادت کا اٹھانا' رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے تمام فقہاء اور ائمہ حدیث اس سنت پر متفق ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ

ورفع اصبعہ الیمنی التی تلی الابہام فدعا بہا (مسند ص ۲۱۶، ج ۱)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے برابر والی (انگشت شہادت) کو اٹھا کر اس سے اشارہ فرماتے تھے۔

تشہد میں انگشت شہادت کا اٹھانا اور اشارہ کرنا حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ نے بھی روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مذکورہ حدیث کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ انگشت شہادت کے وقت اس اشارے کے ساتھ آپؐ آنکھ سے بھی اشارہ فرماتے تھے اور آپؐ نے اس اشارہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل فرمایا ہے:

لھی اشد علی الشیطان من الحدید (مشکوۃ ص ۸۵، ج۱)

انگشت شہادت کا یہ اشارہ شیطان کے لئے چھری اور تلوار سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

آخری تشہد

آخری تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور بایاں پاؤں دائیں طرف نکال کر کولہے پر بیٹھ جائیں یا دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بائیں کولہے پر بیٹھیں۔ آخری تشہد میں بیٹھنے کا یہ طریقہ حضرت ابوحمید ساعدیؓ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اذا کانت السجدۃ التی فیھا التسلیم اخرج رجلہ الیسری وقعد متورکاً علی شقہ الایسر ثم سلم (مشکوۃ ص ۷۶، ج۱)

پھر جب رسول اللہ ﷺ آخری رکعت پڑھ کر قعدہ اخیرہ کرتے تو اس طرح بیٹھتے کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کر لیتے اور بائیں پاؤں کو (اس کے نیچے سے) آگے کی جانب نکال دیتے اور اپنی سرینوں پر بیٹھ جاتے (جس کو "تورک" کہتے ہیں)۔

یہ طریقہ بلاشبہ سنت ہے جس کو رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کی سنت سے محبت ہے اس کو آخری قعدہ میں "تورک" کرنا چاہئے اور پہلے قعدہ میں بیٹھنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اس کو اصطلاح میں افتراش کہتے ہیں۔

Marfat.com

درود شریف

آخری قعدہ میں بیٹھ کر التحیات پڑھنے کے بعد یہ درود شریف پڑھیں:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

اے اللہ! سلام و رحمت بھیج محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر، جس طرح تو نے رحمت نازل

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

فرمائی ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر، بلاشبہ تو اپنی ذات میں خوبیوں والا اور بڑی شان والا

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ

ہے اے اللہ! برکت نازل فرما محمدؐ پر اور محمدؐ کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ابراہیمؑ پر اور آل ابراہیمؑ پر۔ بلاشبہ تو اپنی ذات میں بڑی خوبیوں والا اور بڑی شان والا ہے

حضرت کعب بن عجرہؓ فرماتے ہیں (جب قرآن پاک کی سورۂ احزاب میں وہ آیت نازل ہوئی جس میں آپؐ پر درود شریف پڑھنے کا حکم ہے تو) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آیت میں ہمیں دو چیزوں کا حکم ہے (یعنی صلوۃ اور سلام) سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا ہے (یعنی ہم السلام علیک ایہا النبی کہتے ہیں) صلوۃ کا طریقہ بھی بتا دیجئے، تو آپؐ نے مذکورہ بالا درود بتلایا۔ (بخاری ص ۷۰۸، ج ۲)

سورۂ احزاب اور کعب بن عجرہؓ کی اس روایت میں نماز یا غیر نماز کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن ایک دوسرے صحابی حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے اس کی بعض روایات میں سوال کے یہ الفاظ بھی نقل کئے گئے ہیں کیف نصلی علیک اذا نحن صلینا علیک فی صلوتنا (ابن خزیمہ ص ۳۵۲، ج ۱)

حضرت! ہم جب نماز میں آپؐ پر درود پڑھیں تو کس طرح پڑھیں؟

آخری تشہد کی دعائیں

آخری تشہد میں درود شریف کے بعد مندرجہ ذیل دعاؤں میں سے جس قدر یاد ہوں پڑھ لیں۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب جہنم سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں

عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَ

عذاب قبر سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور

اَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ

تیری پناہ چاہتا ہوں فتنہ زندگی اور فتنہ موت سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں

مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

گناہوں اور قرض سے

یہ دعا جیسا کہ ظاہر ہے دنیا و آخرت کے آفات و مصائب اور ہر قسم کی بدبختیوں سے حفاظت کے لئے بڑی جامع ہے اس میں سب سے پہلے جہنم اور عذاب قبر سے پناہ مانگی گئی ہے جو شدید ترین اور ناقابل تصور عذاب اور انسان کی سب سے بڑی بدبختی ہے اس کے بعد دجال کے فتنہ عظیم سے جو اس دنیا میں برپا ہونے والے فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ ہے جس میں ایمان کا سلامت رہنا بے حد مشکل ہے اس کے بعد علی الاطلاق زندگی اور موت کے سارے فتنوں اور ساری آزمائشوں سے جس میں ہر چھوٹی بڑی بلا ہے۔ قرض دار کی حالت بہت ناگفتہ بہ ہوتی ہے قرضدار ذلت کی زندگی گزارتا ہے۔ رسولِ خدا جب جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لے جاتے تو پہلے دریافت کرتے کہ میت مقروض تو نہیں ہے اگر جواب دیا جاتا "نہیں"! تو آپؐ جنازہ پڑھ لیتے اور اگر میت مقروض ہوتی تو آپؐ جنازہ نہ پڑھتے اور فرماتے "جاؤ! تم پڑھو"

ایک شخص نے پوچھا "حضرت! آپ قرض سے اتنی پناہ کیوں مانگتے ہیں؟" تو فرمایا "کہ جب آدمی قرض لیتا ہے تو جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے" یعنی قرضہ کئی گناہوں کا ارتکاب کرا دیتا ہے اس لئے آپؐ نے قرض سے زیادہ پناہ مانگی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا ہے۔ اور تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کو بخش دے۔

Marfat.com

اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْٓ اِنَّکَ

پس تو مجھے اپنی خصوصی بخشش سے بخش دے اور میرے حال پر رحم فرما۔ بے شک تو بہت ہی

اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

بخشنے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَۃَ عَلَی الرُّشْدِ

اے اللہ! میں نیک کاموں میں تجھ سے پختگی مانگتا ہوں اور بھلائی پر ثابت قدمی چاہتا ہوں اور تیری نعمت کے شکر کا

وَاَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَحُسْنَ عِبَادَتِکَ وَاَسْئَلُکَ قَلْبًا

سائل ہوں تیری بہترین عبادت کا خواہشمند ہوں تجھ سے سلامتی والا دل اور سچی زبان مانگتا ہوں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں

سَلِیْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَّ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَ

جو تیرے علم میں میرے لئے بہتر ہے اور جو چیز تیرے علم میں میرے لئے بری ہے اس سے پناہ چاہتا ہوں نیز ان گناہوں

اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تَعْلَمُ

کی بخشش چاہتا ہوں جنہیں صرف تو ہی جانتا ہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ

اے اللہ! میرے پہلے اور پچھلے پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما دے جو میں نے زیادتی کی اور

وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ

جو میں نے کمی کی، وہ بھی معاف فرما اور وہ بھی جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی لوگوں کو آگے

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ

کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ

اے میرے پروردگار! مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پورا پابند بنا دے اے پروردگار میری دعا قبول فرما اے ہمارے پروردگار

دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو اس روز جب کہ عملوں کا حساب ہونے لگے

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

اے اللہ! ہم تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافی کا سوال کرتے ہیں

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے

عَذَابَ النَّارِ

اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا

تنبیہ

مذکورہ آخری تینوں دعاؤں کے متعلق احادیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ نماز کے آخر میں اور سلام سے پہلے پڑھی جائیں۔ لیکن بخاری شریف کی حدیث جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ "تشہد کے آخر میں نمازی کو جو دعا پسند ہو وہ پڑھ لے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی جامع دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

سید الاستغفار

حدیث میں استغفار کے ایک کلمہ کو رسول اللہ ﷺ نے "سید الاستغفار" بتایا ہے اور اس کی غیر معمولی فضیلت بیان فرمائی ہے اور بلاشبہ اپنے مضمون اور مفہوم کے لحاظ سے بھی وہ ایسا ہی کلمہ ہے۔

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سید الاستغفار" (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے۔

☆ صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ تشہد کے آخر میں نمازی کو جو دعا پسند ہو وہ پڑھے۔ یہ دعا بڑی جامع ہے۔ اس میں اپنے لئے 'اپنی اولاد کیلئے نماز کی پابندی اور ماں باپ اور تمام مسلمانوں کی مغفرت کیلئے دعا مانگتا ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی دعا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ

اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا اور وجود بخشا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں

وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ

تک مجھ عاجز و ناتواں سے ہو سکے گا تیرے ساتھ کئے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم رہوں گا تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے عمل و

شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاِنَّہٗ

کردار کے شر سے میں اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تیری نافرمانیاں کیں اور

لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ

گناہ کئے۔ میرے مالک و مولیٰ تو مجھے معاف کر دے اور میرے گناہ بخش دے۔ تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد کے بعد یہ دعا سکھایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ عَلَی الْخَیْرِ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَ اَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا

اے اللہ! خیر و بھلائی پر ہمارے دلوں کو جوڑ دے اور ہمارے باہمی تعلقات کو

سُبُلَ السَّلَامِ وَ نَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَ جَنِّبْنَا

درست کر دے اور ہمیں سلامتی کی راہوں پر چلا اور ہمیں اندھیروں سے نکال کر روشنی

الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَ مَا بَطَنَ وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ اَسْمَاعِنَا وَ

کی فضا میں لا اور ظاہر و باطن کی ساری گندگیوں سے ہمیں بچا اور دور رکھ' اور ہمارے

اَبْصَارِنَا وَ قُلُوْبِنَا وَ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیَّاتِنَا وَ تُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ

کانوں' ہماری آنکھوں اور ہمارے دلوں اور ہماری بیویوں اور ہماری نسل میں برکت

التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَ اجْعَلْنَا شَاکِرِیْنَ لِنِعْمَتِکَ قَابِلِیْھَا

دے۔ اور ہم پر عنایت فرما تو بڑا عنایت فرما اور مہربان ہے۔ اور ہمیں تو اپنی نعمتوں کا شکر

وَ اَتِمَّھَا عَلَیْنَا

ادا کرنے والا اور شایان شان طریقے پر ان کا استقبال کرنے والا بنا اور نعمتوں کا ہم پر اتمام فرما

Marfat.com

سلام پر نماز کا اختتام

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح نماز کے افتتاح اور آغاز کے لئے کلمہ "اللہ اکبر" تعلیم فرمایا ہے جس سے بہتر کوئی دوسرا کلمہ افتتاح نماز کے لئے سوچا ہی نہیں جاسکتا۔ اسی طرح اختتام کے لئے "السلام علیکم ورحمتہ اللہ" تلقین فرمایا ہے اور بلاشبہ نماز کے خاتمہ کے لئے بھی اس سے بہتر کوئی لفظ نہیں ہو سکتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مفتاح الصلوة الطهور وتحريمها التكبير وتحليلها التسليم (ابوداؤد ص ۱۰، ج۱)

طہارت نماز کی کنجی ہے اور اس کی تحریمہ اللہ اکبر کہنا ہے اور نماز سے فارغ ہونے کا ذریعہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہنا ہے۔

سلام پھیرنے کا طریقہ

سلام پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں طرف منہ پھیر کر "السلام علیکم ورحمتہ اللہ" کہے اور پھر بائیں طرف منہ پھیر کر کہے "السلام علیکم ورحمتہ اللہ"

حضرت وائل بن حجرؓ کی حدیث جو ابوداؤد میں آئی ہے اس میں سلام کے الفاظ کے آخر میں "وبرکاتہ" کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ لہٰذا یہ الفاظ کہنا بھی درست ہے۔

دو طرف سلام پھیرنا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے رسول اللہ ﷺ کو خود دیکھا تھا کہ آپ سلام پھیرتے وقت دائیں جانب اور بائیں جانب رخ فرماتے اور چہرہ انور کو دائیں جانب اور بائیں جانب اتنا پھیرتے کہ ہم رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتے۔ (مسلم ص ۲۱۶ ج۱)

یہی بات الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ سنن اربعہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عمار بن یاسرؓ سے بھی مروی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سلام دونوں طرف پھیرنا چاہئے۔ اس باب میں صحابہؓ کی ایک جماعت سے کئی ایک احادیث مروی ہیں۔

Marfat.com

علامہ عقیلی فرماتے ہیں کہ "دونوں طرف سلام پھیرنے کی بہت سی صحیح احادیث ہیں، لیکن ایک طرف سلام پھیرنے کی ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے اور اس مسئلہ میں ائمہ کا قدرے اختلاف ہے۔ حضرت امام مالکؒ ایک ہی طرف سلام پھیرنے کے قائل ہیں۔ باقی تینوں امام اور جمہور علماء دو سلاموں کے قائل ہیں اور یہی بات زیادہ صحیح ہے"

سلام کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کرنا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف توجہ فرماتے۔ (بخاری، ص ۱۱۷، ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام کو مقتدیوں کی طرف منہ کر لینا چاہئے۔ کیونکہ بلا وجہ لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا تہذیب کے خلاف ہے۔

امام کس طرف سے پھر کر بیٹھے؟

سلام کے بعد امام کے لئے دونوں طرف سے مقتدیوں کی طرف پھرنا جائز و درست ہے۔ خواہ دائیں طرف سے پھرے خواہ بائیں طرف سے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ "تم میں سے کوئی بھی نماز میں شیطان کا حصہ نہ بنا لے یعنی وہ خیال کرے کہ اسے ضرور دائیں طرف سے ہی پھرنا چاہئے۔ میں نے نبی ﷺ کو بار بار دیکھا آپ بائیں طرف سے پھرتے تھے"۔ (بخاری، ص ۱۱۸، ج ۱)

اسی حدیث کے پیش نظر علماء نے کہا ہے کہ جائز چیزوں کو جب ان کے مرتبہ سے بڑھا دیا جائے، تو وہ مکروہ ہو جاتی ہیں۔ ★ اسی طرح جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو یہ خوف معلوم ہوا کہ لوگ دائیں جانب منہ کرنے کو واجب نہ سمجھ لیں، تو آپ نے اس کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ کر دیا اور نبی اکرم ﷺ کا طرز عمل بیان کر دیا۔

★ نماز میں بسم اللہ سری اور جہری دونوں طرح پڑھنا جائز ہے کیونکہ دونوں طرف احادیث موجود ہیں اگرچہ افضل سری پڑھنا ہے۔ اب جو حضرات صرف جہری کو ہی ضروری سمجھتے ہیں اور سری پڑھنے والوں کو طعن و ملامت کرتے ہیں یا بعض نمازی حضرات لقمہ دینا شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اس حدیث کے پیش نظر یہ لوگ یقیناً ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نماز میں شیطان کا حصہ رکھ لیا ہے۔ لہٰذا ایسے حضرات کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔

Marfat.com

سلام کے بعد اذکار مسنونہ

سلام کے بعد نبی اکرم ﷺ سے بہت سی دعائیں اور اذکار مروی ہیں۔ جن کا ورد نمازی کے لئے مسنون ہے۔ ذیل میں چند ایک ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "میں نماز کا خاتمہ "تکبیر" کی آواز سے سمجھ لیتا۔ رسول اللہ ﷺ سلام کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے" (بخاری' ص ۱۱۶' ج ۱)

ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ "جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہوتے تو نبی ﷺ کے زمانہ میں ذکر کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے تھے۔" اس کو ترمذی اور ابن ماجہ کے سوا باقی جماعت نے روایت کیا ہے۔

حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ استغفار فرماتے۔ پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا

اے اللہ! تو ہی سلامتی دینے والا ہے اور سلامتی کا ظہور تجھ سے ہوتا ہے تو برتر'

ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

بزرگ اور بڑائی بابرکت ہے

امام اوزاعیؒ راوی حدیث سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح استغفار پڑھتے تھے تو آپ نے کہا کہ فرماتے

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ (مسلم ص ۲۱۸ ج ۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ نماز سے فارغ ہونے یعنی سلام پھیرنے کے فوراً بعد پہلے اللہ اکبر کہتے۔ پھر تین دفعہ استغفار کرتے۔ یہ دراصل کمال عبدیت ہے کہ نماز جیسی عبادات کے بعد بھی اپنے آپ کو قصور وار اور حق عبادت ادا کرنے سے قاصر و عاجز سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگی جائے۔

Marfat.com

نوٹ: حضرت ثوبانؓ نے رسول اللہ ﷺ سے جو چھوٹی سی دعا نقل کی ہے صحیح روایات میں وہ صرف اتنی ہی وارد ہوئی ہے عوام میں اس دعا کے اندر "ومنک السلام" کے بعد جو یہ اضافہ مشہور ہے۔ والیك یرجع السلام فحینا ربنا بالسلام وادخلنا الجنة دار السلام محدثین نے تصریح کی ہے کہ یہ بعد کا اضافہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ سے فرمایا "اے معاذ! مجھے تجھ سے محبت ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی آپؐ سے محبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم کسی نماز کے بعد ان کلمات کو ترک نہ کرنا۔ ہر نماز کے بعد یہ کلمات ضرور پڑھا کرو۔ ★

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

اے اللہ! تو ہماری مدد فرما اپنی یاد اور شکر کیلئے اور اپنی اچھی بندگی کیلئے

ابو زبیرؒ تابعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے سنا کہ وہ اس منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔ اقتدار اس کا حق ہے حمد و ستائش اسی کیلئے ہے اور وہ ہر

وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا

چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے گناہوں سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت سب اللہ کے ارادہ سے ہے۔ اسکے سوا

نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ اَهْلَ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ لَا اِلٰهَ

کوئی معبود نہیں۔ ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں سب نعمتیں اسی کی ہیں اور فضل و احسان اسی کا ہے اچھی تعریف بھی

اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

اسی کیلئے ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم پورے اخلاص کے ساتھ اسکی بندگی کرتے ہیں اگرچہ منکروں کو کتنا ہی ناگوار ہو

★ مسند احمد میں یہی دعا حضرت ابو ہریرہؓ سے بصیغہ جمع آئی ہے۔ یعنی اللھم اعنا علی ذکرک و شکرک وحسن عبادتک

Marfat.com

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ذکر کیا کرتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا اور یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کی حکومت اور فرمانروائی ہے اور

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا

وہی حمد وستائش کا مستحق ہے اور ہر چیز پر اسکی قدرت ہے۔ اے اللہ! جو کچھ تو کسی کو دے کوئی اسے روکنے والا نہیں اور

مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

جس چیز کے نہ دینے کا فیصلہ کرے کوئی دے سکنے والا نہیں اور کسی سرمایہ دار کو اسکا سرمایہ تجھ سے مستغنی نہیں کر سکتا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ نے مجھے ہر نماز کے بعد قرآن پاک کی آخری دو سورتیں پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ (یعنی قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) (نسائی ص ۱۵۷ ج ۱)

آیت الکرسی

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا ہے اس شخص اور جنت میں صرف موت ہی حائل ہے یعنی فوت ہوتے ہی جنت میں چلا جائے گا" (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ص ۱۸۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے وہ دوسری نماز تک اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے" (فقہ السنۃ ص ۱۷۷ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو بندہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۳ بار پڑھے۔ یہ سب ۹۹ کلمات ہو گئے اور اس کے بعد سو کی گنتی پوری کرنے کے لئے ایک دفعہ کہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ

خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا و یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

بادشاہت ہے وہی قابل تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

تو اس کی سب خطائیں معاف کر دی جائیں گی اگرچہ وہ اپنی کثرت میں سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

ملاحظہ: حضرت ابو ہریرہؓ کی اس حدیث میں تینوں کلموں کا عدد ۳۳ ' ۳۳ بتلایا گیا ہے اور سو کی گنتی پوری کرنے کے لئے ایک دفعہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ 'الخ پڑھنے کے لئے فرمایا گیا ہے لیکن کعب بن عجرہؓ وغیرہ اور بعض دوسرے صحابہؓ کی روایات میں سبحان اللہ اور الحمد للہ ۳۳ ' ۳۳ 'دفعہ اور سو کی گنتی پوری کرنے کے لئے اللہ اکبر ۳۴ دفعہ پڑھنے کی ترغیب و تعلیم بھی وارد ہوئی ہے۔

دونوں طریقے صحیح اور ثابت ہیں نیز یہی تین کلمے اسی تعداد میں سونے کے وقت پڑھنے بھی رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تعوذ کے مندرجہ ذیل کلمات اسی طرح سکھایا کرتے تھے جیسے معلم بچوں کتابت سکھاتا ہے (یعنی نہایت محنت اور کوشش سے) اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں' بزدلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بخل و کنجوسی

وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ

سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں نکمی عمر سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنوں سے اور

فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے

ابوداؤد میں ہے کہ نبی ﷺ نماز کے بعد یہ کلمات کہتے تھے

اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰھُمَّ عَافِنِیْ

اے اللہ! میرے جسم کو تندرست رکھ۔ اے اللہ میرے کانوں کو تندرست رکھ۔

Marfat.com

فِیْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ

اے اللہ میری آنکھ کو تندرست رکھ۔ اے اللہ! میں کفر اور فقر سے تیری پناہ میں آتا

اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ

ہوں۔ اے اللہ میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں

ابو حاتم نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَعِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ

اے اللہ! میرا دین سنوار دے۔ جو میرے ہر کام کا پشت پناہ ہے اور میری دنیا

دُنْیَایَ الَّتِیْ جُعِلَتْ فِیْھَا مَعَاشِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ

سدھار دے۔ جس میں میری معاش مقرر کی گئی ہے اے اللہ! میں تیری رضا کی تیرے

مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ نِقْمَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ

غصہ سے اور تیری عافیت کی تیری سزا سے اور تیری تجھ سے پناہ لیتا ہوں جو چیز تو عطا

مِنْكَ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ

کرے اس کا منع کرنیوالا کوئی نہیں اور جس چیز کو تو نہ دے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور

ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

قہر سے دولتمند کو اس کی دولتمندی کبھی نفع نہیں دیتی

نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا "حضرت! کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ یعنی کس وقت کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: آخری رات کے درمیان (یعنی رات کے آخری حصے میں تہجد کے وقت) اور فرض نمازوں کے بعد" (ترمذی، ص ۱۸۷، ج ۱)

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ

Marfat.com

سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

”اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رخ سامنے ہو۔ ہاتھ الٹے کر کے نہ مانگا کرو اور جب دعا کر چکو تو اٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔(ابو داؤد' ص ۲۱۹' ج ۱)

نوٹ: یہ روایت سنداً“ کمزور ہے۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے' تو آخر میں اپنے ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیر لیتے تھے۔

(ابو داؤد' ص ۲۱۹' ج ۱۔ ترمذی' ص ۱۷۶' ج ۲)

ان احادیث کے علاوہ کئی احادیث میں دعا میں ہاتھ اٹھانا اور آخر میں ہاتھ منہ پر پھیرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے چنانچہ امام نووی ؒ نے شرح مہذب میں تقریباً ۳۰ احادیث اس کے متعلق ذکر کی ہیں۔

امام اور مقتدیوں کا اجتماعی رنگ میں دعا کرنا

سلام کے بعد ذکر و دعا کے بارے میں جو احادیث اوپر مذکور ہوئی ہیں ان سے یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ نماز کے خاتمہ پر یعنی سلام کے بعد ذکر و دعا رسول اللہ ﷺ سے عملاً بھی ثابت ہے اور تعلیماً“ بھی۔ اور اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے' لیکن یہ جو رواج ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد دعا میں بھی مقتدی نماز ہی کی طرح امام کے پابند رہتے ہیں جب تک امام ہاتھ اٹھا کر دعا نہ کرے اس وقت تک انتظار میں بیٹھے ہوئے امام کا منہ تکتے رہتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ اٹھا کر امام کے ساتھ دعا نہ مانگے تو نماز ادھوری ہے۔ یہ بالکل غلط اور بے اصل بات ہے بلکہ قابل اصلاح ہے۔ امامت اور اقتداء کا رابطہ سلام پھیرنے پر ختم ہو جاتا ہے اس لئے سلام کے بعد دعا میں امام کی اقتداء اور پابندی ضروری نہیں۔ اگر کوئی ضروری سمجھے تو بدعت ہے۔ امام اور مقتدیوں کا نماز کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا نبی اکرم ﷺ اور آپ ؐ کے صحابہ ؓ سے ثابت نہیں ہے۔

Marfat.com

نماز باجماعت کا بیان

جماعت کی تاکید و فضیلت

قرآن وسنت میں نماز باجماعت کی جو تاکید و فضیلت آئی ہے اس سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ فرض نماز تو جماعت ہی سے پڑھنے کے لئے ہے اور اسلامی سوسائٹی میں جماعت کے بغیر فرض نماز پڑھنے کا تصور ہی نہ ہونا چاہئے۔ الا یہ کہ واقعی کوئی معذوری ہو۔ قرآن مجید میں ہدایت ہے کہ

﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ (البقرۃ)

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

مفسرین کرام نے اس آیت سے بالعموم یہ استدلال کیا ہے کہ نماز جماعت سے ادا کرنا فرض ہے۔ (ابن کثیر' ص ۲۴۷' ج ۱)

دین میں نماز باجماعت کی غیر معمولی اہمیت

دین میں نماز باجماعت کی غیر معمولی اہمیت اور تاکید کا اندازہ اس سے کیجئے کہ میدان جنگ میں جب دشمن سے ہر لحہ خونریز تصادم کا اندیشہ و خدشہ ہو اس وقت بھی یہ تاکید ہے کہ نماز الگ الگ نہ پڑھی جائے' بلکہ جماعت کے ساتھ ادا کی جائے اور پھر قرآن مجید نے نہ صرف یہ ہدایت کی ہے بلکہ اس کا طریقہ بھی بیان کیا ہے۔

نیز جماعت کی تاکید و فضیلت اور برکت سے متعلق نبی ﷺ نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ اس کی اہمیت اور برکات کا تذکرہ کرکے آپ نے اس کی ترغیب بھی دی ہے اور اس کے ترک کرنے پر لرزہ خیز وعیدیں بھی سنائی ہیں۔

ترک جماعت گمراہی اور منافقت ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"ہم نے آپ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ نماز باجماعت میں شریک نہ ہونے والا یا تو بس کوئی منافق ہوتا تھا جس کی منافقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہوتی تھی بلکہ عام طور سے لوگوں کو اس کی منافقت کا علم ہوتا تھا یا کوئی بیچارہ مریض ہوتا تھا اور بعض مریض

Marfat.com

بھی دو آدمیوں کے سہارے چل کر آتے اور جماعت میں شریک ہوتے تھے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو "سنن ہدیٰ" کی تعلیم دی ہے (یعنی دین و شریعت کی ایسی باتیں بتلائی ہیں جن سے ہماری ہدایت و سعادت وابستہ ہے) اور انہی سنن ہدیٰ میں سے ایسی مسجد جہاں اذان دی جاتی ہو جماعت سے نماز ادا کرنا بھی ہے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"اے مسلمانو! اللہ نے تمہارے نبی (ﷺ) کے لئے "سنن ہدیٰ" مقرر فرمائی ہیں اور یہ پانچوں نمازیں جماعت' سے مسجد میں ادا کرنا "انہی سنن ہدیٰ" میں سے ہے اور اگر اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو گے۔ جیسا کہ یہ آدمی جماعت سے الگ اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے' (یہ اس زمانہ کے کسی خاص شخص کی طرف اشارہ تھا) تو تم اپنے پیغمبرؐ کا طریقہ چھوڑ دو گے اور جب تم اپنے پیغمبرؐ کا طریقہ چھوڑ دو گے تو یقین جانو کہ تم راہ ہدایت سے ہٹ جاؤ گے اور گمراہی کے غار میں جا گرو گے۔ (مسلم' ۲۳۲' ج ۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود کے اس پورے بیان سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جماعت کی حیثیت ان کے اور عام صحابہؓ کے نزدیک دینی فرائض کی ہے اور امت کے اس اولین دور میں جو مثالی اور معیاری دور تھا منافقوں اور مجبور مریضوں کے علاوہ ہر مسلمان جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری سمجھتا تھا کہ بعض صاحب عزیمت تو بیماری کی حالت میں بھی دوسروں کے سہارے آکر جماعت میں شرکت کرتے تھے۔

تارک جماعت لوگوں کے گھروں کو جلانے کا ارادہ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"منافقوں پر کوئی نماز' فجر اور عشاء سے زیادہ شاق نہیں ہے اور اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان دونوں نمازوں کا کیا اجر و ثواب ہے تو وہ ان نمازوں کے لئے ہر حال میں حاضر ہوتے۔ چاہے انہیں گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا" (اس کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ) میرا جی چاہتا ہے کہ کسی موذن کو حکم دوں کہ وہ جماعت کے لئے اقامت کہے اور کسی کو حکم دوں کہ وہ میری جگہ امامت کرے اور میں خود آگ کے شعلے لے کر ان

Marfat.com

کے گھروں میں آگ لگا دوں اور ان لوگوں کو جلا ڈالوں جو اذان سننے کے بعد بھی گھروں سے نہیں نکلتے۔ (بخاری، ص ۹۰، ج ۱، مسلم، ص ۲۳۲، ج ۱)

اللہ اکبر! بھائیو! غور کرو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان لوگوں کے حق میں جو آپؐ کے زمانہ میں جماعت میں حاضر نہ ہوتے تھے۔ کتنی سخت وعید اور کیسے جلال وغضب اور غصہ کا اظہار ہے اسی بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ایک لرزہ خیز ارشاد حضرت اسامہؓ سے مروی ہے بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ صاف وصریح الفاظ میں مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "لوگوں کو چاہئے کہ وہ جماعت ترک کرنے سے باز آجائیں، نہیں تو میں ان کے گھروں میں آگ لگوا دوں گا"۔ (ابن ماجہ، ص ۵۸، ج ۱)

تارک جماعت پر شیطان کا غلبہ و تسلط

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"کسی بستی یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور وہ نماز باجماعت نہ پڑھتے ہوں تو ان پر یقیناً شیطان غالب ہو جاتا ہے لہٰذا تم جماعت کی پابندی کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ کیونکہ بھیڑیا ایسی بھیڑ کو لقمہ بناتا ہے جو گلہ سے الگ دور رہتی ہے"۔ (ابوداؤد، ص ۸۸، ج ۱)

بغیر عذر کے تارک جماعت کی نماز نہیں ہوتی

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اذان سننے کے بعد جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے نہ آئے اور اس کو کوئی عذر نہ ہو تو اسکی وہ نماز قبول نہیں، جو اس نے تنہا پڑھی ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا عذر سے کیا مراد ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جان و مال کا خوف یا بیماری"۔ (ابوداؤد، ص ۸۸، ج ۱)

مرض الموت میں رسول اللہؐ کا نماز باجماعت کا اہتمام

حضرت اسودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور فضیلت کا تذکرہ چھڑا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے نبی ﷺ کے مرض الموت کا واقعہ بیان فرمایا کہ:

"ایک دن نماز کا وقت ہوا، تو اذان ہوئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہیں نماز

Marfat.com

پڑھائیں۔ ہم نے کہا ابوبکر بہت ہی نرم دل آدمی ہیں آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو خود کو سنبھال نہ سکیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آپؐ نے پھر حکم دیا کہ ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں۔ ہم لوگوں نے پھر وہی جواب دیا' تو فرمایا تم تو مجھ سے ویسی بحث کر رہی ہو جیسی یوسفؑ سے خواتین مصر کر رہی تھیں۔ ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں خیر! نماز پڑھانے کے لئے ابوبکرؓ آگے بڑھ گئے۔ اس دوران میں نبی ﷺ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا' تو آپؐ دو آدمیوں کے سہارے مسجد کی طرف چلے۔ میری نگاہ میں اب تک وہ پورا نقشہ موجود و محفوظ ہے کہ نبی ﷺ کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جا رہے تھے۔ (یعنی پیروں میں اتنی سکت نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں اور جا سکیں) مسجد میں ابوبکرؓ نماز شروع کر چکے تھے انہوں نے چاہا کہ پیچھے ہٹ آئیں مگر نبی ﷺ نے منع فرمایا اور انہی سے نماز پڑھوائی" (بخاری' ص ۹۱' ج ۱)

بھائیو! غور کرو۔ اذان کی آواز سن کر مسجد میں جا کر جماعت سے نماز ادا کرنا کس قدر اشد ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باوجود شدت مرض اور سخت تکلیف کے بھی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا فرمائی اور ہم نام لیوا مسلمان ایسے ہیں یا تو سرے سے نماز پڑھتے ہی نہیں اگر پڑھتے ہیں تو مسجد اور جماعت کا اہتمام نہیں اللہ ہماری حالت پر رحم فرمائے۔

دربار رسالت سے نابینے کو ترک جماعت کی ممانعت

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا اور کہنے لگا حضورؐ! مجھے گھر میں نماز ادا کرنے کی اجازت مرحمت فرمایئے۔ آپؐ نے اسے گھر نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ جب (نابینا) واپس جانے لگا تو آپؐ نے اسے آواز دی اور پوچھا کیا تو اذان سنتا ہے؟ کہنے لگا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا پھر تجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ مسجد میں (باجماعت نماز) ضروری ہے" (مشکوۃ' ص ۹۵' ج ۱)

اللہ' اللہ! نماز باجماعت کی کس قدر تاکید ہے۔ باوجود نابینا ہونے کے اسے جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں ملی۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ نابینا آدمی نے کہا "حضور! میرے راستہ میں پانی کا نالہ آتا ہے" لیکن اسے ہر حال میں مسجد میں آنے کا حکم فرمایا۔

Marfat.com

باجماعت نماز سے درجوں میں اضافہ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے" (بخاری، ص ۸۹، ج ۱)

اس مضمون کی ایک حدیث میں پچیس درجے فضیلت بھی بیان کی گئی ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ستائیس اور پچیس کا فرق سری اور جہری نمازوں کا فرق ہے جہری میں ستائیس درجہ اور سری میں پچیس درجہ (فتح الباری، ص ۱۳۲، ج ۲)

نماز باجماعت سے تہجد کا ثواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص عشاء کی نماز باجماعت ادا کرے اس کو آدھی رات تک کی عبادت کا اجر و ثواب دیا جائے گا اور جو شخص فجر کی نماز باجماعت ادا کرے گا اس کو پوری رات کی عبادت کا اجر و ثواب دیا جائے گا" (ترمذی، ص ۵۳، ج ۱)

دوزخ اور نفاق سے نجات کے دو پروانے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص چالیس دن تک ہر نماز پابندی سے باجماعت اس طرح ادا کرے کہ اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کیلئے دو براء توں کا فیصلہ کردیا جاتا ہے' (یعنی دو چیزوں سے اس کی حفاظت اور نجات کا اللہ تعالیٰ فیصلہ صادر فرمادیتے ہیں) ایک تو جہنم کی آگ سے برات و نجات اور دوسرے نفاق سے براۃ و حفاظت" (ترمذی، ص ۵۶، ج ۱)

جماعت کی نیت پر جماعت کا پورا ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر وہ جماعت کے ارادے سے مسجد کی طرف گیا وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ چکے ہیں اور جماعت ہو چکی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو بھی ان لوگوں کے برابر ثواب دے گا جو جماعت میں شریک ہوئے اور جنہوں نے جماعت سے نماز ادا کی اور یہ چیز ان لوگوں کے اجر و

Marfat.com

ثواب میں کمی کا باعث نہیں ہوتی" (ابوداؤد' ص ۹۰' ج ۱)

یعنی جو شخص نماز باجماعت کی پابندی کرتا ہے اور اس کے لئے اہتمام کرتا ہے۔ اس کو اگر کبھی ایسا واقعہ پیش آجائے جس میں اس کی کسی دانستہ کوتاہی یا غفلت و لاپرواہی کا دخل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی اس نیت و اہتمام کی وجہ سے اس کو جماعت والی نماز کا پورا ثواب عطا فرمائیں گے۔

مسجد اور جماعت کی پابندی کس وقت ضروری نہیں

حدیث کے مطابق مندرجہ ذیل اعذار (عذروں) کی وجہ سے مسجد و جماعت میں حاضری ضروری نہیں رہتی۔

۱۔ جب بھوک ہو اور کھانے کا تقاضا ہو' کھانا سامنے رکھ دیا گیا ہو' تو پہلے کھانا کھائے' پھر اطمینان سے نماز پڑھے۔ (مشکوۃ ص ۹۵ ج ۱)

۲۔ ایسی حالت میں جب آدمی کو پاخانے یا پیشاب کا تقاضا ہو۔ (ترمذی ص ۳۶ ج ۱)

۳۔ جب غیر معمولی اور خطرناک قسم کی سردی اور بارش ہوتی تو آپ موذن کو حکم فرمادیتے کہ وہ یہ بھی اعلان کردے کہ آپ لوگ اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھ لیں۔ (مشکوۃ ص ۹۵ ج ۱)

عورت کا مسجد میں جانا

عورتوں کے لئے گھروں میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ یہاں تک کہ گھر کے اندر کی نماز صحن کی نماز پر فضیلت رکھتی ہے۔ لیکن اگر عورت مردوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں آنا چاہے تو آسکتی ہے۔ خاوند کو روکنا نہیں چاہئے۔ مگر عورت خوشبو وغیرہ لگا کر مسجد میں نہ آئے۔ خوشبو لگا کر آنے والی کو نبی اکرم ﷺ نے "زانیہ" فرمایا ہے۔ (مشکوۃ ص ۹۶ ج ۱)

صف بندی کے مسائل کا بیان

جماعت میں صفوں کو سیدھا اور برابر رکھنے کا انتہائی اہتمام کرنا چاہئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی یہ ہدایت نقل فرماتے ہیں کہ "لوگو! نماز میں صفوں کو برابر کیا کرو۔ اسلئے کہ صفوں کو سیدھا اور برابر رکھنا اچھی طرح نماز پڑھنے کا جزو ہے" (بخاری' ص ۱۰۰' ج ۱)

صف کو برابر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہونے والے ایک ہی طرف کھڑے

Marfat.com

نہ ہوتے جائیں' بلکہ امام کی دونوں جانب برابر کھڑے ہوں اور درمیان میں فاصلہ بالکل نہ ہو۔ مل کر کھڑے ہوں۔ کوئی آدمی آگے پیچھے نہ ہو اور اقامت صلوٰۃ (جس کا قرآن میں جابجا حکم دیا گیا ہے) یہ ہے کہ اس کے ارکان میں تعدیل ہو اور اس کے فرائض و واجبات اور سنن کا خیال رکھا جائے۔

صفیں درست رکھو' ورنہ دلوں میں کدورت پیدا ہوگی

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا کرتے' گویا آپ اس کے ذریعہ تیروں کو سیدھا کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ کو خیال ہوا کہ ہم آپؐ کی یہ بات بخوبی سمجھ چکے ہیں۔ پھر ایک دن آپ باہر آئے اور نماز پڑھانے کو کھڑے ہوئے اور تکبیر کہنا چاہتے تھے کہ ایک شخص پر آپ کی نگاہ پڑی کہ اس کا سینہ صف سے کچھ آگے کو نکلا ہوا ہے' تو آپؐ نے ارشاد فرمایا:

اے اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا اور برابر کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی پاداش میں خدا تمہارے رخ ایک دوسرے کے خلاف کردے" (مسلم' ص ۱۸۲' ج ۱)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صفوں کے برابر کرنے میں پورا اہتمام کرنا چاہئے ورنہ دلوں میں عداوت' نفرت' اور بغض پیدا ہوگا۔

صف درست نہ رکھنے والے کو کوڑوں کی سزا

حضرت عمرؓ اس آدمی کو کوڑے سے مارتے تھے' جو صف میں ٹھیک طور پر کھڑا نہ ہوتا تھا۔ (العذب المنہل المورود ص ۵۲ ج ۵)

رسول اللہؐ صفوں کی درستی کا خیال رکھتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ تکبیر تحریمہ کہنے سے قبل دونوں طرف منہ کرکے فرماتے خالی جگہ نہ چھوڑو۔ آپس میں مل جاؤ۔ جب سب مل جاتے تب تکبیر تحریمہ کہتے" (مشکوٰۃ' ص ۹۸' ج ۱)

الغرض صفوں کو درست رکھنا چاہئے۔ حافظ ابن حزمؒ فرماتے ہیں کہ "صفوں کو ٹھیک کرنا واجب ہے۔" ابن بطالؒ نے بخاری کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے

Marfat.com

صفوں کے درست کرنے کو سنت کہا ہے اور باقی جمہور علماء نے اس کو سنت موکدہ شمار کیا ہے۔

صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم

بعض نادان اور کم علم صفوں میں مل کر کھڑے ہونے سے اس قدر نفرت کرتے ہیں کہ اگر کوئی محب سنت ساتھ ملنے اور پیر ملانے کی کوشش کرے' تو بدکے ہوئے گدھے کی طرح دور بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں یا غصے میں آکر پاؤں کے اوپر زور سے پاؤں مار دیتے ہیں حالانکہ نماز مسلم قوم کے اتحاد' یگانگت' مساوات اور برابری کا زندہ و تابندہ نشان ہے جب اس کی صف بندی کی ایسی کیفیت و حالت ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہونا گوارا نہیں تو ایسی قوم میدان کارزار میں کب اتحاد و تنظیم کا مظاہرہ کرے گی۔ ذیل میں صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کے متعلق چند ایک احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

متفرق صف میں شیطان کا داخلہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اپنی صفوں کو خوب ملاؤ۔ انہیں قریب قریب بناؤ اور گردنوں کو برابر رکھو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں شیطان کو دیکھتا ہوں وہ بکری کے بچے کی طرح صفوں میں داخل ہوتا ہے" (ابوداؤد' ص ۱۰۴' ج ۱)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صف ایسی ہونی چاہئے جیسی سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے' درمیان میں کوئی شگاف نہیں رہنا چاہئے۔

صف میں خالی جگہ رکھنے والے پر رسول اللہ ﷺ کی بددعا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"صفوں کو برابر کرو اور کندھے سے کندھا ملاؤ اور خالی جگہ کو بند کرو۔ شیطان کیلئے جگہ مت چھوڑ' جو شخص صف کو جوڑے اللہ اسے جوڑے اور جو صف کو کاٹے' اللہ اسے کاٹے" (ابوداؤد' ص ۱۰۴' ج ۱)

Marfat.com

صف میں صحابہ کرامؓ کے کھڑے ہونے کا طریقہ

صحابہ کرامؓ جب نماز میں کھڑے ہوتے، تو کندھوں سے کندھے، ٹخنوں سے ٹخنے اور ایڑیوں سے ایڑیاں ملا کر کھڑے ہوتے تھے۔ نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے دیکھا کہ صف میں ایک آدمی ہم میں سے اپنا ٹخنہ دوسرے کے ٹخنہ سے ملا کر کھڑا ہوتا تھا" (صحیح بخاری، ص ۱۰۰، ج ۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كان احدنا يلزق منكبه بمنكب صاحبه وقدمه بقدمه (صحیح بخاری ص ۱۰۰، ج ۱)

ہم سے ہر شخص یہ کرتا کہ صف میں اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم اس کے قدم سے ملا دیتا۔

صف میں خالی جگہ پُر کرنے پر ثواب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اٹھا ہوا کوئی بھی قدم اس سے بڑھ کر اجر و ثواب والا نہیں ہو سکتا کہ آدمی صف میں خالی جگہ دیکھے اور (دوسرے کے ساتھ مل کر) اسکو پر کردے (فقہ السنہ، ص ۲۴۵، ج ۱)

یعنی نماز پڑھتے ہوئے اگر دو آدمیوں میں کچھ فاصلہ ہو جائے اور صف میں کچھ سوراخ ہو جائے، تو آدمی فوراً دوسرے کی طرف قدم اٹھا کر اس خالی جگہ کو پر کردے، تو اس کا یہ قدم اٹھانا بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

صفوں کی ترتیب

حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوںؓ نے لوگوں سے کہا کیا میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا (حال) بیان کروں؟ پھر بیان کیا کہ "آپ ﷺ نے نماز قائم فرمائی۔ پہلے مردوں نے صفیں بنائیں، اسکے بعد لڑکوں نے صفیں بنائیں، پھر ان کو نماز پڑھائی۔ اسکے بعد فرمایا یہی طریقہ ہے میری امت کی نماز کا۔ (ابوداؤد، ص ۱۰۵، ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحیح اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے آگے مردوں کی صفیں ہوں اور ان کے پیچھے بچوں کی اور ان کے پیچھے عورتوں کی۔ بچوں کی

Marfat.com

علیحدہ صف اس وقت ہوگی جب کہ وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں اور اگر ایک ہی ہو تو وہ مردوں کے ساتھ کھڑا ہوگا۔

عقلمند اور علم والے امام کے قریب کھڑے ہوں

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہمیں برابر کرنے کے لئے ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے
"برابر ہو جاؤ اور مختلف نہ ہو۔ ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے تم میں سے جو دانش مند اور سمجھ دار ہوں۔ وہ میرے قریب کھڑے ہوں ان کے بعد وہ لوگ جو ان سے ملتے جلتے ہوں پھر جو ان سے ملتے جلتے ہوں" (مسلم، ص ۱۸۱، ج ۱)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کے قریب عقل منداور علم والے کھڑے ہونے چاہئیں۔ ایک تو اس میں علم والوں اور عقلمندوں کی عزت افزائی ہے اور بعض اوقات امام کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، تو ضرورت ہوتی ہے کہ کسی کو پیچھے سے آگے امام بنا کر کھڑا کر دیا جائے اگر امام کے پیچھے جاہل آدمی ہوگا، تو پھر یہ کام کیسے چلے گا اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اہل علم اچھی طرح نماز کے مسائل معلوم کرلیں اور اس کے بعد لوگوں کو بتا سکیں۔ چنانچہ ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ پسند کرتے تھے کہ مہاجر اور انصار آپ کے قریب رہیں۔ تاکہ آپ سے مسائل معلوم کر سکیں" (ص ۷۰، ج ۱)

پہلے اگلی صفیں مکمل کی جائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لوگو! پہلے اگلی صف پوری کیا کرو پھر اسکے قریب والی، تاکہ جو کمی رہے وہ آخری صف ہی میں رہے (ابوداؤد، ص ۱۰۵، ج ۱) یعنی لوگوں کو چاہئے کہ آگے والی صف پوری کریں جب صف مکمل ہو جائے تو اسکے پیچھے والی صف میں کھڑے ہوں۔ اور جب تک اگلی صف میں جگہ باقی رہے پیچھے کھڑے نہ ہوں۔ حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا "تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے پاس صفیں بناتے ہیں۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول فرشتے خدا کے پاس کس

طرح صف بناتے ہیں ؟ آپؐ نے جواب دیا پہلے اگلی صف کو پورا کرتے اور (اس کو) چونہ گچ کرتے ہیں" (مشکوۃ' ص ۹۸' ج ۱)

صف اول کی فضیلت کا بیان

پہلی صف میں کھڑے ہونے والے کیلئے فرشتوں کی دعائے رحمت

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اور دوسری کے لئے بھی؟ آپؐ نے فرمایا پہلی پر۔ پھر صحابہؓ نے عرض کیا' تو دوسری کے لئے بھی تو آپؐ نے پھر پہلی بات دہرادی۔ پھر صحابہؓ نے عرض کیا' تو تیسری مرتبہ بھی آپؐ نے وہی بات دہرائی۔ پھر چوتھی مرتبہ آپ نے صحابہ کرامؓ کے عرض پر فرمایا اور دوسری صف والوں کے لئے بھی" (مشکوۃ' ص ۹۸' ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت اور فرشتوں کی دعائے رحمت کے خصوصی مستحق اگلی صف والے ہی ہوتے ہیں۔ دوسری صف والے بھی اگرچہ اس سعادت میں شریک ہیں' لیکن بہت پیچھے اس لئے اللہ کی رحمت کے طالب کو چاہئے کہ وہ حتی الوسع پہلی ہی صف میں جگہ حاصل کرنے کی کوشش کرے جس کا ذریعہ یہی ہو سکتا ہے مسجد میں اول وقت پہنچ جائے۔

پہلی صف فرشتوں کی صف ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اگر لوگوں کو نماز باجماعت کا اجر و ثواب معلوم ہوجائے تو وہ خواہ کسی حال میں ہوں جماعت کے لئے دوڑے دوڑے آئیں۔ جماعت کی پہلی صف ایسی ہے جیسے پاک فرشتوں کی صف۔ تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں دو آدمیوں کی جماعت بہتر ہے۔ پھر جتنے آدمی زیادہ ہوں اتنی ہی یہ جماعت خدا کی نظر میں زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے" (ابوداؤد' ص ۸۹' ج ۱)

پہلی صف کے لئے قرعہ اندازی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ پہلی صف میں کھڑے ہونے کا کیا اجر و ثواب ہے اور اس پر کیا صلہ ملنے والا ہے تو لوگوں میں اس کے لئے ایسی

Marfat.com

مسابقت اور کشمکش ہو کہ قرعہ اندازی سے فیصلہ کرنا پڑے" (بخاری، ص ۱۰۰، ج ۱)

پہلی صف میں کھڑے ہونیوالے پہلے جنت میں داخل ہوں گے

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ "جو لوگ پہلی صفوں میں جگہ حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھتے رہیں گے وہ جنت میں بھی پہلے داخل ہوں گے اور جو پیچھے ہٹے رہیں گے یا تو وہ جہنم میں جاگریں گے اور اگر جہنم سے بچ بھی گئے تو جنت میں پہلے پہل تو کبھی بھی نہیں جائیں گے دیر سے پہنچیں گے" (مسلم، ص ۱۸۲، ج ۱)

عمداً پہلی صف سے کترانے والوں کا دوزخ میں داخلہ

لا یزال قوم یتاخرون عن الصف الاول حتی یؤخرھم اللہ فی النار

(ابو داؤد، ص ۱۰۶ - ج ۱)

لوگ پہلی صف سے ہمیشہ پیچھے ہٹے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں آگ میں ڈال دے گا۔

صف کے دائیں طرف کھڑے ہونے کی فضیلت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ اور اسکے فرشتے صفوں میں دائیں جانب کھڑے ہونے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں" (ابن ماجہ، ص ۷۲، ج ۱)

صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنا

حضرت وابصہ بن معبدؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا ہے، تو آپؐ نے اس کو دوبارہ نماز ادا کرنے کا حکم دیا" (ابو داؤد، ص ۱۰۶)

اگر کوئی شخص ایسے وقت جماعت میں شریک ہو کہ آگے کی صف بالکل پر ہو چکی ہو اور اس کے ساتھ کھڑا ہونے والا کوئی دوسرا نمازی موجود نہ ہو، تو اس کو چاہئے کہ آگے کی صف میں سے کسی جاننے والے کو پیچھے ہٹا کر اپنے ساتھ کھڑا کر لے اگر ایسا نہیں کرے گا اکیلا کھڑا ہو جائے گا تو امام احمد اور اہلحدیث کے نزدیک اس کی نماز نہیں ہوگی۔

Marfat.com

امام کو درمیان میں کھڑا ہونا چاہئے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

وسطوا الامام وسدوا الخلل (ابوداؤد ص ۱۰۶، ج ۱)

امام کو اپنے وسط میں لو (یعنی اس طرح صف بناؤ کہ امام تمہارے درمیان میں ہو) اور صفوں میں جو خلا ہو اس کو پر کرو۔ نوٹ: یہ حدیث سنداً" کمزور ہے۔

اکیلا مقتدی امام کے دائیں جانب کھڑا ہو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ اتنے میں میں آگیا اور نیت کر کے آپ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے کی جانب سے مجھے گھما کر اپنی داہنی جانب کھڑا کر لیا پھر اتنے میں جبار بن صخر آگئے وہ آپ کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر پیچھے کی جانب کر دیا اور پیچھے کھڑا کر لیا (مشکوٰۃ ص ۹۹ ج ۱)

اس حدیث سے کئی احکام ثابت ہوئے مثلاً یہ کہ نفلوں کی جماعت بھی درست ہے اور یہ کہ دو آدمی جماعت ہیں اور جب امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو اس کو امام کی داہنی جانب کھڑا ہونا چاہئے اگر وہ غلطی سے بائیں جانب کھڑا ہو جائے' تو امام کو چاہئے کہ اس کو داہنی جانب کر لے اور جب کوئی دوسرا مقتدی آکر شریک ہو جائے تو امام کو آگے اور ان دونوں کو صف بنا کر پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔

امام نظر نہ آئے تو بھی اس کی اقتداء جائز ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ میں نماز پڑھی' لوگ حجرہ کے پیچھے آپ کی اقتداء کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ' ص ۹۹' ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام اور مقتدیوں میں کوئی چیز حائل ہو کہ امام کا اٹھنا بیٹھنا اور ارکان کی تعدیل کا صحیح طور پر پتہ نہ چل سکے تو بھی امام کی اقتداء جائز ہے۔ اس حجرہ سے مراد وہ حجرہ ہے جو آپ نے مسجد میں چٹائی سے بنا رکھا تھا۔ اگر جگہ کی تنگی ہو اور کچھ مقتدی امام کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو باقی مقتدی نیچے یا اوپر کھڑے ہو سکتے

Marfat.com

ہیں مثلاً جیسے آج کل مسجدیں دوہرے چھت کی ہوتی ہیں۔ امام نچلی منزل میں امامت کراتا ہے اور بعض مقتدی اوپر کی منزل میں اس کی اقتداء کرتے ہیں یہ جائز ہے۔

امامت کا بیان

امام کا انتخاب

امامت عظیم ترین دینی منصب اور گراں قدر ذمہ داری ہے۔ یہ گویا رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کا مقام ہے اس لئے امام کے انتخاب میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے اور ایسے شخص کو یہ فریضہ سونپنا چاہئے جو بحیثیت مجموعی تمام نمازیوں میں دوسروں کی بہ نسبت اس عظیم منصب کے لئے زیادہ اہل' موزوں اور بحیثیت مجموعی دینی اوصاف میں سب سے زیادہ افضل ہو۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

"اپنے امام بہتر لوگوں کو بنایا کرو' کیونکہ وہ خدا اور تمہارے درمیان نمائندے ہوتے ہیں" (بیہقی ص ۹۰ ج ۳)

امامت کی ترتیب

حضرت ابو مسعودؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مسلمانوں کا امام وہ شخص ہے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا ہو اور اگر اس وصف میں سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرائے جو سنت و شریعت کا زیادہ جاننے والا ہو اور اگر اس وصف میں بھی سب برابر ہوں تو پھر جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر اس وصف میں بھی سب یکساں ہوں تو پھر جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔ اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقہ سیادت و حکومت میں اس کا امام نہ بنے اور اس کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی خاص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے" (مسلم' ص ۲۳۶' ج ۱)

امامت کی ترتیب میں چار چیزوں کو بیان کیا گیا ہے:

۱۔ قرآن مجید کو سب سے زیادہ جاننے والا' امامت کا زیادہ حقدار ہے۔ گو وہ عمر میں چھوٹا ہو۔ چنانچہ عمرو بن سلمہؓ جن کی عمر صرف سات سال تھی۔ ان کو اس بنا پر امام مقرر کر دیا گیا کہ ان کو قرآن زیادہ یاد تھا۔

Marfat.com

۲۔ جو سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔

۳۔ ہجرت میں مقدم ہو۔

۴۔ عمر میں بڑا ہو۔

تنبیہہ

اگر کسی جگہ کوئی امام مقرر ہو اور امامت اسکے اختیار میں ہو' تو اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا امام نہیں ہو سکتا' خواہ دوسرا سب باتوں میں زیادہ ہو۔ (مشکوٰۃ' ص ۱۰۰' ج ۱)

عورت کی امامت

عورت اکیلی بغیر مردوں کے جماعت کرا سکتی ہے' مگر جماعت کرانے والی مرد کی طرح آگے نہیں ہو سکتی۔ صف کے درمیان کھڑی ہو۔ معمر یا کوئی بچہ مقرر کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ حضرت ام ورقہ بنت نوفل سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ان کے گھر تشریف لاتے تھے آپؐ نے ان کے لئے ایک موذن بھی مقرر کر رکھا تھا جو ان کے لئے اذان دیتا تھا اور وہ گھر والوں کی امامت کراتی تھیں (ابوداؤد ص ۹۴ ج ۱)

مردوں کی امامت صرف عورتوں کے لئے

مرد جس طرح مردوں کی جماعت کرا سکتا ہے اسی طرح صرف عورتوں کی بھی کرا سکتا ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! رات میں نے ایک کام کیا ہے۔ فرمایا وہ کیا؟ عرض کیا چند عورتیں گھر میں جمع ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ تم قرآن پڑھتے ہو اور ہم نہیں پڑھتیں' لہٰذا آج ہماری جماعت کراؤ۔ پھر میں نے انہیں آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔ (مسند احمد ص ۱۱۵ ج ۱' قیام اللیل للمروزی ص ۲۱۷)

امام سے ناراضگی

حدیث میں آیا ہے کہ تین آدمیوں کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے

۱۔ وہ امام جس پر قوم ناراض ہو

۲۔ دوسرے وہ جو نماز میں ایسے وقت آتا ہو جب کہ اس کا وقت جاتا رہتا ہے۔

۳۔ وہ جو اپنے غلام کو آزاد کر کے پھر اسے غلام بنا لے۔ (ابوداؤد ص ۹۵ ج ۱)

Marfat.com

اگر مقتدی امام سے کسی دینی نقص کی وجہ سے ناراض ہوں تو پھر اس کو ان کی امامت کرانا حرام ہے' خواہ وہ ان سب لوگوں سے بہتر ہی کیوں نہ ہوں اور اگر لوگوں کی ناراضگی حق سنانے کی وجہ سے یا اس قسم کی اور نفسانی اغراض کی بناء پر ہو تو اس ناراضگی کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ اس صورت میں برا جاننے والے ظالم ہیں۔

جبراً" امام بن جانا

اگر کوئی شخص باوجود نااہل ہونے کے جبراً امام بن جائے اور لوگ اس کے ہٹانے پر قادر نہ ہوں تو لوگوں کی نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی چنانچہ حجاج بن یوسف جیسے ظالموں کے پیچھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز پڑھتے رہے۔ فاسق و فاجر جو کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے یا صغیرہ گناہ پر ہمیشگی کرے تو ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے۔ اگر اتفاقیہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع مل جائے تو نماز ہو جائے گی۔ مرزائی اور مشرک کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اگر بے خبری میں کوئی پڑھ لے' تو معلوم ہونے پر دوبارہ پڑھے۔

امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہئے

امام کے لئے ضروری ہے کہ مقتدیوں کی ضرورت اور مجبوری کا لحاظ رکھتے ہوئے قرات مختصر کرے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ

"جب تم میں سے کوئی نماز پڑھائے' تو اس کو چاہئے کہ ہلکی پھلکی نماز پڑھائے اسلئے کہ مقتدیوں میں مریض بھی ہوتے ہیں' کمزور بھی ہوتے ہیں اور بوڑھے بھی۔ البتہ جب کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہو' تو جتنی چاہے طویل پڑھے۔ (بخاری' ص ۹۷' ج ۱)

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے بندوں کو پریشان کرکے اللہ تعالیٰ کو غصہ نہ دلاؤ۔ یعنی جب تم میں سے کوئی امام بن کر نماز پڑھائے تو اتنی لمبی نماز نہ پڑھائے جس سے اس کے پیچھے پڑھنے والے تکلیف محسوس کریں۔ (فقہ السنہ' ص ۲۳۱' ج ۱)

مقتدیوں کا لحاظ نہ رکھنے پر رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی

قیس بن ابی حازمؒ سے روایت ہے کہ مجھ سے ابو مسعود انصاریؓ نے بیان کیا کہ: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بخدا میں

Marfat.com

فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز میں شریک نہیں ہوتا۔ (مجبوراً" اپنی الگ نماز پڑھتا ہوں) کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ حدیث کے راوی ابو مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ نے پھر اس بارے میں خطبہ دیا) اور میں نے کبھی آپؐ کو وعظ وخطبہ کی حالت میں اس دن سے زیادہ غضب ناک نہیں دیکھا پھر اس خطبہ میں آپؐ نے فرمایا کہ "تم میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو اپنے غلط طرز عمل سے اللہ کے بندوں کو دور بھگانے والے ہیں جو کوئی تم میں سے لوگوں کا امام بنے اور ان کو نماز پڑھائے تو اس کے لئے لازم ہے کہ نماز مختصر پڑھائے کیونکہ ان میں ضعیف بھی ہوتے ہیں' بوڑھے اور حاجت والے بھی" (بخاری' ص ۹۸' ج ۱)

یہ صحابی جن کے طویل نماز پڑھانے کی شکایت اس حدیث میں مذکور ہوئی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ قبا میں امامت کراتے تھے اور یہ نماز چھوڑنے والا ایک غلام تھا۔ حضرت ابیؓ نے جب لمبی سورت شروع کی تو غلام نے نماز توڑ دی اور علیحدہ نماز پڑھ کر چلا گیا۔ حضرت ابیؓ نے آکر رسول اللہ ﷺ سے اس غلام کی شکایت کی اور غلام نے حضرت ابی کی شکایت شروع کی تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابیؓ پر سخت ناراض ہوئے۔ اس قسم کا ایک واقعہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بھی ہے۔ جو پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

سنت کے مطابق نماز نہ پڑھانیوالے آئمہ کو وعید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو لوگ تمہیں نماز پڑھاتے ہیں (یعنی امام ہیں) اگر وہ درست پڑھائیں تو تمہیں اس کا اجر ملے گا اور اگر وہ خطا کریں تو تمہیں اجر ملے گا اور ان پر اس کا بوجھ ہوگا

(بخاری' ص ۹۶' ج ۱)

یعنی جب امام نماز میں غلطی کرے مثلاً کسی رکن کو جان بوجھ کر خراب کردے تو اس کا تمام گناہ امام پر ہوگا۔ مقتدیوں پر اس کی کسی غلطی کا کوئی اثر نہ ہوگا اور ان کی نماز پوری ہوگی اور ان کی نیت اقتداء کی تھی جماعت ان کا مقصود تھی اس کا اجر ان کو مل جائے گا۔

Marfat.com

مقتدیوں کے احکام کا بیان

اسلام نے اجتماعیت کو جو اہمیت دی ہے وہ اس کی تعلیمات سے ظاہر ہے جمعہ' جماعت' عید' جنازہ' وغیرہ عبادات میں اجتماعیت کا پہلو نمایاں ہے امام و مقتدی کے بغیر جماعت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جس طرح امام کی ذمہ داریوں کو واضح فرمایا' مقتدی کے فرائض کی تفصیل بھی بیان فرمائی تاکہ یہ اجتماعی نظام پوری طرح مکمل ہو جائے اور اس اجتماعیت سے جس قدر فائدہ اٹھایا جا سکے' اٹھالیا جائے۔

مقتدی کے مختلف حالات

مدرک: جو نمازی شروع سے آخر تک برابر امام کے ساتھ نماز میں شریک رہا ہو اس کو مدرک کہتے ہیں۔

مسبوق: وہ نمازی جو ایک رکعت یا ایک سے زائد رکعات پڑھے جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو اس کو مسبوق کہتے ہیں۔

لاحق: وہ نمازی جو شروع سے امام کے ساتھ شامل ہو۔ مگر کسی عذر کی وجہ سے امام سے علیحدہ ہو جائے پھر عذر دور ہونے کے بعد امام کے ساتھ شامل ہو جائے مثلاً وضو ٹوٹنا' غشی آنا' خوف آنا وغیرہ۔

ان تمام حالات میں مسبوق پر کچھ ذمہ داریاں ہیں جنہیں پورا کرنا اس کا فرض ہے ۔ مقتدی کو کسی صورت میں بھی امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے بلکہ تمام ارکان میں امام کی اقتداء کرے۔

مقتدیوں کو خاص ہدایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لوگو! امام پر سبقت نہ کرو۔ (بلکہ اس کی اتباع اور پیروی کرو) جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو اور جب وہ (ولا الضالین) کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللہم ربنا لک الحمد کہو۔" (مشکوٰۃ' ص ۱۰۱' ج ۱)

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ نماز کے تمام ارکان اور اجزاء میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے پیچھے چلنا چاہئے کسی چیز میں بھی اس پر سبقت نہیں کرنی چاہئے۔

امام سے سبقت کرنے کی سزا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو لوگ امام سے پہلے سر اٹھاتے ہیں انہیں ڈرنا چاہئے کہ مبادا ان کا سر گدھے کا نہ کر دیا جائے۔ (بخاری، ص ۹۶، ج ۱)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام سے پہلے رکوع یا سجدے سے سر اٹھاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس سے ایسا کراتا ہے۔ (موطا، ص ۷۶، ج ۱)

امام کی اقتداء ضروری ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے آئے تو امام جس حال میں ہو اسی میں شریک ہو جائے۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۰۲، ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام جس حالت میں ہو سجدے میں یا جلسے میں یا قومہ میں یا تشہد میں یا رکوع میں آنے والے کو امام کے ساتھ اسی حال میں شامل ہو جانا چاہئے لیکن اگر قیام کی حالت میں وہ سورہ فاتحہ پڑھ لے گا تب وہ رکعت ہو جائے گی ورنہ کچھ بھی شمار نہ ہو گا۔

نوٹ: یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے۔ لیکن اس کی تائید ابوداؤد اور بیہقی وغیرہ کی روایات سے ہو جاتی ہے (مرعاۃ ص ۳۸ ج ۲)

مقتدی کے لئے امام کی اقتداء کا طریقہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو ہم سے اس وقت تک کوئی نہ جھکتا جب تک رسول اللہ ﷺ اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ لیتے (بخاری، ص ۹۶، ج ۱)

اس حدیث سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مقتدی کو امام سے کتنا پیچھے رہنا چاہئے امام

ابن جوزیؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جب تک امام دوسرے رکن میں نہ چلا جائے مقتدی دوسرے رکن کی طرف انتقال شروع نہ کرے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کا رکن ہوگا ورنہ جتنا اس نے امام سے پیچھے شروع کیا تھا۔ اگلا رکن اگر امام کے ساتھ شروع کرے گا تو پچھلے رکن میں اتنی کمی رہ جائے گی۔

رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی

حضرت ابو قتادہؓ، حضرت انسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب تم نماز کیلئے آؤ تو جو کچھ امام کے ساتھ پاؤ پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) پورا کرلو۔ (بخاری، ص ۸۸، ج ۱)

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ

فمن فاته فرض القراءة والقيام فعليه اتمامه كما امر النبي صلى الله عليه وسلم

(كتاب القراة ص ١٥٧)

جس شخص سے دو فرض یعنی قرات اور قیام فوت ہوگئے اس پر نماز کا پورا کرنا لازم ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا ہے۔

خاتمۃ الحفاظ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جس نے امام کو رکوع میں پایا اسکی وہ رکعت شمار نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس حدیث میں مافات کے پورا کرنے کا حکم ہے اور مسبوق سے قیام و قرات فوت ہوگئے ہیں اور یہی قول حضرت ابو ہریرہؓ اور ایک جماعت کا ہے۔ بلکہ امام بخاریؒ نے قرات خلف الامام پر اس امام سے جو وجوب قرات خلف الامام کا قائل ہے، یہی حکایت کیا ہے۔ (فتح الباری، ص ۱۹، ج ۲)

Marfat.com

پانچ نمازیں اور ان کی رکعات کا بیان

دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں جو یہ ہیں

۱۔ ظہر ۲۔ عصر ۳۔ مغرب ۴۔ عشاء ۵۔ فجر

ان کی کل رکعات سترہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ ظہر چار ۲۔ عصر چار ۳۔ مغرب تین ۴۔ عشاء چار ۵۔ فجر دو

سنت رکعات کی تعداد اور ان کے فضائل

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص دن، رات میں بارہ رکعت (علاوہ فرض نمازوں کے) پڑھے اس کیلئے جنت میں ایک گھر تیار کیا جائے گا۔ (ان بارہ کی تفصیل یہ ہے) چار ۴ ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے (ترمذی، ص ۹۴، ج ۱)

لیکن بعض احادیث میں ظہر سے پہلے بجائے چار رکعت کے دو رکعت بھی پڑھنے کا ذکر ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بخاری و مسلم میں آئی ہے اس سلسلہ کی تمام احادیث کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے اکثر و بیشتر چار رکعت پڑھتے تھے اور کبھی کبھی صرف دو بھی پڑھ لیا کرتے۔ بہر حال دونوں عمل آپ سے ثابت ہیں۔

مندرجہ بالا ان احادیث میں جن بارہ رکعت یا دس رکعت سنتوں کا ذکر ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ عملاً ان کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے اور ان میں سے بعض کے متعلق آپ نے خاص تاکید فرمائی ہے اس لئے ان کو سنن راتبہ (موکدہ) کہا گیا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ تاکید آپ نے فجر کی سنتوں کے متعلق فرمائی ہے۔

فجر کی سنتوں کی فضیلت و اہمیت

۱۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فجر کی دو رکعت سنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (صحیح مسلم شریف، ص ۲۵۱، ج ۱)

مطلب یہ ہے کہ آخرت میں فجر کی دو رکعت سنت کا جو ثواب ملنے والا ہے۔ وہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے۔ اس سے زیادہ قیمتی اور کار آمد ہے۔ دنیا و مافیہا فانی ہے اور ثواب

Marfat.com

آخرت باقی غیر فانی ہے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فجر کی دو رکعت سنت نہ چھوڑو۔ اگرچہ حالت یہ ہو کہ گھوڑے تم کو دوڑا رہے ہوں (ابوداؤد' ص ۱۸۶' ج ۱)

مطلب یہ ہے کہ اگر تم سفر میں ہو اور گھوڑوں کی پشت پر تیزی سے منزلیں طے کر رہے ہو تب بھی فجر کی سنتیں نہ چھوڑو۔

نوٹ: یہ روایت سنداً" کمزور ہے

۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سنتوں اور نفلوں میں سے کسی نماز پر بھی اتنا اہتمام نہیں فرماتے تھے جتنا کہ فجر سے پہلے کی دو رکعات پر فرماتے تھے (صحیح مسلم' ص ۲۵۱' ج ۱)

صبح کی سنتیں اگر رہ جائیں تو کب پڑھی جائیں

اگر کسی شخص کی صبح کی سنتیں کسی وجہ سے رہ جائیں یعنی فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکا ہو تو فرضوں کے بعد پڑھنی جائز ہیں۔ اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد پڑھنا چاہتا ہے تو بھی جائز ہے چنانچہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے نکلے اور نماز کی اقامت ہوئی اور میں نے نبی پاکؐ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور بعد میں پہلی رہی ہوئی سنتیں پڑھنے لگا تو آپ نے فرمایا اے قیسؓ! ٹھر جا۔ کیا دو نمازیں ایک ساتھ پڑھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی' حضرت! میری دو سنتیں رہ گئی تھیں وہ پڑھ رہا ہوں۔ تو آپؐ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں" (ابوداؤد' ص ۱۸۷' ج ۱)

صبح کی سنتوں کے بعد دائیں جانب لیٹنا

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہے کہ رسول اللہؐ جب فجر کی دو رکعت پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے (صحیح بخاری' ص ۱۵۵' ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صبح کی سنتوں کے بعد لیٹنا سنت ہے جمہور علماء کا یہی قول ہے اور بعض نے لیٹنے کو واجب کہا ہے اور آپ دائین جانب اس لئے لیٹتے تھے کہ گہری نیند نہ آجائے کیونکہ بائیں طرف لیٹنے سے گہری نیند آتی ہے۔

Marfat.com

صبح کی سنتوں کے بعد کی دعا

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو سنتیں ادا کر کے تین دفعہ مندرجہ ذیل دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ وَ اِسْرَافِیْلَ وَ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ

اے اللہ! تو جبریل' میکائیل' اسرافیل اور حضرت محمد ﷺ کا پروردگار ہے۔ میں

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ

دوزخ سے تیری جناب میں پناہ چاہتا ہوں

فجر کی سنتوں میں نبی اکرم کی قرات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی سنتوں میں قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے (مسلم' ص ۲۵۱' ج ۱)

ظہر سے پہلے چار رکعت سنت کی فضیلت و اہمیت

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

چار رکعت ظہر سے پہلے جن میں سلام نہ پھیرا گیا ہو۔ یعنی چار مسلسل پڑھی جائیں ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (ابو داؤد' ص ۱۸۷' ج ۱)

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعت جب آپ نے نہیں پڑھی ہوتی تھیں تو آپ ان کو ظہر سے فارغ ہونے کے بعد پڑھتے (ترمذی ص ۹۷' ج ۱)

ابن ماجہ کی ایک ضعیف روایت میں یہ تصریح ہے کہ ایسی صورت میں ظہر سے پہلے والی چار رکعت آپ بعد والی دو رکعت کے بعد پڑھتے تھے۔

(ص ۸۲ ج ۱' ترمذی ص ۹۷ ج ۱)

حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتے ہیں جس نے ظہر سے قبل اور بعد چار سنت ادا کیں۔ (ترمذی' ص ۹۸' ج ۱)

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کا اکثر دستور یہ تھا کہ بعد کی سنتیں دو رکعت پڑھتے اور کبھی کبھی چار رکعت بھی پڑھ لیتے اور یہی صحیح طریقہ ہے۔ البتہ اگر پہلی سنتیں فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے تو بعد میں بہتر یہ ہے کہ دو رکعت پڑھے چار نہ پڑھے۔ کیونکہ ان میں سے موکدہ سنتیں دو ہیں اور دو غیر موکد سنتیں ہیں۔

عصر سے پہلے چار رکعت کی ترغیب

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جس نے عصر سے پہلے چار رکعت سنت ادا کیں'' (ترمذی، ص ۹۸، ج ۱)

یہ حدیث عصر سے پہلے چار رکعت کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے اور نبی ﷺ کی طرف سے رحمت کی دعا بہت بڑی رغبت ہے۔

مغرب کے بعد کثرت نوافل

مغرب کے بعد دو رکعت تو سنت موکدہ ہیں جن کا ذکر حضرت ام حبیبہؓ حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کردہ احادیث میں آیا ہے ان کے علاوہ بعض احادیث میں چار اور بعض میں اٹھارہ رکعت کا ذکر ہے۔ سند کے لحاظ سے یہ احادیث ضعیف ہیں اور حضرت ابن عباسؓ نے ان رکعات کا نام صلوۃ الاوبین رکھا ہے۔

مغرب سے پہلے دو نفل

مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت مستحب ہیں ثبوت کے لحاظ سے ان میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ البتہ موکدہ سنتوں میں سے نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی بعض اوقات یہ سنتیں پڑھی ہیں اور اکثر اوقات ان کو چھوڑ دیا ہے اور لوگوں کو ان کی ترغیب تو دلائی ہے لیکن ان کو واجب قرار نہیں دیا (ابوداود، ص ۱۸۹، ج ۱)

عشاء کے بعد کی سنتیں

حضرت عائشہ فرماتی ہے رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز عشاء کے بعد میرے ہاں تشریف لاتے تو چار یا چھ رکعت نماز پڑھتے (ابوداود، ص ۱۹۲، ج ۱)

عشاء کے بعد دو رکعت تو سنت مئوکدہ ہیں باقی غیر مئوکدہ ہیں نبی اکرم ﷺ کبھی دو

Marfat.com

کبھی چار اور کبھی چھ رکعت پڑھتے تھے۔ (عون المعبود، ص ۵۰۲، ج ۱) (روایت سنداً کمزور ہے)

جمعہ کے بعد کی سنتیں

جمعہ کے بعد کی سنتوں کے متعلق مختلف روایات آئی ہیں تمام کو سامنے رکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ اگر گھر میں آکر پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے اور اگر مسجد میں پڑھتے تو چار رکعت پڑھتے۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۰۴، ج ۱)

سنت و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے

سنت اور نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے کیونکہ ایک حدیث میں آیا ہے آپ نے کچھ لوگوں کو مسجد میں یہ نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا اسے اپنے گھروں میں پڑھا کرو۔

نماز کے فوت ہونے اور اس کی قضا کا بیان

اگر کوئی شخص کسی نماز کو اتفاقاً بھول جائے یا سوجائے اور اس طرح فرض نماز کا وقت گزر جائے تو بعد میں اس کی قضا ضروری ہے۔ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

بھولنے اور سو جانے والوں کی نماز

۱۔ حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سو جانے میں کوئی گناہ نہیں بیداری میں نماز ضائع کرنا گناہ ہے جب تم میں سے کوئی بھول جائے یا سوجائے۔ جب یاد آئے پڑھ لے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

۲۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص نماز بھول جائے یا سوجائے اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے اسی وقت ادا کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۶۱ ج ۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ فوت ہوجانے والی نماز جب یاد آئے یا سویا ہوا جاگ اٹھے تو اسی وقت پڑھ لے اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس کو وقت پر پڑھنے کا ملنا تھا

کیونکہ ان دونوں چیزوں میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

! اگر کوئی شخص قصداً نماز چھوڑ دے تو جمہور (جن میں ائمہ اربعہؒ شامل ہیں) کے نزدیک وہ گنہگار بھی ہوگا اور بعد میں اس پر قضا بھی ضروری ہے (بدایۃ المجتھد' ج ۱ص ۱۴۲)

کئی ایک نمازیں فوت ہو جائیں تو ان کے پڑھنے کا طریقہ

جو نمازیں کسی معقول عذر کی وجہ سے رہ گئی ہیں انھیں بالترتیب ادا کرنا چاہیے۔ مثلاً اول صبح کی' پھر ظہر کی قضا نماز ادا کرے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "خندق کی لڑائی کے دن مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو چار نمازیں ادا کرنے کی فرصت نہیں دی جب حسب مشیت ایزدی رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو حسب الحکم بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی پھر اقامت پڑھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کی پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ (ترمذی' ج ۱ص ۴۳)

نماز تہجد کا بیان

نبی اکرم ﷺ مختلف اوقات میں بہت سی نفل نمازیں پڑھا کرتے تھے اور احادیث میں ان نوافل کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے دراصل نوافل کی کثرت ہی سے بندہ خدا کا قرب پاتا ہے اور اس کے یہاں بلند مرتبوں پر فائز ہوتا ہے۔ مکروہ اوقات کے علاوہ جب بھی کوئی نفل نمازیں پڑھنی چاہے اور جتنی پڑھنی چاہے وہ خیر و برکت ہی کا ذریعہ ہے۔ البتہ کچھ مخصوص نوافل آپ نے خاص خاص اوقات میں بھی پڑھے ہیں اور ان کی الگ الگ فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ ذیل میں انہی مخصوص نوافل کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نماز تہجد

تہجد کی نماز سنت ہے۔ نبی ﷺ ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کے التزام کی ترغیب دیتے تھے۔ قرآن پاک میں نبی ﷺ کو اس کی خصوصی تاکید

Marfat.com

فرمائی گئی ہے اور چونکہ امت کو نبی ﷺ کی پیروی کا حکم ہے۔ اس لئے تہجد کی یہ تاکید بالواسطہ ساری امت کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ

اور رات کے کچھ حصے میں تہجد پڑھ لیا کیجئے یہ آپ کے لئے خدا کا مزید فضل ہے

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قریب ہے کہ خدا آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے

تہجد کا اہتمام کرنے والوں کو قرآن نے محسن اور متقی قرار دیا ہے اور ان کو خدا کی رحمت اور آخرت کی ابدی نعمتوں اور بھلائیوں کا مستحق قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تہجد کی نماز نفس اور اخلاق کا تزکیہ کرنے اور راہ حق میں صبر و ثبات کی قوت فراہم کرنے کا لازمی اور موثر ترین ذریعہ ہے

﴿اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا﴾ (المزمل)

بلاشبہ رات کا اٹھنا نفس کو خوب ہی روندنے والا ہے اور اس وقت کا ذکر نہایت ہی درست ہے

دوسری جگہ قرآن میں ایسے بندوں کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے

تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا و طمعا (السجدہ)

ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اس وقت اپنے پروردگار سے امید و بیم کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں۔

آگے فرمایا گیا ہے کہ ان بندوں کے اس عمل کا جو انعام و صلہ جنت میں ملنے والا ہے۔ جس میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا پورا سامان ہے جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نماز تہجد کی ترغیب احادیث میں

۱۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو ان کی زبان مبارک سے جو پہلے کلمات میں نے سنے وہ یہ تھے

لوگو! آپس میں میل جول کے وقت السلام علیکم کا کثرت سے استعمال کرو۔ لوگوں کو

Marfat.com

کھانا کھلاؤ' رشتوں کو جوڑے رکھو۔ اور جب لوگ سو رہے ہوں تو تم رات میں نمازیں پڑھو تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے (مشکوٰۃ ص ۱۶۸ ج ۱)

۲۔ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا "تہجد کی نماز کا التزام کرو۔ یہ نیک لوگوں کی خصلت ہے اور خدا سے تمہیں قریب کرنے گناہوں کو مٹانے اور گناہوں سے بچانے اور جسم سے بیماریوں کو بھگانے والی ہے۔" (الترغیب والترہیب ص ۵۴۵ ج ۱)

۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات میں پڑھی جانے والی تہجد کی نماز ہے۔" (مشکوٰۃ' ص ۱۱۰' ج ۱)

۴۔ ایک اور موقعہ پر آپؐ نے فرمایا

شب کی آخری گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ آسمانوں کی طرف نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں ہے کوئی پکارنے والا جو مجھے پکارے تو میں اس کی سنوں۔ مجھ سے مانگے تو میں اسے دوں۔ مجھ سے گناہوں کی بخشش چاہے تو میں اسے بخش دوں۔ (بخاری' ج ۱' ص ۵۳)

میاں بیوی کا تہجد کے لئے اٹھنا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی رحمت اس بندے پر جو رات کو اٹھا اور اس نے نماز تہجد پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا اور اس نے بھی نماز پڑھی اور اگر (نیند کے غلبہ کی وجہ سے) وہ نہیں اٹھتی تو اس کے منہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے کر بیدار کر لیا اور اسی طرح اللہ کی رحمت اس بندی پر جو رات کو نماز تہجد کے لئے اٹھی اور اس نے نماز ادا کی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا۔ پھر اس نے بھی اٹھ کر نماز پڑھی اور اگر وہ نہ اٹھا تو اس کے منہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے کر اٹھا دیا۔ (ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۹۲)

نیند سے اٹھنے کے بعد یہ دعا پڑھیں

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھتے تو یہ پڑھتے

اللہ اکبر دس بار' الحمد للہ دس بار' سبحان الملک القدوس دس بار' استغفر اللہ دس بار' لا الہ الا اللہ دس بار۔

Marfat.com

پھر فرماتے۔ (نسائی' ج ا' ص ۱۹۳)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ دس بار پھر نماز شروع فرماتے

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوتے تو ذکر اور دعاؤں میں مشغول ہو جایا کرتے۔ اس سلسلہ میں اور بھی کئی دعائیں آپ سے منقول ہیں۔ جو یاد ہو پڑھ لی جائیں۔

نماز تہجد کی رکعات

رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سے زیادہ تیرہ رکعت اور اکثر گیارہ اور کم سے کم سات رکعت ثابت ہیں (بخاری' ج ا' ص ۱۵۳)

نماز تہجد پڑھنے کا طریقہ

جب آدمی تہجد کے لئے اٹھے تو باوضو ہو کر دو دو رکعت پڑھے پہلی دو رکعت ہلکی ہوں اور باقی لمبی۔ اگر چار چار پڑھیں تو بھی درست ہے لیکن افضل دو دو ہی ہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔

نماز تہجد کا وقت

تہجد کے معنی ہیں نیند توڑ کر اٹھنا قرآن میں رات کے کچھ حصے میں سونے کی جو تاکید کی گئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ حصے میں سونے کے بعد پھر اٹھ کر نماز پڑھی جائے۔ تہجد کا مسنون وقت یہی ہے کہ نماز عشاء کے بعد آدمی سو رہے اور پھر نصف شب کے بعد اٹھ کر نماز پڑھے۔ نبی ﷺ کبھی آدھی رات کو بھی اسی لئے کچھ پہلے یا بعد میں نیند سے بیدار ہوتے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر سورہ آل عمران کے آخری رکوع کی چند آیات پڑھتے' وضو اور مسواک کر کے نماز شروع فرماتے۔

نماز وتر کا بیان

وتر طاق کو کہتے ہیں اس کی ضد شفع یعنی جوڑا ہے۔ تہجد کے بعد ایک وتر پڑھا جائے تو ساری نماز طاق ہو جائے گی اس لئے اس کی تعداد ایک سے تیرہ تک ہے ہر طاق عدد رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

Marfat.com

نماز وتر کی تاکید

نماز وتر سنت ہے۔ اسکی حدیث میں بہت تاکید آئی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتے ہیں۔ اے اہل قرآن وتر پڑھا کرو۔ (ابوداؤد' ج ا'ص ۲۰۷)

ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ (کاشانہ نبوت سے) باہر تشریف لائے اور ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے ایک اور نماز تمہیں عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ وہ نماز وتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے نماز عشاء کے بعد سے طلوع صبح صادق تک مقرر کیا ہے (ترمذی' ج ا'ص ۱۰۳)

نماز وتر کا وقت

نماز وتر کا اصلی وقت تو رات کا آخری حصہ ہے لیکن پہلی رات عشاء کے ساتھ پڑھنے کی بھی رسول اللہ نے اجازت دی ہے آپؐ کے الفاظ یہ ہیں

من خاف ان لا یقوم من اخر اللیل فلیوتر اولہ ومن طمع ان یقوم اخرہ فلیوتر اخر اللیل فان صلوۃ اخر اللیل مشھودۃ وذلک افضل (مسلم ص ۲۵۸، ج ۱)

جسے خطرہ ہو کہ وہ پچھلی رات نہیں جاگ سکے گا۔ وہ پہلی رات وتر پڑھ لے اور جسے امید ہو کہ وہ آخر رات جاگ اٹھے گا تو وہ آخر رات ہی میں وتر پڑھے۔ کیونکہ رات کے آخری حصہ میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل وقت ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے مختلف احوال واوقات میں ایک' تین' پانچ' سات' نو تک وتر پڑھنے ثابت ہیں (مشکوٰۃ' ج ا'ص ۱۱۲)

تہجد کی پوری نماز آخری رکعت کی وجہ سے بھی وتر کہلاتی ہے۔ اس لئے وتر کی تعداد سات' نو' گیارہ' اور تیرہ بھی بعض روایات میں آئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا

توتر لہ ما قد صلی (مشکوۃ ج ۱، ص ۱۱۱)

یہ آخری رکعت ساری نماز کو وتر بنادے گی۔

وتر پڑھنے کا طریقہ

تین اور پانچ وتر پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔

۱۔ اکھٹے پڑھے اور درمیان میں التحیات کے لئے نہ بیٹھے۔ بلکہ آخر میں التحیات پڑھ کر سلام پھیر دے (مسلم، ج ۱، ص ۲۵۳)

۲۔ دو سلام سے پڑھے۔ یعنی دو رکعت الگ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اور ایک رکعت الگ پڑھے۔ افضل طریقہ یہ دوسرا ہی ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ: صلوة اللیل مثنی مثنی رات کی نماز دو دو رکعت ہے

سات وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھٹی رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھنا چاہے تو بیٹھ سکتا ہے اور نو وتر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ آٹھویں رکعت پر التحیات کے لئے ضرور بیٹھے۔

مسئلہ نقض الوتر

اگر کوئی شخص اخیر رات اٹھنے کا عادی ہو اور تہجد پڑھتا ہو تو وہ پہلی رات وتر نہ پڑھے بلکہ تہجد کے بعد اخیر رات پڑھے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

اجعلوا اخر صلوتکم باللیل وتراً (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۱۱)

رات میں اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ (یعنی رات کی نمازوں میں تمہاری آخری نماز وتر ہو) اور جو شخص آخری رات اٹھنے کا عادی نہ ہو تو وہ پہلی رات ہی پڑھ لے اگر پھر پچھلی رات بھی آنکھ کھل گئی تو اس کے متعلق دو صورتیں آئی ہیں۔

۱۔ پہلے وتروں کو توڑے یعنی آخری رات جب اٹھے تو پہلے ایک رکعت پڑھ کر (پہلی کے پڑھے ہوئے) وتروں کو شفع کرے پھر جتنے نفل پڑھنے ہوں پڑھ لے۔ پھر آخر میں دوبارہ وتر پڑھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

۲۔ پہلی رات کے وتر قائم رکھے اور آخر رات جتنے نفل پڑھنا چاہے دو دو رکعت کرکے پڑھ لے اور آخر میں پھر دوبارہ وتر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ لا وتران في ليلة

ایک ہی رات دو مرتبہ وتر نہیں پڑھے جاسکتے۔ یہ مسلک صحابہ کی ایک کثیر جماعت کا ہے۔ انہی میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

Marfat.com

وتروں کے بعد دو نفل

مذکورہ حدیث (یعنی رات میں اپنی آخری نماز وتر کو بناؤ) سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ یہ کوئی افضل طریقہ نہیں ہے۔ کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے کہ "رات کی نماز کا آخر وتر کرو" پھر وتر کے بعد نفل پڑھنے افضل کس طرح ہوں گے؟ ہاں اگر پڑھ لے تو جائز ہے' منع نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بعض دفعہ پڑھے ہیں۔ مگر جب ایک طرف آپؐ کا امر ہو اور دوسری طرف آپؐ کا فعل' تو عموماً فعل سے جواز مراد ہوتا ہے اور امر سے بہتر۔ پس ہمیں بہتر صورت اختیار کرنی چاہیے۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے

ایک بات یہاں یہ بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ہم بیٹھ کر نماز پڑھیں تو آدھا ثواب ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو پورا ثواب ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی کہ انھوں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ مجھے تو کسی نے آپ کے حوالے سے یہ بتایا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا ثواب ملتا ہے اور آپؐ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں مسئلہ وہی ہے لیکن میں اس معاملے میں تمہاری طرح نہیں ہوں میرے ساتھ اللہ کا معاملہ استثنائی ہے۔ یعنی مجھے بیٹھ کر پڑھنے کا بھی پورا ثواب ملتا ہے۔ (ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۴۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتروں کے بعد اگر کوئی نفل پڑھنا چاہے تو کھڑا ہو کر پڑھے ورنہ آدھا ثواب ملے گا۔

وتروں کی قضا

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو وتر سے پہلے سو گیا تو وہ جب صبح ہو جائے تو پڑھ لے (مشکوٰۃ' ج ۱' ص ۱۱۲)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وتر رہ جائیں تو ان کی قضا دینی چاہیے۔ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے اور اسی طرح آئمہ اربعہ بھی قضا

Marfat.com

دینے کے قائل ہیں پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ وتروں کی قضا دینا واجب ہے یا مستحب۔ بعض کے نزدیک واجب ہے اکثر کے نزدیک مستحب اور جمہور مستحب ہی کے قائل ہیں اور پھر اس میں بھی اختلاف ہے کہ صبح ہو جانے کے بعد وتروں کی قضا کس وقت دے۔ زیادہ صحیح یہی ہے کہ پھر بھی ان کو صبح کی نماز سے پہلے ہی پڑھ لے اور بعد ازاں صبح کی نماز پڑھ لے۔

وتر میں قرات

عبدالعزیز بن جریج تابعیؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں کون کون سی سورتیں پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ پہلی رکعت میں آپ سورۃ اعلیٰ پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۃ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص اور معوذتین (یعنی آخری دو سورتیں)

(ترمذی، ج ۱، ص ۱۰۶)

دعائے قنوت

۱۔ حضرت حسن بن علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے وتروں میں پڑھنے کے لئے یہ دعا تعلیم فرمائی ہے:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ

اے اللہ! تو مجھے ہدایت سے نواز کر ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما اور مجھے عافیت بخش کر عافیت یافتہ لوگوں میں شامل کر اور میری

فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا

سرپرستی فرما کر ان لوگوں میں شامل فرما جن کی تو نے سرپرستی کی۔ مجھے ان چیزوں میں برکت عطا فرما جو تو نے مجھے عنایت فرمائی

قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ

ہیں اور مجھے اس شر سے بچا جس کا تو نے فیصلہ کیا ہے کیونکہ تو ہی فیصلہ فرمانے والا ہے اور تجھ پر کسی کا فیصلہ نافذ نہیں ہوتا اور وہ

مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ

ہرگز ذلیل نہیں ہو سکتا جس کی تو سرپرستی فرمائے اور وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا جس کو تو اپنا دشمن قرار دیدے۔ اے ہمارے رب! تو

نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ

بڑی برکت والا اور بلند و برتر ہے میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں اور اللہ کی رحمت ہو اپنے نبی پر

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نماز صبح اور وتر میں خود یہ دعا پڑھا کرتے (سنن کبریٰ بیہقی، ص ۲۱۰، ج ۳) اور طبرانی کی ایک روایت میں یہ دعا بصیغہ جمع بھی آئی ہے۔☆

وتروں کے بعد کی دعا

رسول اللہ ﷺ جب وتر کا سلام پھیرتے تو تین دفعہ سبحان اللہ الملک القدوس کہتے۔ تیسری دفعہ بلند آواز سے کہتے (حصن حصین، ص ۷۴)

۲۔ نیز آپ وتروں کے آخر میں یہ دعا بھی پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ

اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیری سزا اور تیرے عذاب

عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ

سے تیری عافیت، بخشش کی پناہ لیتا ہوں اور تجھ سے تیری پناہ لیتا ہوں مجھ سے صفت وثناء کا حق

كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

ادا نہیں ہو سکتا۔ تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ثناء وصفت بیان کی ہے۔

رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعائے قنوت پڑھنا

حضرت حسن بن علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وتر میں جبکہ میں رکوع سے سر اٹھاؤں اور صرف سجدہ باقی رہ جائے مندرجہ بالا دعائے قنوت سکھائی۔ (سنن الکبریٰ، ج ۳، ص ۳۹)

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ:

قنوت کا محل آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے۔ (شرح مسلم)

آپؐ کے خلفاء اربعہؓ بھی رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر قنوت پڑھا کرتے تھے اور صحیح احادیث سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔

☆ مقتدی اگر امام کے ساتھ آمین کہتا جائے تو بھی کافی ہے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

قنوت نازلہ

اسلام سے پیشتر لوگوں کے برادرانہ تعلقات کی وجوہات مختلف تھیں۔ جو اب تک بھی دنیا کی اکثر آبادی میں رائج ہیں مثلاً نسب و قومیت' ہم وطنی اور ہم پیشہ وغیرہ ہونا۔ لیکن اسلام نے اپنی برادری کی بنا ان وجوہات میں سے کسی پر بھی نہیں رکھی۔ بلکہ محض ایمان و اسلام کی بنا پر دنیا میں وحدت قومی اور اتحاد برادری قائم کرنا چاہا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (حجرات)

تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

نیز فرمایا وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

یعنی مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے محب اور مددگار ہیں۔

اسلامی محبت و اخوت کا یہ تقاضا ہے کہ اہل اسلام جب کبھی سخت حالات میں گھرے ہوئے ہوں شب و روز کے ہنگامی مصائب اور دشمن کے خوف و دہشت سے ان کی زندگی اجیرن بن گئی ہو۔ ہر طرف دشمنان اسلام کا زور ہو اور وہ ملت اسلامیہ کو تباہ کرنے اور اسلام کا نور بجھانے کے لئے اہل اسلام پر دردانگیز مظالم کر رہے ہوں۔ ایسے یاس انگیز حالات سے نجات پانے' دشمن کا زور توڑنے اور خدا سے اس کی ہلاکت و بربادی کی درخواست کرنے کے لئے دعائے قنوت پڑھنا مسنون ہے۔ ☆

قنوت نازلہ کے الفاظ متعین نہیں ہیں نبی اکرم ﷺ حسب موقعہ مناسب الفاظ سے دعا فرماتے تھے۔ وتر میں وہی دعا فرماتے جو حضرت حسنؓ سے منقول ہے ذیل میں

☆ قنوت نازلہ سے مراد وہ دعا ہے جو نبی ﷺ نے دشمن کی ہلاکت خیزیوں سے نجات پانے' دشمن کا زور توڑنے اور اس کے تباہ ہونے کے لئے پڑھی ہے اور آپ کے بعد صحابہ کرام نے بھی اس کا اہتمام کیا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مسلمان قیدیوں کی نجات اور اہل کفر کی ہلاکت کے لئے متواتر ایک مہینہ تک عشاء کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ایک دن آپ نے یہ دعا نہ پڑھی تو میں نے آپ سے نہ پڑھنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ مسلمان قیدی رہا ہو کر آگئے ہیں۔

(ابوداؤد' ج ا' ص ۲۱۱)

چند ایک دعاؤں کا انتخاب لکھا جاتا ہے۔ خواہ یہ سب دعائیں پڑھی جائیں۔ خواہ ان میں سے بعض کا انتخاب کر لیا جائے۔ بہر حال ان مسنون دعاؤں سے دعا کریں اور مقتدی پیچھے آمین کہیں۔

قنوت' رکوع سے پہلے یا بعد دونوں طرح درست ہے اکثر صحیح روایات رکوع کے بعد کی تائید کرتی ہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں:۔

رواۃ القنوت بعد الرکوع اکثر واحفظ (فتح الباری)

وہ راوی جنہوں نے رکوع کے بعد کا ذکر کیا ہے وہ تعداد میں بھی اور حفظ و اتقان میں زیادہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ

اے اللہ ہم کو بخش دے اور تمام مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو مسلمان مردوں کو اور

وَالْمُسْلِمَاتِ وَ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَ

مسلمان عورتوں کو اور الفت ڈال درمیان ان کے دلوں کے اور سنوار دے ان کے آپس کے

انْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ ط اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفَرَةَ

معاملے اور مدد کر ان کی اوپر اپنے دشمنوں کے اور ان کے دشمنوں کے اے اللہ اپنی درگاہ سے

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ

دور کر کافروں کو جو روکتے ہیں تیرے رستے سے اور جھٹلاتے ہیں تیرے رسولوں کو اور لڑائی کرتے

اَوْلِيَاءَكَ ط اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَ زَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ

ہیں تیرے دوستوں سے۔ اے اللہ! مخالفت ڈال ان کی بات میں اور ہلا دے ان کے قدموں کو

وَ اَنْزِلْ بِهِمْ بَاْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ

اور نازل کر ان پر عذاب اپنا جو کہ تو نہیں ہٹایا کرتا مجرم لوگوں سے۔

دوسری دعا

اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَ لَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا

اے اللہ ہمیں زیادہ کر اور کم نہ کر۔ اور عزت دے ہم کو اور ہمیں ذلیل نہ کر اور ہم کو دے اور

تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَارْضِنَا وَارْضَ عَنَّا

محروم نہ رکھ ہم کو مقدم کر اور نہ مقدم کر اوپر ہمارے دوسروں کو اور راضی کر ہم کو اور راضی ہو ہم سے

تیسری دعا

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتٰبِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ

اے اللہ! جو تو کتاب (قرآن مجید) کا نازل کرنے والا ہے اور بادل کا چلانے والا ہے اور جماعتوں کو

اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ

بھگانے والا ہے شکست دے (قوم کفار کو) اور کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

چوتھی دعا

اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ

اے اللہ ہمارا انجام سب کاموں میں نیک کر اور ہم کو پناہ دے دنیا کی خواری اور

الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ

آخرت کے عذاب سے

مذکورہ بالا سب دعائیں پڑھیں یا ان میں سے بعض بہرحال خاتمہ پر درود شریف ضرور پڑھا جائے جو کم از کم یہ ہے "وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ"

Marfat.com

نماز تراویح

نماز تراویح کوئی الگ نماز نہیں یہ وہی نماز ہے جس کا حکم سورۂ مزمل (قم اللیل) میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کی تعمیل رمضان اور غیر رمضان میں ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ اختلاف اضافت کے سبب اس کے مختلف نام ہیں رات کو عشاء کے بعد پڑھی جانے کے سبب اس کا نام صلوۃ تروایح ہے اور نیند سے بیدار ہو کر اٹھنے کے سبب اس کا نام قیام اللیل اور تہجد ہے اور چونکہ اس کی مجموعی رکعات طاق یعنی وتر ہیں۔ اس لئے اسے نماز وتر بھی کہتے ہیں اور رمضان شریف کی وجہ سے اس کا نام قیام رمضان بھی ہے چونکہ اس کی ہر چار رکعات کے بعد تھوڑا سا آرام کر لیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام نماز تراویح پڑ گیا اور یہی عرف عام میں بولا جانے لگا۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں یہ نام معروف نہیں ہوا۔ بلکہ زمانہ صحابہ میں بھی نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز رات کے پہلے حصے میں بھی پڑھی ہے اور درمیان میں بھی پڑھی ہے ہاں آپ اکثر اوقات نیند توڑ کر رات کے پچھلے حصے میں پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ سورہ مزمل اور کتب احادیث میں مذکور ہے۔

نماز تراویح گیارہ رکعت ہی سنت ہے

اس میں اختلاف نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عام قیام لیل یا صلوٰۃ لیل یا نماز تہجد یا نماز وتر کی تعداد گیارہ رکعات ہوا کرتی تھی اس میں رمضان اور غیر رمضان کی تفریق نہ تھی اسی معنی میں حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ہے:

ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشر ركعةً

(بخاری باب قیام رمضان ص ٢٦٠، ج١)

رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

پس ثابت ہوا کہ نماز تراویح یا قیام رمضان کی رکعات کی تعداد گیارہ تھی اسی وجہ سے امام محمدؒ اپنی موطا میں حضرت عائشہؓ کی اس روایت کو باب قیام شہر رمضان کے تحت لائے ہیں (ص ۱۴۱)

Marfat.com

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمان رکعات ثم اوتر (قیام اللیل ص ۱۵۷)

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان کے مہینے میں آٹھ رکعت جماعت کے ساتھ پڑھائیں پھر وتر پڑھے۔

۳۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا:

یا رسول اللہ انہ کان منی اللیلۃ شئ یعنی فی رمضان قال وما ذاك یا ابی؟ قال نسوۃ فی داری قلن انا لا نقرا القران فنصلی بصلوتك؟ فصلیت بھن ثمانیۃ رکعات واوترت فکانت سنۃ الرضا ولم یقل شیئاً

(قیام اللیل، ص ۱۵۵، فقہ السنۃ، ص ۲۰٦، ج۱)

یارسول اللہ ﷺ مجھ سے آج رات ایک بات ہو گئی فرمایا کیا؟ کہا یارسول اللہ ہماری حویلی کی عورتیں جمع ہو کر کہنے لگیں کہ ہم قرآن مجید نہیں پڑھ سکتیں پس ہم تیری نماز کے ساتھ نماز پڑھیں گی۔ پس میں نے ان کو آٹھ رکعت مع وتر پڑھائیں۔ پس آپ خاموش ہو گئے۔ لہٰذا اس سے آپ کی رضا ثابت ہو گئی۔

حضرت عمرؓ کا حکم

۴۔ حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ:

امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیما الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ (مؤطا امام مالك ص ۹۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں نماز تراویح کی جماعت مقرر کی اور حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داریؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو گیارہ رکعت تراویح اور وتر پڑھائیں۔

یہ امر بالاتفاق مسلم ہے کہ تعداد رکعات وغیرہ مقادیر شرعیہ کا تقرر بغیر نص کے جائز نہیں (فتاویٰ مولانا عبدالحیٔ ص ۸، ج۱)

لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس حکم کی بنا کسی نص پر ہونی ضروری ہے اور وہ سوائے رسول اللہ ﷺ کی عام عادت جس کی شہادت حضرت عائشہ کی حدیث ہے اور سوائے

Marfat.com

ان تین راتوں کے جن کی شہادت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ رکعات اور تین وتر پڑھائے، دیگر کوئی نہیں۔ پس اگر آپ رسول اللہ ﷺ کی عام عادت کی دلیل گردانیں تو قیام لیل اور قیام رمضان اور نماز تہجد اور تراویح کو ایک ہی ماننا پڑے گا اور اگر حضرت جابر کی حدیث کو نص بنائیں تو اس حدیث کو صحیح ماننا پڑے گا کیونکہ جس طرح حضرت جابرؓ رسول اللہ ﷺ کے تین رات کے قیام میں حاضر تھے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ بھی اس میں حاضر تھے تب ہی وہ گیارہ رکعات کا حکم فرماتے تھے۔ وگرنہ ان کے سوا کوئی اور دلیل حضرت عمرؓ کے امر کی بتانی پڑے گی جو نہیں ہے۔

جماعت مقرر کرنے اور گیارہ رکعات کا حکم صادر کرنے کے بعد جب پھر ایک دفعہ حضرت عمرؓ دورہ کرتے ہوئے مسجد نبوی کی طرف آئے تو لوگوں کو نماز تراویح میں مشغول دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ لیکن اتنا فرما گئے کہ رات کے جس حصہ میں تم سو رہتے ہو، یعنی آخری رات، وہ بہتر ہے اس سے، جس میں تم قیام کرتے ہو اور اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگ رات کے پہلے حصے میں قیام کرتے تھے (موطا امام مالک، ص ۹۸) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں یہ پہلے وقت کا قیام اور پچھلے وقت کا قیام ایک ہی نماز ہے۔ فرق صرف فضیلت اور وقت کا ہے۔ نمازیں دو نہیں ہیں۔

تراویح اور تہجد ایک ہی چیز ہے

ذیل میں علمائے احناف کی چند ایک تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ مولانا انور شاہ فرماتے ہیں

میرے نزدیک مختار بات یہ ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ اگر رات کے شروع حصہ میں پڑھی جائے تو تراویح کہلاتی ہے اور اگر رات کے آخری حصہ میں پڑھی جائے تو اس کو تہجد کہتے ہیں۔ (فیض الباری ص ۴۲۰ ج ۲) ۴، ج ۲)

۲۔ مولانا عبدالحیؒ فرماتے ہیں "قیام لیل یعنی نماز تہجد اور قیام رمضان (نماز تراویح) کی نماز ایک ہی ہے اور جن تین راتوں میں رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح باجماعت پڑھائی۔ ان میں نماز تہجد کا الگ پڑھنا حضرت عائشہؓ یا دیگر کسی صحابیؓ سے ہرگز ہرگز منقول نہیں" (فتاویٰ مولانا عبدالحیٰ، ص ۲۹۸، ج ۱)

گیارہ رکعت تراویح پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں ہزارہا صحابہؓ موجود تھے۔ حضرت عمرؓ کے گیارہ رکعات کا حکم دینے پر کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا اور نہ بیس کی شہادت دی پس جب اس امر فاروقی پر ان کا عمل شروع ہو گیا تو گیارہ کی تعداد پر صحابہؓ کا اجماع ثابت ہو گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ جن کو حضرت عمرؓ نے مردوں کا امام مقرر کیا تھا۔ وہ خود زمان رسالتؐ میں رمضان شریف کی راتوں میں اپنے محلہ کی عورتوں کو آٹھ رکعات اور وتر باجماعت پڑھا کر دربار رسالت میں اس کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ جس پر آپؐ نے سکوت فرمایا اور اسی روایت میں ہے کہ ہم نے دیکھا کہ آپ کا سکوت رضامندی کی علامت ہے۔ (فتح الربانی' ص ۱۵' ج ۵)

شیخ ابن ہمامؒ حنفی کا فیصلہ

ائمہ احناف میں شیخ ابن ہمامؒ بہت بڑے محقق امام گزرے ہیں نماز تراویح کی پوری بحث لکھنے کے بعد بطور فیصلہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"قیام رمضان جو سنت ہے وہ تو وتر سمیت گیارہ ہی رکعت ہیں۔ جس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے فعل سے باجماعت ادا کیا۔ لہٰذا بیس رکعت تو مستحب ہوں گی اور بیس میں سے وہ مقدار (آٹھ رکعت) ہی سنت ہے (فتح القدیر' ص ۱۹۸' ج' نور الہدایہ' ص ۱۴۴' ج ۱)

ملا علی قاریؒ

ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں:

ان قيام رمضان سنة احدى عشرة بالوتر في جماعة فعله صلى الله عليه وسلم (مرقاة ص ١٩٤، ج٣)

یعنی تراویح فعل رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعت ہی ہے۔

حاشیہ ہدایہ میں ہے کہ "سنت تو صرف وہی ہے جس کو رسول خدا ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو۔ اس تعریف پر مقدار مذکورہ آٹھ رکعت ہی سنت ہو گی" (ہدایہ' ص ۴۴' ج ۱)

Marfat.com

نماز چاشت یا اشراق کا بیان

جس طرح عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک کے طویل وقفہ میں کوئی نماز فرض نہیں کی گئی ہے لیکن اس درمیان میں تہجد کی نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسی طرح فجر سے لے کر ظہر کے طویل وقفہ میں بھی کوئی نماز فرض نہیں کی گئی مگر اس درمیان میں صلوٰۃ الضحیٰ کے نام سے کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ اگر یہ رکعات طلوع آفتاب کے تھوڑی ہی دیر کے بعد پڑھی جائیں تو ان کو اشراق کہا جاتا ہے اور دن اچھی طرح چڑھنے کے بعد اگر پڑھی جائیں تو ان کو چاشت (ضحیٰ) کہا جاتا ہے۔

ان حضرات کے نزدیک اشراق اور چاشت دو الگ الگ نمازیں ہیں اور کچھ دوسرے علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ دو نمازیں نہیں بلکہ ایک ہی نماز ہے خواہ اچھی طرح دن چڑھنے کے بعد پڑھی جائے۔ یا طلوع آفتاب کے تھوڑی دیر بعد۔ مگر یہ یاد رہے کہ اچھی طرح دن چڑھے کے بعد پڑھنا افضل ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح، ص ۲۴۰، ج ۲)

بدن کی سلامتی کا صدقہ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے ہر شخص کے جوڑ جوڑ پر صبح کو صدقہ ہے۔ (یعنی صبح کو جب آدمی اس حالت میں اٹھتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء ان کا ہر جوڑ صحیح سلامت ہے تو اللہ کی اس نعمت کے شکریہ میں ہر جوڑ کی طرف سے اس کو صدقہ یعنی کوئی نیکی اور ثواب کا کام کرنا ہے اور ایسے کاموں کی فہرست بہت وسیع ہے) پس ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا بھی صدقہ ہے اور الحمد للہ کہنا بھی صدقہ ہے اور لا الہ الا اللہ کہنا بھی صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا بھی صدقہ ہے اور نیکی کا حکم دینا بھی صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے اور اس شکر کی ادائیگی کے لئے دو رکعات کافی ہیں جو چاشت کے وقت پڑھی جائیں۔ (مسلم، ص ۲۵۰، ج ۱)

ایک دوسری حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ ہر

Marfat.com

جوڑ پر اس کے ذمہ صدقہ لازم ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اپنے ہر جوڑ کی طرف سے شکرانہ کا جو صدقہ ہر روز صبح کو ادا کرنا چاہئے، چاشت کی دو رکعات پڑھنے سے وہ پوری طرح ادا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس مختصر شکرانہ کو اس کے ہر جوڑ کی طرف سے قبول فرمالیتا ہے۔ اور غالباً اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ نماز ایسی عبادت ہے جس میں انسان کے سارے اعضاء اور اس کے تمام جوڑ اور اس کا ظاہر و باطن سب ہی شریک رہتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی خصوصی وصیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے محبوب ﷺ نے مجھے تین باتوں کی خاص وصیت فرمائی ہے۔ "ہر مہینے میں تین دن کے روزے اور چاشت کی دو رکعات اور تیسرے یہ کہ میں سونے سے پہلے ہی وتر پڑھ لیا کروں۔ (مسلم، ج ۱، ص ۲۵۰)

اشراق پڑھنے کا افضل طریقہ

اگر کسی کو فراغت ہو تو اشراق پڑھنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ فجر کی نماز پڑھ کر وہیں بیٹھا رہے۔ یہاں تک کہ چاشت کی نماز سے فارغ ہو کر گھر لوٹے (مرعاۃ، ص ۲۴۰، ج ۲)

رکعات کی تعداد

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اے فرزند آدم! تو دن کے ابتدائی حصہ میں چار رکعات میرے لئے پڑھا کر، میں دن کے آخری حصے تک تجھے کفایت کروں گا۔ (ترمذی، ج ۱، ص ۱۰۸)

حضرت معاذہ عدویہؒ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا

چار رکعات اور اس سے زیادہ جتنی اللہ چاہتا (مسلم، ج ۱، ص ۲۴۹)

حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو اکثر چار رکعت پڑھتے اور کبھی کبھی اس سے زیادہ بھی پڑھتے لیکن خود حضرت عائشہ کا معمول آٹھ رکعت پڑھنے کا تھا اور ان کو یہ رکعات اتنی محبوب

Marfat.com

تھیں کہ آپ فرماتی تھیں۔ لو نشر لی ابوای ترکتھا (مؤطا امام مالک ص ۱۳۶)
اگر میرے والدین پھر سے دنیا میں بھیج دیئے جائیں تو ان کی زیارت و ملاقات کی پرمسرت مشغولیت میں بھی میں ان رکعات کو نہیں چھوڑوں گی۔

تحیۃ المسجد

تحیۃ المسجد سے مراد وہ نماز جو مسجد میں داخل ہونے کے لئے پڑھنا مسنون ہے۔
نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو جب تک دو رکعت نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔" (بخاری' ج۱' ص ۶۳)
مسجد چونکہ خدا کی عبادت کے لئے تعمیر کی جاتی ہے اس لئے اس کی تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ وہاں داخل ہوتے ہی آدمی خدا کے حضور سجدہ ریز ہو جائے اور اگر کوئی داخل ہونے کے بعد فرض نماز پڑھ لے تو وہی تحیۃ المسجد کے قائم مقام بھی ہو جائے گی۔

تحیۃ الوضوء

وضو سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز پڑھنا مسنون ہے اور اس کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں اور حدیث میں اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے آپ ؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پورے خلوص سے پڑھے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے (مسلم' ج۱' ص ۱۲۲)

نوافل سفر

سفر کے لئے روانہ ہوتے وقت بھی سنت ہے کہ آدمی گھر سے دو رکعت نماز پڑھ کر نکلے اور سفر سے واپس آنے پر بھی سنت ہے کہ دو رکعت نماز مسجد میں ادا کرنے کے بعد آدمی گھر میں داخل ہو۔ نبی ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں پہنچ کر دو رکعت نماز ادا فرما لیتے تھے نیز آپ نے ارشاد فرمایا:
"کوئی شخص اپنے گھر میں ان دو رکعات سے بہتر کوئی چیز اپنے پیچھے نہیں چھوڑتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ (کتاب الاذکار' ص ۱۹۲)

Marfat.com

نماز تسبیح

اس نماز کو نماز تسبیح اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جاتی ہے:

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

پاک و برتر ہے اللہ اور ساری حمد و تعریف اسی کے لئے ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز خاص طور پر اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی' فرمایا "اس سے اگلے پچھلے' نئے پرانے' چھوٹے بڑے پوشیدہ' ظاہر دانستہ اور غیر دانستہ کئے ہوئے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔" (ابوداؤد' ج ا' ص ۱۹۱)

کتب احادیث میں صلوٰۃ تسبیح کی تعلیم و تلقین رسول اللہ ﷺ سے متعدد صحابہ کرام ؓ سے روایت کی گئی ہے۔ امام ترمذیؒ نے رسول اللہ ﷺ کے خادم اور آزاد کردہ غلام حضرت ابورافعؓ کی روایت اپنی سند سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ' عبداللہ بن عمرؓ اور فضل بن عباسؓ نے بھی اس کو روایت کیا ہے (ترمذی' ج ا' ص ۱۰۹)

حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب "الخصال المکفرۃ" میں ابن جوزیؒ کا رد کرتے ہوئے صلوٰۃ تسبیح کی روایات اور ان کی سندی حیثیت پر تفصیل سے کلام کیا ہے اور ان کی بحث کا حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث کم از کم "حسن" یعنی صحت کے لحاظ سے درجہ دوم کی ضرور ہے۔

نماز تسبیح پڑھنے کا طریقہ

چار رکعت کی نیت باندھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت پڑھے۔ جب سورت پڑھ کر فارغ ہو تو قیام میں پندرہ دفعہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے۔ پھر رکوع میں دس مرتبہ پھر رکوع سے سر اٹھا کر دس دفعہ پھر سجدہ میں دس مرتبہ پھر سجدوں کے درمیان دس مرتبہ پھر دوسرے سجدے میں دس دفعہ پھر سجدے سے سر اٹھا کر جلسہ استراحت میں دس دفعہ یہ کل ایک رکعت میں پچھتر

ہوئے اس کے بعد ہر رکعت میں اسی طرح پچھتر پورے کرے (مشکوٰۃ' ج ا'ص ۱۱۷)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ چار رکعت ہے اور رات کو اگر پڑھے تو بہتر یہ ہے کہ دو دو کر کے پڑھے اور اگر دن کو پڑھے تو اختیار ہے اکٹھی پڑھے یا دو دو۔ پہلے ارکان کے وظائف پڑھے بعد میں یہ تسبیح پڑھے اگر اس نماز میں بھول لگ جائے تو سہو کے سجدوں میں یہ تسبیحات پڑھے (جزء القراۃ' ص ۷۷)

تنبیہہ

بعض مقامات پر نماز تسبیح باجماعت پڑھنے کا رواج ہے۔ حالانکہ باجماعت پڑھنے کا حدیث میں ثبوت نہیں ہے اس لئے یہ نماز انفرادی طور پر پڑھنی چاہئے۔ باجماعت ادا کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ نماز ہر روز پڑھی جائے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ہر جمعہ میں ایک مرتبہ وگرنہ ہر سال میں ایک مرتبہ ورنہ عمر میں ایک مرتبہ پڑھ لینی چاہئے۔

نماز توبہ

انسان خطا کار ہے جب کوئی گناہ ہو جائے تو نادم ہو کر خدا کے حضور گڑگڑانے اور اپنے گناہ کی معافی مانگنے کے لئے دو رکعت نفل پڑھنا مسنون ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "کسی مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ وضو کر کے دو رکعت نفل نماز ادا کر کے اللہ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (الآیۃ)

اور ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر کبھی ان سے کوئی فحش کام سرزد ہو جاتا ہے۔ یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً اللہ انہیں یاد آجاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں کیونکہ اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہ معاف کر سکتا ہے اور وہ دیدہ و دانستہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے (ابن کثیر' ص ۳۹۰' ج ۲)

Marfat.com

نمازِ حاجت

انسان ہر طرح سے محتاج پیدا ہوا ہے۔ ہر طرح کی ضرورتیں اسے گھیرے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حاجت روائی کے لئے صلوۃ حاجت تعلیم فرمائی ہے اور اللہ تعالٰی سے اپنی حاجتیں پوری کرنے کا بہترین اور معتمد ترین طریقہ یہی ہے۔ اس نماز کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ خواہ دن یا رات میں کسی وقت پڑھے۔ صرف مکروہ اوقات سے بچنا چاہئے۔

نماز کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ جب آدمی کو خدا کی طرف یا کسی بندے کی طرف کسی قسم کی حاجت ہو تو پہلے اچھی طرح وضو کرے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر خدا کی حمد و ثنا کرے مثلاً سورہ فاتحہ پڑھے۔ اس میں خدا کی حمد و ثنا ہے۔ پھر درود شریف پڑھے۔ پھر یہ دعا پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْكَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بڑے حلم والا اور بڑا کریم ہے پاک و مقدس ہے وہ اللہ جو عرش عظیم کا بھی رب اور

الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ

مالک ہے ساری حمد و ستائش اللہ کیلئے جو سارے جہان کا رب ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان اعمال اور

رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ

ان اخلاق و احوال کا جو تیری رحمت کا موجب اور وسیلہ اور تیری بخشش کا پکا ذریعہ بنیں اور تجھ سے طالب ہوں ہر نیکی

وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ

سے فائدہ اٹھانے اور حصہ لینے کا اور ہر گناہ اور معصیت سے حفاظت اور سلامتی کا۔ خداوندا میرے سارے ہی گناہ

ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ

بخش دے اور میری ہر فکر و پریشانی دور کردے اور میری ہر حاجت جس سے تو راضی ہو اس کو پورا فرمادے۔ اے سب

رِضًا اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

مہربانوں سے بڑا مہربان

اس دعا کے بعد جو ضرورت اور حاجت درپیش ہو وہ خدا کے حضور پیش کی جائے۔
یہ نماز حاجت روائی کے لئے مجرب ہے۔
نوٹ: یہ روایت سنداً کمزور ہے۔

نماز استخارہ

استخارہ کے معنی میں خیر اور بھلائی چاہنا۔ جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو مثلاً کہیں نکاح کا پیغام بھیجنا' آئے ہوئے پیغام کو قبول یا رد کرنا' کسی سفر پر روانہ ہونا' کوئی نیا کاروبار شروع کرنا' کسی سے کوئی معاملہ یا معاہدہ کرنا' کسی مکان' دکان یا زمین کو خریدنا یا فروخت کرنا' کسی ملازمت سے علیحدگی اختیار کرنا یا ملازمت کے' لئے درخواست دینا یا قبول کرنا وغیرہ اور ذہن متردد ہو کہ معلوم نہیں کس پہلو کو اختیار کرنے میں میرے لئے بھلائی اور خیر ہے تو ایسی صورت میں قلب کو کسی پہلو پر مطمئن اور یکسو کرنے کے لئے استخارہ کرنا سنت ہے۔ استخارے کے بعد جس فیصلے کی طرف قلب کا میلان اور طبیعت کی رغبت محسوس ہو ان شاء اللہ اس کو اختیار کرنے میں کبھی نامرادی نہ ہوگی۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

استخارہ کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا اور مشورہ کرنے والا کبھی پشیمان نہیں ہوتا۔ اور کفایت سے کام لینے والا کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ (مجمع الزوائد' ج ۲' ص ۲۸۰)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

خدا سے استخارہ کرنا اولاد آدم کی سعادت ہے اور قضائے الٰہی پر راضی ہونا بھی اولاد آدم کی سعادت ہے اور اولاد آدم کی بدبختی یہ ہے کہ وہ خدا سے استخارہ نہ کرے اور خدا کی قضا پر ناخوش ہو۔ (مجمع الزوائد' ج ۲' ص ۲۸۰)

استخارہ کا طریقہ

استخارے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی اہم کام درپیش ہو اور ذہن کو کسی ایک رخ پر یکسوئی نہ ہو تو مکروہ اوقات کے علاوہ جب بھی موقع ہو دو رکعت نفل پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔ خواہ التحیات میں یا سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر یا بغیر ہاتھ اٹھائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ
اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعے خیر مانگتا ہوں۔ تیری قدرت کے ذریعے تجھ سے
مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا
تیرے زبردست فضل و کرم کا سوال کرتا ہوں اس لئے کہ تو قدرت والا ہے اور مجھے قدرت نہیں
اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ط اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ ھٰذَا
اور تو علم والا ہے اور مجھے علم نہیں اور تو غیب کی ساری باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر
الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ
تیرے علم میں یہ کام میرے لئے بہتر ہے میرے دین اور دنیا کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے
عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ
تو میرے لئے اسے مقدر فرما اور میرے لئے اس کو آسان کر اور میرے لئے اس کو مبارک بنا
فِیْہِ، وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ
دے اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے برا ہے میرے دین اور دنیا کے لحاظ سے اور انجام
وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ
کے لحاظ سے تو اس کام کو مجھ سے دور رکھ۔ اور مجھے اس سے بچائے رکھ اور میرے لئے خیر اور
عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ[1]
جہاں کہیں بھی ہو اور پھر مجھے اس پر راضی اور مطمئن کر دے۔

یہ استخارہ کا مسنون طریقہ ہے۔ خواہ ایک دن کرے یا زیادہ۔ کوئی بڑا اہم معاملہ ہو تو تین دن بھی کر سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ شریف کی نئے سرے سے تعمیر کے لئے تین دن تک استخارہ کیا تھا۔ حدیث میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ہے کہ اللہ کی راہنمائی بندے کو کس طرح حاصل ہو گی۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سو جانا چاہئے تاکہ نیند میں اس کو پتہ لگ جائے کہ یہ کام بہتر ہے یا نہیں۔ بیداری میں بھی دل کا میلان ورجحان ایک طرف ہو سکتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود بخود اس کام کے کرنے کا جذبہ اور داعیہ دل میں بڑھ جاتا ہے۔ یا اس کے برعکس اس کی طرف سے

Marfat.com

دل بالکل ہٹ جاتا ہے۔ ایسی صورت میں ان دونوں کیفیتوں کو منجانب اللہ اور دعا کا نتیجہ سمجھنا چاہئے اور اگر استخارہ کے بعد تذبذب کی کیفیت رہے تو استخارہ بار بار کیا جائے اور جب تک کسی طرف رجحان نہ ہو جائے' اقدام نہ کیا جائے۔

نوٹ: دعائے استخارہ میں ھذا الامر کی جگہ اس کام کا نام صراحت سے لینا چاہئے جس کے لئے استخارہ کیا جا رہا ہے۔

نماز عیدین کا بیان

عید کے دن مسنون کام

عید کے دن مندرجہ ذیل کام کرنے مسنون ہیں:

(۱) عید کے دن غسل کرنا مستحب ہے (۲) عمدہ لباس پہننا (جو بھی میسر ہو چاہے نیا ہو یا دھلا ہوا) (۳) خوشبو استعمال کرنا۔ (۴) عید گاہ جانے سے پہلے ہی صدقۃ الفطر ادا کر دینا (۵) عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا (۶) عید الاضحیٰ کے دن بھی وہ سارے کام مسنون ہیں جو عید الفطر کے دن مسنون ہیں۔ البتہ ایک بات میں فرق ہے۔ وہ یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ جانے سے پہلے کچھ نہ کھانا مسنون ہے (تلخیص' ج ۲' ص ۸۳)

عیدین کی نماز کا وقت

رسول اللہ ﷺ کی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کے وقت کے بارے میں سب سے زیادہ واضح حدیث وہ ہے جو حافظ ابن حجرؒ نے "تلخیص الجبیر" میں احمد بن حسن البناء کی کتاب الاضاحی کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت جندب رضی اللہ عنہ کی روایت سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

رسول اللہ ﷺ عید الفطر کی نماز ہم لوگوں کو ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ آفتاب بقدر دو نیزے کے بلند ہوتا تھا اور عید الاضحیٰ کی نماز ایسے وقت پڑھاتے تھے کہ آفتاب بقدر ایک نیزہ کے ہوتا تھا۔

اس نماز کے لئے نہ اذان ہے اور نہ تکبیر اور اس میں خطبہ جمعہ کے خطبہ کی طرح

Marfat.com

ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے ہے اور عید کا خطبہ نماز کے بعد ہے۔

تکبیراتِ عید

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں میں خصوصیت سے تکبیرات بہت پڑھنی چاہئے۔ رمضان المبارک کی آخری تاریخ کو سورج غروب ہونے سے تکبیروں کا آغاز ہوجاتا ہے۔ پھر جب امام نماز کیلئے نکلے تو تکبیریں ختم کردینی چاہئے (کتاب الام' ص ۲۰۵' ج ۲)

عید الاضحیٰ کے لئے نویں ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک تکبیریں پڑھنی چاہئیں خاص کر نمازوں کے بعد زیادہ خیال رہے۔

تکبیراتِ عید کے الفاظ

اللہ اکبر' اللہ اکبر' لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

فتح الباری میں تکبیرات کے الفاظ اس طرح بھی آئے ہیں

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کبیرا (ص ۴۶۲' ج ۲)

نمازِ عیدین پڑھنے کا طریقہ

اس نماز کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر کھڑے ہوجائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک یا کندھوں تک رفع الیدین کریں (بخاری) پھر سینے پر ہاتھ باندھ کر دعائے افتتاح اللھم باعد بینی الخ' پڑھیں پھر دعائے افتتاح ختم کرکے قراءت سے پہلے ٹھہر ٹھہر کر سات تکبیریں کہیں (ترمذی' ج ۱' ص ۱۱۹) ہر تکبیر پر حضرت عبداللہ بن عمر رفع الیدین کیا کرتے تھے (تلخیص' ص ۱۴۸' ج ۲) پھر امام اونچی آواز سے سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت پڑھے۔ پہلی رکعت پڑھ کر آپ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں اور قیام کی تکبیر کہہ چکیں تو قراءت شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں (ترمذی' ج ۱' ص ۱۱۹)

Marfat.com

عیدین کی نماز میں قرات

نماز عید میں ویسے تو جو سورت یاد ہو پڑھ سکتا ہے مگر مندرجہ ذیل سورتیں پڑھنی مسنون ہیں۔

سورۂ اعلیٰ اور غاشیہ یا سورۂ ق اور قمر یا سورۂ نباء اور شمس (ترمذی ص ۷۰ ج ۱)

نماز عیدین سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھی اور اس سے پہلے یا بعد آپنے کوئی نفلی نماز نہیں پڑھی (بخاری ص ۱۳۵ ج ۱)

عید گاہ کی آمدورفت میں راستہ کی تبدیلی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن راستہ بدل دیتے تھے (بخاری، ج ۱، ص ۱۳۴)

قربانی کا وقت

عید الاضحیٰ کے دن عید کی نماز پڑھنے کے بعد قربانی کریں۔ (مشکوۃ، ج ۱، ص ۱۲۹)

نماز عید میں خواتین کی شرکت

پانچ نمازوں اور جمعہ میں خواتین کو شمولیت کی صرف اجازت ہے اور افضل گھروں میں پڑھنا ہے۔ لیکن عیدین کی نماز میں شمولیت کی تاکید آئی ہے۔ حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم کنواری اور جوان لڑکیوں، پردہ نشین خواتین اور ان خواتین کو بھی جو حالت حیض میں ہوں۔ عید گاہ لے جایا کریں۔ البتہ وہ خواتین جو حالت حیض میں ہوں عید گاہ میں نماز کی جگہ سے الگ بیٹھیں اور تکبیر کہتی رہیں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک رہیں۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ بعض خواتین کے پاس چادر وغیرہ میسر نہیں ہوتی۔ (وہ کیسے عید گاہ جائیں) فرمایا جس خاتون کے پاس چادر ہو۔ اس کو چاہئے کہ وہ اپنی بہن کو چادر میں لے چلے (بخاری، ص ۱۳۴)

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں

عید کی نماز کھلے میدان میں پڑھنی مسنون ہے۔ ہاں اگر بارش وغیرہ کا عذر ہو تو مسجد میں بھی جائز ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

ایک دفعہ عید کے دن بارش ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عید کی نماز مسجد نبویؐ ہی میں پڑھائی۔ (ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۷۱) نوٹ: اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

سورج اور چاند گہن کی نماز کا بیان

سورج یا چاند کا گہن میں آجانا اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ اور اس کے جلال و جبروت کی ان نشانیوں میں سے ہے جن کا کبھی کبھی ظہور ہوتا ہے اور جن کا حق ہے کہ جب ان کا ظہور ہو تو اللہ کے بندے عاجزی کے ساتھ اس قادر و قہار کی عظمت و جلال کے سامنے جھک جائیں اور اس سے رحم و کرم کی بھیک مانگیں۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں ٹھیک اس دن جس دن آپؐ کے شیر خوار صاحبزادے ابراہیم کا قریباً ڈیڑھ سال کی عمر میں انتقال ہوا تھا' سورج کو گہن لگا۔

عربوں میں زمانہ جاہلیت کے توہمات میں سے ایک یہ خیال بھی تھا کہ بڑے آدمیوں کی موت پر سورج گہن لگتا ہے اور گویا وہ اس کے ماتم میں سیاہ چادر اوڑھ لیتا ہے۔ حضرت ابراہیم ؓ کے وفات کے دن سورج کے گہن میں آجانے سے اس توہم پرستی اور غلط عقیدہ کو تقویت پہنچ سکتی تھی بلکہ بعض روایات میں ہے کہ کچھ لوگوں کی زبانوں پر یہ بات آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت غیر معمولی خشیت اور انتہائی فکر مندی کے ساتھ اللہ کے حضور میں جماعت سے دو رکعت نماز پڑھی۔ یہ نماز بھی غیر معمولی قسم کی تھی۔ آپ نے اس میں بہت طویل قرات کی اور قرات کے دوران آپ نے کئی رکوع کئے۔ اس طرح اس نماز میں آپؐ نے رکوع اور سجدے بھی بہت طویل کئے اور اثناء نماز میں دعا بھی بہت اہتمام اور ابتہال کے ساتھ کی۔ اس کے بعد آپؐ نے خطبہ دیا اور اس میں خاص طور سے اس غلط خیال کی تردید کی کہ سورج یا چاند کو گہن کسی بڑے آدمی کی موت کی وجہ سے لگتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ محض جاہلانہ توہم

Marfat.com

پرستی ہے جس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں یہ تو دراصل اللہ کی قدرت و سطوت اور اس کے جلال و جبروت کی نشانی ہے۔ جب ایسی کسی نشانی کا ظہور ہو تو عاجزی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اس کی عبادت اور اس سے دعا کرنی چاہئے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں

هذه الايات التي يرسل الله عزوجل لا تكون لموت احدٍ ولا لحيوته ولكن يخوف الله بها عباده فاذا رايتم شيئًا من ذالك فافزِعوا الى ذكره ودعائه واستغفاره

(بخاری ص ۱۴۵، ج ۱)

یہ نشانیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے۔ یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے واقع نہیں ہوتیں۔ بلکہ بندوں کے دلوں میں اللہ کا خوف پیدا کرنے کے لئے ظاہر ہوتی ہیں۔ جب تم ایسی کوئی چیز دیکھو تو خوف اور فکر کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کو یاد کرو اور اس سے دعا و استغفار کرو۔

نماز کا طریقہ

گہن کی نماز کم سے کم دو رکعت ہے اسکی قراءت بلند آواز سے کی جاتی ہے اس میں رکوعات کی تعداد عام نمازوں سے زیادہ آئی ہے ہر ایک رکعت میں چار چار رکوع تک آئے ہیں اور کم سے کم دو۔ اسکی صورت یہ ہے کہ ایک رکوع کرکے کھڑا ہو جائے اور پھر نئے سرے سے فاتحہ پڑھ کر بدستور قراءت شروع کرے پھر رکوع کرکے بدستور سابق قرات پڑھے۔ اسی طرح ایک رکعت میں چار رکوع کرنے درست ہیں۔ (مسلم ص ۲۰۴ ج ۶)

حضرت ابی بن کعب کی روایت میں پانچ پانچ رکوع کا ذکر بھی آیا ہے لیکن وہ سنداً ضعیف ہے۔ سورج یا چاند گرہن کے وقت صدقہ و خیرات کرنے کا بھی حکم حدیث میں آیا ہے (بخاری، ج ۱، ص ۱۴۴)

Marfat.com

نماز استسقاء کا بیان

بارش عام انسانوں کی بلکہ اکثر حیوانات کی بھی ان ضروریات میں سے ہے جن پر زندگی کا گویا انحصار ہے اس لئے کسی علاقہ میں قحط پڑ جانا وہاں کی مجموعی مصیبت بلکہ ایک گونہ عذاب عام ہے رسول اکرم ﷺ نے جس طرح شخصی اور انفرادی حاجتوں اور پریشانیوں کے لئے نماز حاجت تعلیم کی ہے۔ جس کا بیان پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے اسی طرح اس عمومی مصیبت اور پریشانی کے دفعیہ کے لئے بھی آپ نے ایک اجتماعی نماز اور دعا کی تعلیم فرمائی۔ جس کی منظم اور مکمل شکل "صلوٰۃ استسقاء" ہے۔ استسقاء کے لغوی معنی ہی پانی مانگنے اور سیرابی طلب کرنے کے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک دفعہ قحط پڑا تو آپ نے نماز استسقاء پڑھی اور اللہ کے حکم سے اسی وقت بارش ہوئی۔ (ابوداؤد' ج ا'ص ۱۷۳)

نماز استسقاء پڑھنے کا طریقہ

نماز استسقاء دو رکعت ہے اور آبادی کے باہر نکل کر پڑھنی چاہئے کسی نیک آدمی کو جس پر زیادہ حسن ظن ہو۔ اس کو نماز کے لئے آگے کرنا چاہئے۔ وہ دعا مانگے اور اس کے ساتھ سب لوگ دعا مانگیں۔ اور ایک دن تجویز کر کے سورج نکلتے ہی پھٹے پرانے میلے کپڑے پہن کر عاجزی اور زاری کرتے ہوئے باہر نکلیں۔ منبر بھی باہر لے جائیں جب آفتاب کا کنارہ نکل آئے تو اس وقت امام منبر پر چڑھے اور بعد میں آنے والی دعائیں پڑھے۔

پھر امام (اور سب لوگ بھی) ہاتھ اٹھائیں ہاتھوں کو دراز کریں حتی کہ بغلیں دکھائی دیں لیکن ہاتھ کو سر سے اونچا نہ لے جائیں اور ہاتھوں کو پھیلائیں اور ہاتھوں کی پشت اوپر کو اور ہتھیلی زمین کی طرف کریں۔ پھر امام لوگوں کی طرف پیٹھ کر کے قبلہ رخ ہو جائے (اور ہاتھ اٹھائے رکھے) اور مندرجہ ذیل دعائیں پڑھے۔ عاجزی اور حضور قلب سے پڑھے اور سب لوگ بھی بڑے خضوع سے ہاتھوں کو الٹا کر کے اٹھائیں اور دعائیں مانگیں۔

Marfat.com

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی۔ رسول اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ عید گاہ میں منبر رکھا جائے اور پھر لوگوں سے وہاں جانے کے لئے ایک دن معین فرمادیا چنانچہ اس دن آپؐ سورج کی روشنی پھیل جانے کے بعد تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور تکبیر و تقدیس کے بعد ارشاد فرمایا۔ تم لوگوں کو شکایت ہے کہ ملک بنجر و ویران ہو رہا ہے۔ بارشیں اپنے وقت پر نہیں ہو رہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم (مصائب میں) اس کی بارگاہ میں دعا و گریہ زاری کرو اور اس کا تم سے وعدہ ہے کہ وہ دعاؤں کو قبول کرے گا۔ اس کے بعد آپ نے یہ دعا فرمائی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ

تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو کائنات کا رب ہے۔ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے روز جزا کا

الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ

مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تو ہی خدا ہے۔ تیرے

اِلَّا اَنْتَ ، اَنْتَ الْغَنِيُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ

سوا کوئی خدا نہیں تو غنی اور ہم بے کس و محتاج ہیں۔ ہم پر بارش نازل فرما اور جو تو نازل فرمائے

وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ عَلَيْنَا قُوَّةً وَّ بَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ

اسے ہمارے لئے قوت کا باعث بنا اور (بقدر ضرورت) مدت تک اسے لمبا فرما

پھر آپؐ نے ہاتھ اوپر اٹھا لئے اور متواتر اوپر اٹھائے رکھے حتی کہ آپؐ کے بغل مبارک کی سفیدی دکھائی دے رہی تھی۔ پھر لوگوں کی طرف پشت کر کے چادر لوٹائی۔ ہاتھ آپؐ کے اوپر ہی اٹھے ہوئے تھے۔ دیر تک عجز و زاری کے ساتھ مذکورہ بالا دعا مانگتے رہے۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کی جانب رخ فرمایا اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ یکایک اللہ تعالیٰ نے بادل اٹھا دیئے۔ گرج چمک شروع ہو گئی اور اذن الٰہی سے موسلا دھار بارش نے زور باندھ دیا۔ آپ ابھی مسجد میں نہ پہنچ پائے تھے کہ پانی کا سیلاب امڈ آیا۔ لوگ گھروں کو بھاگنے لگے۔ آپ انہیں دیکھ کر خوب مسکرائے۔ یہاں تک کہ

Marfat.com

آپ کی پچھلی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں۔ آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور بے شک میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ ☆

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ طلب بارش کے وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَ اَحْيِ

اے اللہ! اپنے بندوں اور چوپائیوں کو سیراب کر اور اپنی رحمت کو ہر سو پھیلا دے

بَلَدَكَ الْمَيِّتَ

اور اپنے مردہ شہر میں جان ڈال دے

۳۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو ہاتھ اٹھا کر نہایت تضرع و زاری کے ساتھ یہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مَرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا

اے اللہ! ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر جو ہماری یاوری کرے' خوشگوار بہار آفرین ہو'

غَيْرَ اٰجِلٍ

نافع و بے ضرر ہو بلا تاخیر آنے والی ہو

آپ کا یہ دعا مانگنا ہی تھا کہ لوگوں کے سر پر دھواں دھار بادل محیط ہو گیا۔

۴۔ یہ دعا بھی حدیث میں آئی ہے:

اَللّٰهُمَّ جَلِّلْنَا سَحَابًا قَصِيْفًا دَلُوْقًا ضَحُوْكًا تُمْطِرُنَا مِنْهُ

☆ صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے متعدد طریقوں سے استسقاء کیا ہے۔ ایک طریقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت میں ہے اس میں دو رکعت نماز بغیر اذان و اقامت کا ذکر ہے۔ ان میں آپؐ نے بلند آواز سے قراءت کی۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۃ اعلیٰ اور دوسری میں سورۃ غاشیہ پڑھی ہے۔ دوسری مرتبہ جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ بارش کے لئے دعا کی تیسری مرتبہ جمعہ کے علاوہ ایک دن منبر پر سے استسقاء کیا' مگر نماز نہیں پڑھی چوتھی مرتبہ مسجد میں بیٹھے بیٹھے استسقاء کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی

(ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۷۲' زاد المعاد' ص ۱۳۰' ج ۱)

اے اللہ! تو ہمارے اوپر ایسا بادل لے آ جو گاڑھا ہو اور کڑکتا ہو پانی بہاتا ہو چمکتی بجلی والا کہ بارش

رَذَاذًا قِطْقِطًا سِجْلًا يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

برساتو اس سے ہم پر نرم بوندی کا چھوٹی بوندی کا بہت پانی والا اے صاحب بزرگی اور عزت کے

نماز استسقاء کی خصوصیت

اس نماز کی خصوصیت سے دو باتیں ہیں ایک یہ کہ دعا الٹے ہاتھوں سے مانگی جاتی ہے اور ہاتھوں کے اٹھانے میں مبالغہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ بغلیں نظر آنے لگیں۔

دوسری یہ کہ اس میں دعا کرتے کرتے چادر الٹائی جاتی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ چادر کو کندھوں پر رکھ کر دائیں ہاتھ سے چادر کا بایاں کنارہ اور بائیں ہاتھ سے چادر کا دایاں کنارہ پکڑ کر کندھوں پر چادر کو پھیر دیں۔ اوپر کی طرف کے کنارے پکڑیں گے تو اندر باہر آ جائے گا اور دایاں بایاں ہو جائے گا۔ اگر نیچے کی طرف کے کنارے پکڑیں گے تو اوپر نیچے ہو جائے گا اور دایاں بایاں ہو جائے گا۔ اندر باہر نہیں ہو گا۔ اگر چاہیں تو نیچے کے دونوں کنارے دایاں دایاں ہاتھ سے بایاں بایاں ہاتھ سے پکڑ کر چادر کی اوپر والی طرف کی نیچے کر دیں اور اندر کو باہر (تعلیم الصلوۃ از محدث روپڑی' ص ۴۸' ج ۲)

نماز قصر کا بیان

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مسافر کو یہ سہولت دی ہے کہ وہ سفر میں نماز مختصر کرے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ (النساء)

اور جب تم لوگ سفر کے لئے نکلو تو کوئی مضائقہ نہیں اگر تم نماز میں اختصار کر دو۔

زمانہ امن کے سفر میں قصر یہ ہے کہ جن اوقات کی نماز میں چار رکعات فرض ہیں۔ ان میں دو رکعات پڑھی جائیں اور حالت جنگ میں قصر کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ جنگی حالات جس طرح بھی اجازت دیں نماز پڑھی جائے جماعت کا موقع ہو تو جماعت سے پڑھو ورنہ فرداً فرداً ہی سہی۔ قبلہ رخ نہ ہو سکے تو جدھر بھی رخ ہو سواری پر بیٹھے ہوئے اور چلتے ہوئے پڑھ سکتے ہیں رکوع سجدہ ممکن نہ ہو تو اشارہ ہی سے سہی

Marfat.com

ضرورت پڑے تو نماز ہی کی حالت میں چل بھی سکتے ہیں۔ کپڑوں کو خون لگا ہوا ہو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں سب آسانیوں کے باوجود اگر ایسی پر خطرناک حالت ہو کہ کسی طرح نماز نہ پڑھی جا سکے تو مجبوراً موخر کی جائے جیسے جنگ خندق کے موقع پر ہوا۔

سنت اور نفل کا حکم

اس امر میں اختلاف ہے کہ سفر میں صرف فرض پڑھے جائیں یا سنتیں بھی نبی ﷺ کے عمل سے جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ سفر میں فجر کی سنتوں اور وتر کا تو التزام فرماتے تھے مگر باقی اوقات میں صرف فرض پڑھتے تھے۔ سنتیں پڑھنے کا التزام آپ سے ثابت نہیں۔ حفص بن عاصم حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ منیٰ میں مسافرانہ نماز پڑھتے تھے اور ابن عمرؓ (بھی) دو رکعت (قصر) پڑھ کر اپنے بستر پر چلے آتے تھے۔ راوی حدیث حفص بن عاصمؒ کہتے ہیں۔ میں نے کہا چچا! اگر اسکے بعد آپ دو رکعت (سنت) پڑھ لیا کریں تو کیا حرج ہے؟ فرمایا اگر مجھے یہ کرنا ہوتا تو نماز (فرض) ہی پوری پڑھ لیتا (مسلم، ص ۲۴۳، ج ۱)

البتہ نفل نمازوں کا جب موقع ملتا تھا تو رسول اکرمؐ سفر میں پڑھ لیا کرتے تھے حتیٰ کہ سواری پر بیٹھے ہوئے بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ اسی بنا پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے لوگوں کو سفر میں فجر کے سوا دوسرے اوقات کی سنتیں پڑھنے سے منع کیا ہے (مسلم، ص ۲۴۴، ج ۱) مگر اکثر علماء ترک اور فعل دونوں کو جائز قرار دیتے ہیں اور اسے بندے کے اختیار پر چھوڑ دیتے ہیں (شرح نووی، ج ۱، ص ۲۴۲)

سفر کیسا ہونا چاہیے

جس سفر میں قصر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے متعلق بعض آئمہ" نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ فی سبیل اللہ ہونا چاہیے جیسے جہاد، حج، عمرہ، طلب علم وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ، ابن مسعودؓ اور عطاءؒ کا یہی فتویٰ ہے۔ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام محمدؒ کہتے ہیں کہ سفر کسی ایسے مقصد کے لئے ہونا چاہیے جو شرعاً جائز ہو۔ حرام و ناجائز اغراض کے لئے جو سفر کیا جائے۔ اس میں قصر کی اجازت سے فائدہ اٹھانے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

Marfat.com

حنفیہ کہتے ہیں کہ قصر ہر سفر میں کیا جاسکتا ہے رہی سفر کی نوعیت تو وہ بجائے خود ثواب یا عتاب کی مستحق ہو سکتی ہے۔ مگر قصر کی اجازت پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

سفر میں قصر افضل ہے یا اتمام

بعض اہل علم قصر ضروری سمجھتے ہیں اور سفر میں پوری نماز کو ناپسند کرتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ" شیخ الاسلام ابن تیمیہ" اور امام ابن قیم کا یہی خیال ہے اور یہی رائے ایک روایت میں حضرت امام مالک" سے منقول ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضر کی نماز چار رکعت مقرر فرمائی گئی اور سفر کی نماز دو رکعت مقرر کی گئی (مسلم' ج ا' ص ۲۴۱)

اس حدیث سے بظاہر یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ سفر کی نماز مقرر ہی دو رکعت ہوئی ہے۔ نیز حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ نماز قصر کرنا یہ ایک صدقہ ہے۔ جو خدا نے تم پر کیا ہے تمہیں چاہئے کہ اس کا صدقہ قبول کرو (بخاری) اس لئے قصر ضروری ہے اور پوری پڑھنا کوئی پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ ایک مسلک یہ ہے کہ قصر محض اس کی اجازت ہے کہ آدمی چاہے تو اس سے فائدہ اٹھائے ورنہ پوری پڑھے۔ یہ مسلک امام شافعی" نے اختیار کیا ہے اگرچہ وہ قصر کو افضل اور ترک قصر کو ترک اولیٰ قرار دیتے ہیں۔ امام احمد" کے نزدیک قصر کرنا واجب تو نہیں ہے۔ مگر نہ کرنا مکروہ ہے۔

قصر کی مسافت

مقدار سفر جس میں قصر کیا جاسکتا ہے اہل ظواہر کے نزدیک کچھ نہیں۔ ہر سفر میں قصر کیا جاسکتا ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ امام مالک" کے نزدیک ۴۸ میل یا ایک دن رات سے کم کے سفر میں قصر نہیں ہے یہی رائے امام احمد" کی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے اور امام شافعی" سے بھی ایک قول اس کی تائید میں مروی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ پندرہ میل کے سفر میں قصر کرنا جائز سمجھتے ہیں امام اوزاعی" اور امام زہری" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس رائے کو لیتے ہیں کہ ایک دن کا سفر قصر کے لئے کافی ہے حسن بصری" دو دن اور امام ابو یوسف" دو دن سے زیادہ کی مسافت میں قصر جائز سمجھتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ" کے نزدیک جس سفر میں پیدل یا اونٹ کی سواری سے تین دن صرف ہوں (یعنی

Marfat.com

تقریباً ۱۸ فرسنگ یا ۵۴ میل) اس میں قصر کیا جاسکتا ہے۔ یہی رائے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ' ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے اہل حدیث عموماً نو میل کے قائل ہیں۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ حجتہ الوداع میں رسول اکرم ﷺ کا سفر تو تین سو میل سے زیادہ تھا۔ لیکن اہل مکہ نے آپ کے ساتھ منیٰ میں نماز قصر کی اہل مکہ کے لئے یہ سفر نو میل سے زیادہ نہیں۔ حارثہ بن وہب فرماتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں بحالت امن منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی (بخاری' ص ۱۴۷' ج ۱)

صحابہؓ میں اہل مکہ اور دوسرے صحابہؓ سب شامل تھے۔

مدت سفر

اثنائے سفر میں دوران قیام جس میں قصر کیا جاسکتا ہے مختلف آئمہ کے نزدیک مختلف ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک جہاں آدمی نے چار دن ٹھہرنے کا ارادہ کرلیا ہو وہاں پوری نماز پڑھنی ہوگی امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک جہاں چار دن سے زیادہ قیام کا ارادہ ہو وہاں قصر جائز نہیں۔ امام اوزاعیؒ ۱۳ دن اور امام ابو حنیفہؒ ۱۵ دن یا اس سے زیادہ کی نیت قیام پر پوری نماز ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ انیس دن کے قائل ہیں۔ سعید بن مسیب تین دن تک قصر کرنے کے قائل ہیں۔ عام اہلحدیث کا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن اس تعین کے لئے کوئی قطعی دلیل نبی ﷺ سے اس بارے میں مروی نہیں ہے۔ آپؐ کے سفروں سے قصر کا اندازہ صحابہ اور علماء نے کیا ہے۔ حجتہ الوداع میں آپؐ نے دس دن قصر کیا۔ فتح مکہ میں آپؐ نے انیس دن قصر کیا' تبوک میں آپؐ نے بیس روز قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔ حنین میں آپ نے چالیس روز قیام کیا اور نماز قصر کرکے پڑھتے رہے۔ (ابوداؤد ص ۱۸۰ ج ۱)

اگر کسی جگہ آدمی مجبوراً رکا ہوا ہو اور ہر وقت یہ خیال ہو کہ مجبوری دور ہوتے ہی وطن واپس ہو جائے گا تو تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ایسی جگہ بلا تعین مدت قصر کیا جاسکتا ہے۔ صحابہ کرامؓ سے بکثرت ایسی مثالیں منقول ہیں کہ انھوں نے ایسے حالات میں دو دو سال مسلسل قصر کیا ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں

علماء کا اجماع ہے کہ اگر کئی سال تک مسافر اقامت کا قطعی طور پر فیصلہ نہ کرسکے تو

Marfat.com

نماز قصر کرتا رہے۔ (ترمذی، ص ۷۲، ج ۱)

امام احمدؒ بن حنبل اسی پر قیاس کر کے قیدی کو بھی اس کے پورے زمانہ قید میں قصر کی اجازت دیتے ہیں۔

لمبے سفر کے لئے جب مسافر نکلے تو اپنی بستی کی حدود سے نکل کر اگر نماز کا وقت ہو جائے تو نماز قصر کرنا درست ہے رسول اکرم ﷺ حج کے لئے مدینہ منورہ سے رخصت ہوئے۔ ظہر کی نماز مدینہ طیبہ میں پوری پڑھی۔ عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں قصر کر کے پڑھی۔ یہ مقام مدینہ منورہ سے تین میل کی مسافت پر واقع ہے۔ آج کل یہ مقام ابیار علی کے نام سے مشہور ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا سفر لمبا تھا۔ مدینہ منورہ کی حدود سے نکل کر عصر کا وقت ذوالحلیفہ میں آیا تو آپ نے وہاں قصر فرمائی (بخاری، ج ۱، ص ۱۴۸)

سفر میں نماز تہجد

تہجد کی نماز جس کا نام نماز وتر، قیام اللیل وغیرہ بھی ہے یہ سفر میں بھی پڑھ لینی چاہئے۔ بلکہ اس کا پڑھ لینا ہی افضل ہے جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں۔

سن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة السفر ركعتين وهما تمام غير قصر والوتر في السفر سنة (مشکوۃ، ص ۱۱۹، ج ۱)

سفر میں نماز وتر یعنی تہجد پڑھنا سنت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی تہجد نہیں چھوڑی خواہ سفر ہو یا حضر۔

نوٹ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

سواری پر نفل پڑھنا

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر فرماتے نفل پڑھنے کا خیال ہوتا تو اونٹنی کا رخ قبلہ کی طرف فرماتے پھر جس طرف سواری کا رخ ہو جاتا نماز پڑھتے رہتے (مشکوۃ، ج ۱، ص ۱۱۸)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسافر کے لئے سواری پر نفل پڑھنا درست ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اکثر اونٹوں کی سواری ہوتی اور فرض نماز کے لئے آپؐ قیام فرمالیا کرتے اور باجماعت فرض ادا کیا کرتے اگر کوئی ایسی جگہ ہو کہ سواری

سے اتر کر با جماعت فرض ادا نہ کئے جاسکتے ہوں جیسے ہوائی جہاز یا کشتی وغیرہ تو ویسے ہی ادا کئے جاسکتے ہیں اور اگر گاڑی کا سفر ہو اور قیام ہو سکے تو بہتر ورنہ فرض بیٹھ کر بھی ادا ہو سکتے ہیں۔

سفر میں جمع بین الصلوتین

سفر میں جہاں شریعت نے دوگانہ پڑھنے کی رعایت فرمائی ہے وہاں نمازوں کو آپس میں جمع کر لینے کی سہولت بھی دی ہے خواہ سفر جاری ہو یا مسافر کہیں جا کر ٹھہر چکا ہو اور جمع کی صورت یہ ہے کہ ظہر اور عصر کو اکٹھا کرے اور اسی طرح مغرب اور عشاء کو۔

نماز جمعہ کا بیان

دن رات کی پانچوں نمازیں جن کے باجماعت پڑھنے کا حکم ہے ان کے علاوہ چند نمازیں اور بھی ہیں جو صرف اجتماعی طور پر ہی ادا کی جاتی ہیں اور وہ اپنی مخصوص نوعیت اور امتیازی شان کی وجہ سے اس امت کا گویا شعار ہیں ان میں سے ایک نماز جمعہ ہے جو ہفتہ وار ہے۔ اس میں شرکت و حاضری کی سخت تاکید کی گئی ہے' نماز سے پہلے غسل کرنے' اچھے صاف ستھرے کپڑے پہننے اور میسر ہو تو خوشبو بھی لگانے کی ترغیب بلکہ ایک درجہ میں تاکید کی گئی ہے تاکہ مسلمان کا یہ مقدس ہفتہ واری اجتماع توجہ الی اللہ اور ذکر و دعا کی باطنی اور روحانی برکات کے علاوہ ظاہری حیثیت سے بھی پاکیزہ' خوش منظر' بارونق اور پر بہار ہو اور مجمع کو ملائکہ کے پاک و صاف مجمع کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مشابہت اور مناسبت ہو۔ اس مختصر تمہید کے بعد ذیل میں جمعہ کے چند ایک فضائل و مسائل ملاحظہ فرمائیں۔

نماز جمعہ کی فرضیت

نماز جمعہ ہر عقل مند بالغ مرد پر فرض ہے۔ شہر میں ہو یا دیہات میں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (الجمعة ، ۲۸)

Marfat.com

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔

کن لوگوں پر نماز جمعہ فرض نہیں

طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ہر مسلمان پر جمعہ کی نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ مگر چار قسم کے لوگ اس وجوب سے مستثنیٰ ہیں۔ ایک غلام جو بیچارہ کسی کا مملوک ہو' دوسرے عورت' تیسرے لڑکا جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو' چوتھے بیمار۔ (مشکوٰۃ' ج ۱' ص ۱۲۱)

نماز جمعہ سے قیام و صیام کا ثواب

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا
جو شخص جمعہ کے دن اچھی طرح غسل کرے اور سویرے سے ہی مسجد کی طرف چل دے۔ پیدل جائے سوار نہ ہو اور امام سے قریب ہو کر بیٹھے۔ خطبے کو کان لگا کر سنے' کوئی لغو کام نہ کرے تو اسے ہر قدم کے بدلے سال بھر کے روزوں اور سال بھر کے قیام کا ثواب ہے (مشکوٰۃ' ج ۱' ص ۱۲۲)

جمعہ کے دن قبولیت کی ایک خاص گھڑی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر کسی مسلمان بندے کو حسن اتفاق سے خاص اس گھڑی میں خیر اور بھلائی کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی توفیق مل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرما دیتا ہے (صحیح بخاری' ج ۱' ص ۱۲۸)

تارک جمعہ منافق ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
جو شخص بغیر کسی مجبوری کے جمعہ کی نماز چھوڑ دے گا وہ اللہ کے اس دفتر میں جس میں کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا منافق لکھا جائے گا۔ (مشکوٰۃ' ج ۱' ص ۱۲۱)

نوٹ: اس حدیث کی سند اگرچہ کمزور ہے۔ مگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔

Marfat.com

ترک جمعہ سے دل پر مہر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ منبر پر فرما رہے تھے کہ

جمعہ چھوڑنے والے لوگ یا تو اپنی اس حرکت سے باز آجائیں یا یہ ہوگا کہ ان کے اس گناہ کی سزا میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافلوں ہی میں سے ہو جائیں گے اور اصلاح کی توفیق سے محروم کر دیئے جائیں گے۔(صحیح مسلم' ج ا'ص ۲۸۴)

ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص تین جمعے تساہل و سہل انگاری کی وجہ سے چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر لگا دے گا (پھر وہ نیک عمل کی توفیق سے محروم ہی رہے گا)(ترمذی' ج ا'ص ۶۹)

جمعہ چھوڑنے پر گھر جلانے کا ارادہ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو لوگ جمعہ کے لئے حاضر نہیں ہوتے میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور خود جا کر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں (مشکوٰۃ' ج ا'ص ۱۲۱)

نماز جمعہ کے لئے مخصوص لباس

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے کسی کے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو وہ روزمرہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لئے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کر رکھ لے (ابوداؤد' ج ا'ص ۱۶۱)

حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ جمعہ جیسے دینی اجتماع کے لئے جو مسلمانوں کی ہفتہ وار عید ہے حسب استطاعت خاص جوڑا بنا کے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ کا ایک خاص جوڑا تھا۔ جو آپ جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے اور جب آپ نماز سے فارغ ہو کر گھر تشریف لاتے تو ہم اس کو تہہ کر کے رکھ دیتے اور پھر وہ اگلے جمعہ ہی کو نکلتا۔" (جمع الفوائد' ج ا'ص ۲۶۰)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز کو جانے سے پہلے اپنے ناخن اور اپنی مونچھیں تراشا کرتے تھے (طبرانی اوسط)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابراہیم بن قدامہ ہے۔ جس پر کچھ آئمہ حدیث نے تنقید کی ہے اور اسے مجہول کہا ہے۔ لیکن امام ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔

دیہات میں جمعہ

جمعہ ہجرت کے ایام میں فرض ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے کچھ دن پہلے سعد بن زرارہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی تھی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے پہلا جمعہ بنو سالم میں پڑھایا (ابو داؤد' ج ا' ص ۱۴۰)

اس وقت کی آبادی کی حیثیت شہری آبادی کی نہ تھی۔ مختلف قبائل تھے جو اپنے باغوں اور زمینوں پر آباد تھے۔ رسول اکرم ﷺ قبا سے نکل کران قبائلی آبادیوں سے ہوتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں آج مسجد نبوی ہے اس جگہ حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے علاوہ قبیلہ بنو نجار کی آبادی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے بنو نجار سے مسجد کے لئے زمین خرید فرمائی اور یہ آبادی آہستہ آہستہ بڑھتی گئی۔ چنانچہ پانچ یا چھ ہجری میں غزوہ بنی المصطلق کے بعد بھی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "قضائے حاجت کے متعلق ہماری عادت عرب قدماء کی طرح تھی۔ ہم جنگل میں جاتے تھے گھروں میں بیت الخلاء سے ہم ایذا محسوس کرتے تھے۔" (بخاری شریف ص ۵۹۵ ج ا)

الغرض غزوہ بنی المصطلق تک مدینہ گاؤں ہی تھا لوگوں کی عادات دیہات سے ملتی تھیں۔ مدینہ منورہ کی آبادی کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے خطبہ کیلئے منبر بنانے کا فیصلہ فرمایا۔ حافظ ابن حجرؒ ایک روایت کے ضمن میں فرماتے ہیں "مدینہ منورہ میں اس وقت ایک ہی بڑھئی تھا۔ جس کا نام میمون تھا۔" (فتح الباری ص ۴۹۴ ج ا) یعنی اس آبادی کی ضروریات ایک ہی بڑھئی سے پوری ہو جاتی تھیں۔ ظاہر ہے اس کی آبادی دیہات ہی کی سی تھی اگر اسے بحث کے لئے شہر کہنے پر اصرار کیا جائے تو ہمارے ملک میں معمولی قسم کے گاؤں بھی شہر کہے جاسکتے ہیں اس لئے جمعہ کی شرائط میں گاؤں یا شہر کا تذکرہ بے فائدہ ہے۔ جہاں مناسب اجتماع ہو سکے' کام کا خطیب مل

Marfat.com

سکے' جمعہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ گاؤں یا شہر کی بجائے خطیب کی صلاحیت پر بحث ہوتی تو معقول بات سمجھی جاتی۔ مدینہ منورہ میں جمعہ کے بعد پہلا جمعہ مقام جواثاء میں پڑھا گیا یہ بحرین میں ایک بستی ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۳۔ ابوداؤد' ج ۱ ص ۱۴۰)

نماز جمعہ کا وقت

نماز جمعہ کا وقت روزانہ کی طرح نماز ظہر کا وقت ہے یعنی سورج ڈھلنے سے شروع ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز اس وقت پڑھا کرتے' جب سورج ڈھل جاتا" (صحیح بخاری' ج ۱ ص ۱۸۳)

ایک روایت میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جب سورج ڈھل جاتا تو ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرتے پھر واپسی پر سایہ تلاش کرتے" (مسلم' ج ۱ ص ۲۸۳)

جمعہ کے لئے حاضرین کی تعداد

جمعہ میں حاضرین کی تعداد کے متعلق بزرگان دین کے اقوال مختلف ہیں۔ کسی نے ایک ہی کو کافی سمجھا ہے کسی نے دو' کسی نے تین' کسی نے سات' کسی نے نو اور کسی نے چالیس لیکن ان اقوال میں سے مرفوع حدیث صرف ان لوگوں کے پاس ہے جو کم از کم دو کے قائل ہیں جیسا کہ امام بخاریؒ نے **اثنان وما فوقهما جماعة** کے الفاظ ایک ترجمۃ الباب میں ذکر کئے ہیں۔ یہ الفاظ ایک روایت کے ہیں جو سنداً ضعیف ہے۔ لیکن مفہوم کے لحاظ سے یہ بات اپنی جگہ درست ہے۔

جمعہ کی اذان

نبی اکرم ﷺ' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک جمعہ کی ایک ہی اذان ہوتی تھی اور وہ اس وقت جب امام خطبہ دینے کے لئے منبر پر آکر بیٹھ جاتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مدینہ منورہ کی آبادی بڑھ گئی تو انھوں نے ایک اور اذان کا اضافہ کیا۔ اس کے بعد آج تک سب کا عمل اسی کے مطابق ہے۔

(بخاری' ج ۱ ص ۱۲۵)

نماز جمعہ کے لئے اول وقت جانے سے قربانی کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں اور اول وقت دوپہر میں آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو اللہ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے پیش کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد آنے والے کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی' اس کے بعد مرغی پیش کرنے والے کی' اس کے بعد انڈا پیش کرنے والے کی۔ اس کے بعد جب امام خطبہ کیلئے منبر کی طرف آتا ہے تو فرشتے اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ کر خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں (صحیح بخاری' ج ۱' ص ۱۲۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ مضمون بیان فرمایا تو ان کے ایک شاگرد نے پوچھا کہ کیا امام کے خطبہ کے لئے نکل آنے کے بعد پہنچنے والوں کا جمعہ نہیں ہوتا؟ فرمایا جمعہ تو ہو جائے گا لیکن یہ شخص رجسٹر میں درج ہونے والوں میں نہ آسکے گا اس لئے ہر مسلمان کو یہ شوق ہونا چاہئے کہ وہ جلد سے جلد جمعہ کے لئے مسجد میں پہنچ جائے۔ تاکہ خدا تعالیٰ کے سامنے جب نمازیوں کی فہرست پیش ہو تو اس کا نام شروع ہی میں آجائے۔

مسجد میں پہنچ کر کسی کو تکلیف نہ دینا

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص جمعہ کے روز لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا (مسجد میں) آیا۔ نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا "بیٹھ جاؤ تم نے دیر بھی کی اور (نمازیوں کو بھی) ستایا" (نسائی' ج ۱' ص ۲۰۵)

یہ بات رسول اکرم ﷺ نے اس لئے ارشاد فرمائی کہ جمعہ کے دن مسجدوں میں دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ مجمع ہوتا ہے اور بعد میں پہنچنے والے بسا اوقات کاندھوں پر سے پھلانگتے' پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کے کاندھوں کا سہارا لیتے اور بوجھ دیتے' کپڑوں کو روندتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کیا کرتے ہیں جس سے لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اسی طرح صف اول کے "نادان شوقین" پہلے سے تو آتے نہیں اور

Marfat.com

عین وقت پر پہنچ کر پچھلی صفوں کو چیرتے پھاڑتے پہلی صف میں پہنچتے ہیں اور ذرا سی جگہ پاکر اسی میں گھس کر دوسروں کے لئے بھی اور خود اپنے لئے بھی مصیبت بنتے ہیں چنانچہ متعدد احادیث میں کاندھوں پر سے پھلانگ کر جانے پر صراحتہ "نکیر وارد ہوئی ہے اس لئے کہ بعض حساس طبیعتوں پر ان حرکتوں کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ پوری نماز میں اس کی وجہ سے بے لطفی سی رہتی ہے۔

دوران خطبہ بولنا منع ہے

دوران خطبہ ہر وہ کام ممنوع ہے جس میں خطبہ سننے میں خلل واقع ہو اور مجمع میں اس کی وجہ سے انتشار ہو۔ ایسے موقع پر خدانخواستہ اگر کوئی ناواقف مسجد میں آکر زور سے بولنے لگے اور دوسرے لوگ بھی اسے خاموش کرنے کے لئے ہر طرف سے بولنے لگیں تو سخت انتشار ہوجائے گا اور خطیب کی آواز ان سب آوازوں میں دب کر رہ جائے گی۔ اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ دوسرے کو خاموش کرنے کے لئے بھی کوئی نہ بولے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے خطبہ کے دوران یا عام نمازوں کے وقت مسجد میں بچے یا کچھ ناسمجھ لوگ باتیں کرنے لگتے ہیں تو اچھے خاصے سمجھ دار لوگ ان کو اتنی تیز آواز سے روکتے ہیں کہ خود یہ آواز ان بچوں کی آواز سے بڑھ جاتی ہے اور اس طرح ان بچوں سے زیادہ یہ لوگ نماز میں خلل ڈالنے کا سبب بن جاتے ہیں چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جمعہ کے دن امام کے خطبہ دینے کے دوران اگر تم نے اپنے ساتھی سے یہ بھی کہا کہ "چپ رہو" تو تب بھی تم نے غلطی کی" (بخاری' ج ۱' ص ۱۲۷)

جمعہ میں گوٹھ مار کر بیٹھنا منع ہے

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن خطبہ میں گوٹھ لگا کر بیٹھنے سے منع فرمایا (ترمذی' ج ۱' ص ۶۸)

گوٹھ مارنا یہ ہے کہ آدمی اپنے چوتڑ زمین پر ٹکادے اور گھٹنے کھڑے کردے اور رانوں کو پیٹ سے لگالے اور ہاتھوں سے یا کپڑے سے ان کو باندھ لے اس طرح بیٹھنے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس طرح نیند بڑی جلدی آتی ہے اور وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

دوران خطبہ دو رکعت کا ثبوت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلیک غطفانی ایک دفعہ جمعہ کے دن ایسے وقت مسجد میں آئے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو سلیک اسی حالت میں آکر بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا "کیا تم نے دو رکعت پڑھی ہیں؟ انھوں نے عرض کیا' نہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا اٹھو اور پہلے دو رکعت پڑھو (بخاری ص ۱۲۷ ج ۱)

جمعہ پڑھنے کا طریقہ

رسول اکرم ﷺ پہلے مختصر خطبہ ارشاد فرماتے (منتقی) پھر دو رکعت نماز پڑھاتے (مشکوۃ) قرات بلند آواز سے کرتے' سورۂ فاتحہ کے بعد کبھی سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ پڑھتے' کبھی سورہ جمعہ اور منافقون پڑھتے (ترمذی) جمعہ کے بعد مسجد میں چار رکعت ادا فرماتے اور گھر میں دو رکعت پڑھتے۔

خطبہ کھڑے ہو کر دینا چاہئے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "رسول اکرم ﷺ خطبہ کھڑے ہو کر دیتے۔ پھر بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے۔ جو تمہیں یہ بتائے کہ آپ ؐ نے بیٹھ کر خطبہ دیا اس نے جھوٹ بولا۔ میں نے آپکے پیچھے دو ہزار نمازوں سے زیادہ پڑھی ہیں (مسلم' ص ۲۸۳' ج ۱)

خطبہ جمعہ مختصر اور جامع ہونا چاہئے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو خطبے دیا کرتے تھے اور دونوں کے درمیان (تھوڑی دیر کے لئے) بیٹھتے تھے آپ خطبوں میں قرآن مجید کی آیات بھی پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصیحت بھی فرماتے تھے آپ کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی اور اسی طرح آپ ؐ کا خطبہ بھی (صحیح مسلم' ج ۱' ص ۲۸۴)

مطلب یہ ہے کہ آپ ؐ کے خطبہ اور نماز میں نہ بہت طول ہوتا تھا نہ بہت زیادہ اختصار' بلکہ دونوں کی مقدار معتدل اور متوسط ہوتی تھی۔

جمعہ اور عیدین کا اجتماع

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے عید کی نماز پڑھی اور جمعہ کی رخصت دے دی اور فرمایا جو شخص جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے (ابوداؤد' ص ۱۴۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ اور عیدین کے اجتماع کی صورت میں جمعہ نہ پڑھنے کی رخصت ہے لیکن ظہر کی نماز ضروری ہے۔

بارش کے دن نماز جمعہ

سخت بارش ہو رہی ہو اور جامع مسجد تک پہنچنا مشکل ہو تو ایسی صورت میں خاص جمعہ کے متعلق رسول اکرم ﷺ کے قول و فعل سے کچھ بھی مروی نہیں۔ لیکن صحابہؓ کے اقوال ملتے ہیں چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے ایک دن بارش کے روز اپنے موذن سے فرمایا "جب تم "اشہد ان محمد رسول اللہ" کہہ لو تو اس کے بعد "حی علی الصلوۃ" نہ کہنا بلکہ "صلوا فی بیوتکم" کہنا۔ لوگوں نے اسے کچھ اچھا نہ سمجھا تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اسی طرح اس نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے۔ بے شک جمعہ کا حکم تاکیدی ہے۔ لیکن میں نے تمہیں تنگی دینا اچھا نہیں سمجھا کہ تم کیچڑ میں چل کر آؤ۔" (ابوداؤد' ج ا' ص ۱۵۹)

کتنی رکعات سے جمعہ مل جاتا ہے

جو شخص نماز جمعہ کی دوسری رکعت سجدہ یا تشہد کی حالت میں پا لیتا ہے۔ وہ دو رکعت ہی پڑھے گا۔ صحیح مسلم وغیرہ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔
جتنی نماز پالو وہ پڑھو اور جو رہ جائے اسے پورا کرو۔

اس حدیث کی رو سے نماز جمعہ کی دوسری رکعت کے سجدہ یا تشہد کو پانے والا دو رکعت ہی پڑھے گا۔ کیونکہ اسکی فوت شدہ نماز دو رکعت ہے چار رکعت نہیں امام ابو حنیفہؒ' ابن حزمؒ اور دیگر علماء کا یہی مذہب ہے۔ مولانا مبارکپوریؒ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے تفصیل کیلئے محلی ابن حزم ص ۴۷ ج ۵ اور تحفتہ الاحوذی ص ۳۷۱ ج ا دیکھیں۔

Marfat.com

بیماری، موت اور نماز جنازہ کا بیان

موت چونکہ یقیناً آنے والی ہے اور اس کا کوئی وقت معلوم نہیں ہے اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہو۔ ہمیشہ اس کو یاد رکھے اور آخرت کے اس سفر کی تیاری کرتا رہے خصوصاً جب بیمار ہو تو اپنی دینی و ایمانی حالت کو درست کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو صحیح کرنے کی زیادہ فکر کرنی چاہئے دوسرے بھائی اس کی خدمت و ہمدردی اور اس کا غم ہلکا کرنے اور جی بہلانے کی کوشش کریں۔ اللہ کا نام اور کلام پڑھ کر اس پر دم اور اس کی صحت و شفا کے لئے دعا کریں اور اس کے سامنے اجر و ثواب کی باتیں اور اللہ کی شان رحمت کے خوش آئندہ تذکرے کریں خصوصاً جب محسوس ہو کہ مریض بظاہر اچھا ہونے والا نہیں ہے اور سفر آخرت قریب ہے۔ تو اس کے دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کی اور کلمہ ایمان کی یاد دہانی کی مناسب طریقے پر کوشش کریں پھر جب موت وارد ہو جائے تو اس کے اقارب صبر سے کام لیں، طبعی اور فطری رنج و غم کے باوجود موت کو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سمجھ کر وفادار بندے کی طرح اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور اس کے کرم سے اس صدمہ پر اجر و ثواب کی امید رکھیں اور اس کے لئے دعائیں کریں۔ پھر میت کو غسل دیا جائے اس کو اچھے صاف ستھرے کپڑوں میں کفنایا جائے اور خوشبو کا استعمال کیا جائے۔ پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے جس میں سورہ فاتحہ پڑھی جائے اور اللہ تعالیٰ کے نبی و رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجا جائے اس کے بعد مرنے والے بھائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش اور رحم و کرم کی دعا اور التجا ہو۔ پھر پورے اعزاز و احترام کے ساتھ اس کو اس زمین کے سپرد کر دیا جائے اور اس کی گود میں دے دیا جائے جس کے اجزاء سے اس کا جسم بنا اور پلا تھا، اور جو ایک طرح سے گویا اس کی ماں تھی۔ پھر لوگ زبانی اور عملی طور پر میت کے اقارب اور گھر والوں کی غم خواری اور ہمدردی کریں اور ان کی تسلی تشفی اور غم ہلکا کرنے کی کوشش کریں۔

Marfat.com

لمبی عمر کی فضیلت

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا لوگوں میں بہتر شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا "جس کی عمر لمبی اور اعمال اچھے ہوں" پھر اسنے پوچھا برا آدمی کون ہے آپنے فرمایا جس کی عمر لمبی اور اعمال برے ہوں (مشکوٰۃ، ص ۴۵۰، ج ۱)

لمبی عمر، تندرستی اور روزی کی کشادگی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ نعمتیں جس کو حاصل ہوں اس کو زیادہ سے زیادہ خدا سے تعلق جوڑنا چاہئے اور قولاً و عملاً ہر طرح سے شکر گزار بندہ بننا چاہئے۔

بیماری مومن کے لئے رحمت اور گناہوں کا کفارہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من مسلم يصيبه اذى من مرض فما سواه الا حط الله تعالى به سيئاته كما تحط الشجرة ورقها (صحيح بخارى ص ٨٤٥، ج٢)

کسی مرد مومن کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے مرض سے یا اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح خزاں رسیدہ درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیماری اور دوسری تکلیفوں سے گناہوں کی صفائی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سعادت مند بندوں کو چاہئے کہ اسے خدائی تنبیہ سمجھتے ہوئے اپنی اصلاح کی فکر اور کوشش کریں۔

بیماری سے درجات بلند ہوتے ہیں

محمد بن خالد سلمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے دادا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کسی بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پاسکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے صدمہ اور پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر اس کو صبر کی

Marfat.com

توفیق دے دیتا ہے۔ یہاں تک کہ (ان مصائب و تکالیف اور ان پر صبر کرنے کی وجہ سے) وہ ایسا مقام حاصل کر لیتا ہے جو اس کیلئے طے ہو چکا تھا" (مشکوٰۃ' ج ا' ص ۱۳۷)

نوٹ: (یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے جو ابویعلی اور ابن حبان میں آئی ہے اس کی تائید ہو جاتی ہے۔)

اللہ احکم الحاکمین اور مالک الملک ہے وہ اگر چاہے تو بغیر کسی عمل اور استحقاق کے بھی اپنے کسی بندے کو بلند سے بلند درجہ عطا فرما سکتا ہے۔ لیکن اس کی حکمت اور صفت عدالت کا تقاضا یہ ہے کہ جو بندے اپنے اعمال و احوال کی وجہ سے جس درجہ کے مستحق ہوں ان کو اسی درجہ پر رکھا جائے' اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ دستور اور معاملہ ہے کہ جب وہ کسی بندے کے لئے اس کی کوئی ادا پسند کر کے خود اس کی یا اس کے حق میں کسی دوسرے بندے کی دعا قبول کر کے اس کو ایسا بلند درجہ عطا فرمانے کا فیصلہ کرتا ہے جس کا وہ اپنے اعمال کی وجہ سے مستحق نہیں ہوتا تو اعمال کی اس کمی کو مصائب و حوادث اور صبر کی توفیق سے پورا کر دیتا ہے۔

روز قیامت تندرست لوگوں کی خواہش

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن جب ان بندوں کو جو دنیا میں مبتلائے مصائب رہے ان مصائب کے عوض اجر و ثواب دیا جائے گا تو وہ لوگ جو دنیا میں ہمیشہ آرام و چین سے رہے حسرت کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کھالیں قینچیوں سے کاٹی گئی ہوتیں" (ترمذی' ج ۲' ص ۶۶)

بیماری میں زمانہ تندرستی کے اعمال کا پورا ثواب

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص لطف و کرم اور فضل و احسان ہے کہ اگر آدمی بیماری یا سفر جیسی کسی مجبوری سے اپنے ذکر و عبادت وغیرہ کے معمولات پورے نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اپنے حکم سے وہ معمولات لکھواتا ہے جو یہ بندہ تندرستی اور اقامت کی حالت میں کیا کرتا تھا چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

اذا مرض العبد او سافر کتب له بمثل ما کان یعمل مقیما

(مشکوۃ ص ۱۳۵، ج۱)

جب کوئی بندہ بیمار ہو یا سفر میں جائے (اور اس بیماری یا سفر کی وجہ سے اپنی عبادت وغیرہ کے معمولات پورا کرنے سے مجبور ہو جائے) تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکے اعمال اسی طرح لکھے جاتے ہیں جس طرح وہ صحت و تندرستی کی حالت اور زمانہ اقامت میں کیا کرتا تھا۔

مریض کی عیادت اور تسلی و ہمدردی کا بیان

مریض کی عیادت، خدمت، تسلی اور ہمدردی کو رسول اللہ ﷺ نے اعلیٰ درجہ کی عبادت اور مقبول ترین عمل بتایا ہے۔ آپؐ خود بھی مریضوں کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے انہیں تسلی و تشفی دیتے اور ایسی باتیں کرتے جن سے ان کا غم ہلکا ہو جاتا۔ مختلف طریقوں سے آپؐ نے اپنی امت کو اس کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اطعموا الجائع وعودوا المریض وفکو العانی (صحیح بخاری ص ۸۴۳، ج۲)

بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرو اور جو لوگ ناحق قید کر دیئے گئے ہوں ان کی رہائی کی کوشش کرو۔

باغ بہشت کی سیر

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم لم یزل فی خرفة الجنة حتی یرجع

(مشکوۃ ص ۱۳۳، ج۱)

بندہ مومن جب اپنے صاحب ایمان بندے کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

جنت میں گھر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس بندے نے کسی مریض کی عیادت کی تو اللہ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ تو مبارک اور عیادت کیلئے تیرا چلنا مبارک اور تو نے یہ عمل کر کے جنت میں اپنا گھر بنا لیا (ابن ماجہ' ج ا' ص ۱۰۵)

مریض کو تسلی دینی چاہئے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور زندگی کے بارے میں خوش کن اور اطمینان بخش باتیں کرو۔ مثلاً یہ کہ تمہاری حالت بہتر ہے۔ ان شاء اللہ تم جلد ہی تندرست ہو جاؤ گے) اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہ سکیں گی (جو ہونے والا ہے۔ وہی ہو گا) لیکن اس سے اس کا دل خوش ہو گا (اور یہی عیادت کا مقصد ہے) (ابن ماجہ' ج ا' ص ۱۰۵)

نوٹ: اس روایت کی سند کمزور ہے۔

عیادت کی دعاؤں کا بیان

جب آدمی مریض کے پاس جائے تو اسے رسول اکرم ﷺ کی بیان کردہ دعاؤں میں سے مندرجہ ذیل دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب ہم سے کوئی آدمی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ

اے سب آدمیوں کے پروردگار! اس بندے کی تکلیف دور فرما اور شفا عطا فرما۔ تو ہی شفا دینے

اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

والا ہے' بس تیری ہی شفا شفا ہے۔ ایسی کامل شفا عطا فرما جو بیماری بالکل نہ چھوڑے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص بیمار کی عیادت کے لئے آئے تو اس طرح کہے

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ یَنْکَأُ لَکَ عَدُوًّا اَوْ یَمْشِیْ لَکَ اِلٰی صَلٰوۃٍ

اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے جو تیرے دشمن کو زخمی کرے گا اور تیری خوشنودی کیلئے نماز کی طرف چلے گا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک بدو کی بیمار پرسی کو آئے اور آپؐ کی عادت مبارک تھی کہ جب بیمار کو پوچھنے کے لئے جاتے تو فرماتے:

لا بأس طهور ان شاء الله تعالى (بخاری ص ٨٤٤، ج٢)

کچھ ڈر نہیں ان شاء اللہ بیماری گناہوں کو پاک کر دے گی۔

اس کو بھی یہی کہا وہ کہنے لگا بالکل نہیں ایک بڈھے کھوسٹ پر بخار جوش مار رہا ہے اور یہ بخار اس کو قبر کی زیارت کرائے گا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اچھا یونہی سہی (مشکوٰۃ، ج۱، ص ۱۳۴)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب کسی آدمی کا کوئی عضو درد کرتا یا کوئی پھوڑا ہوتا، یا کوئی زخم ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس پر انگلی سے اشارہ کرتے اور فرماتے:

بسم الله تربة ارضنا بريقة بعضنا ليشفى سقيمنا باذن ربنا

(مشكوة ج١ ، ص ١٣٤)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں یہ ہماری زمین کی مٹی ہے اور ہمارے بعض کا تھوک ہے تاکہ اللہ کے حکم سے ہمارا بیمار اچھا ہو جائے۔

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا اے محمد (ﷺ) کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، تو جبرائیل نے یہ کلمات پڑھ کر دم کیا۔

بسم الله ارقيك من كل شيئ يوذيك ومن شر كل نفس او عين حاسد الله يشفيك بسم الله ارقيك (مشكوة ج١ ، ص ١٣٤ ، ترمذى ج١ ، ص ١١٨)

اللہ کے نام کے ساتھ تیرے اوپر دم کرتا ہوں۔ ہر اس چیز کی برائی سے جو تجھے ایذا پہنچائے اور ہر اس چیز کی برائی سے اللہ تجھ کو شفا دے اللہ کے نام کے ساتھ میں یہ دم کر رہا ہوں۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مریض کی بیمار پرسی کرے اور یہ دعا سات دفعہ اس کے پاس پڑھے اگر اس کی موت کا وقت نہ آپہنچا ہو تو مریض اس بیماری سے صحت یاب ہو جائے گا۔

اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ

میں بزرگ و برتر اللہ سے مانگتا ہوں جو عرش عظیم کا رب ہے کہ وہ تجھ کو تندرست کر دے

بیمار اپنی بیماری کی حالت میں کیا دعا پڑھے

مریض اپنی بیماری کی حالت میں سورۃ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر دم کر کے تمام بدن پر ان کو پھیر لیا کرے۔ نبی اکرم ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (بخاری، ج ۲، ص ۸۵۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص ان کلمات کو اپنی بیماری کی حالت میں پڑھے پھر اس کی وفات ہو جائے تو آگ اس کو نہیں کھا سکتی۔"

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہی ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

لَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا

اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے تعریف ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ گناہ

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

سے رکنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ کی توفیق ہی سے ہے

موت کی دعا و تمنا منع ہے

بہت سے لوگ دنیا کی تکلیفوں اور پریشانیوں سے گھبرا کر موت کی آرزو اور دعا کرنے لگتے ہیں، یہ بڑی بے عقلی، کم ہمتی اور بے صبری کی بات اور ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ "تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر وہ نیکو کار ہے تو امید ہے کہ جب تک وہ

Marfat.com

زندہ رہے گا نیکیوں کے اس ذخیرے میں اضافہ ہوتا رہے گا اور اگر اس کے اعمال خراب ہیں تو ہوسکتا ہے کہ آئندہ زندگی میں وہ توبہ وغیرہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کرے۔" (صحیح بخاری' ج ۲' ص ۸۴۷)

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی دکھ اور تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا (اور دعا) نہ کرے اگر بالکل ہی لاچار ہوجائے تو یہ دعا کرے کہ

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ

اے اللہ! میرے لئے جب تک زندگی بہتر ہے اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور

الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ

جب میرے لئے موت بہتر ہو اس وقت تو مجھے دنیا سے اٹھالے

ان کاموں کا بیان جو جان کنی کے وقت کرنے چاہئیں

کلمہ توحید کی تلقین

جب کوئی شخص مرنے کے قریب ہو تو اسے کلمہ توحید پڑھنے کی تلقین کریں' یعنی اس کے پاس بیٹھ کر یہ کلمہ باآواز بلند کہیں کہ وہ سنے اور یہ کلمہ اس کو یاد آجائے اور اس کو کہے' مگر ٹھہر ٹھہر کر اطمینان کے ساتھ کہیں لگاتار دیر تک نہ کہتے رہیں اور نہ چلا کر شور و غل کے ساتھ کہیں۔ چنانچہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے مردوں کو (یعنی جو جان کنی کی حالت میں ہوں) لا الہ الا اللہ پڑھنے کی تلقین کرو (مسلم' ج ۱' ص ۳۰۰)

امام نوویؒ فرماتے ہیں مردہ کو اس طرح کلمہ توحید کی تلقین کرنا تمام آئمہ کے نزدیک مستحب ہے لیکن انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ مردہ پر کلمہ توحید پڑھنے کے لئے زور دیا جائے' تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی تکلیف اور گھبراہٹ کی وجہ سے دل میں اسے ناپسند کرنے لگے یا اس کی زبان سے کوئی نازیبا قسم کی بات نکل جائے اگر وہ ایک مرتبہ "لا الہ الا اللہ" پڑھنا شروع کردے تو اسے اس وقت تک دوبارہ یاد دہانی نہ کرائی

Marfat.com

چاہیے جب تک اس کے بعد کوئی دوسری بات نہ کرے اگر وہ کوئی دوسری بات کرنے لگے تو پھر اسے یاد دہانی کرائی جاسکتی ہے تاکہ اس کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہو (نیل الاوطار' ج ۴' ص ۲۲)

سورہ یٰسین کی تلاوت

جان کنی کے وقت مریض کے پاس سورہ یٰسین پڑھنے کا بھی حکم ہے چنانچہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سورہ یٰسین قرآن مجید کا دل ہے کوئی شخص اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور آخرت (کی نجات) حاصل کرنے کی نیت سے تلاوت نہیں کرتا مگر اسے بخش دیا جاتا ہے اپنے مردوں پر اس کی تلاوت کرو (بلوغ الامانی' ج ۷' ص ۶۳)

یہاں مردوں سے مراد وہی لوگ ہیں جن پر موت کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس حکم کی خاص حکمت اور مصلحت کیا ہے' البتہ اتنی بات ظاہر ہے کہ یہ سورت دین وایمان سے متعلق بڑے اہم مضامین پر مشتمل ہے اور موت کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اس میں اس کا بڑا موثر اور تفصیلی بیان ہے اور خاص کر اس کی آخری آیت موت کے وقت کے لئے بہت ہی موزوں اور مناسب ہے۔

نوٹ: اس حدیث کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے۔ مگر ابن قطان نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ انہوں نے اس میں تین علامتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ اس میں اضطراب ہے۔

۲۔ یہ موقوف بھی مروی ہے۔

۳۔ ابو عثمان اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں۔ ابن العربی نے دار قطنی سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ اور اس کا متن مجہول ہے۔ اور اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔ (تلخیص ص ۱۰۴ ج ۲' مسند احمد ص ۱۰۸ ج ۴)

البتہ بعض تابعین سے یہ مروی ہے کہ سورہ یٰسین کے پڑھنے سے تخفیف ہوتی ہے۔ شیخ البانی نے اسکی سند کو صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

جان کنی کے وقت دعاء

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو جبکہ آپ کی روح بدن سے جدا ہو رہی تھی، دیکھا کہ آپؐ کے پاس پانی کا ایک پیالہ پڑا ہوا تھا، آپؐ اس میں ہاتھ ڈالتے تھے پھر چہرے سے پانی کا مسح کرتے اور یہ دعا فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ

اے اللہ! موت کی سختیوں (کے جھیلنے) پر میری مدد فرما (ترمذی، ج ا، ص ۱۴۲)

موت کے بعد آنکھوں کا بند کرنا اور دعاء

جب روح قبض ہو جائے تو میت کی آنکھیں بند کر دی جائیں اور ہاتھ پیر سیدھے کر دیئے جائیں چنانچہ حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے، اور ان کی آنکھیں کھلی تھیں آپ نے ان کو بند کر دیا تو ان کے گھر کے بعض لوگ رونے چلانے لگے، آپؐ نے فرمایا:

اپنی جانوں کے واسطے بجز نیک دعا کے بد دعا نہ کرو اس لئے کہ جو تم لوگ کہتے ہو اس پر فرشتے آمین کہتے ہیں پھر آپ ﷺ نے ابو سلمہؓ کے لئے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ

اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور اپنے ہدایت یاب بندوں میں ان کا درجہ بلند

فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ

فرما اور اس کے بجائے تو ہی سرپرستی اور نگرانی فرما اور

قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ

اس کی قبر کو وسیع اور منور فرما۔

الغرض روح قبض ہو جانے کے بعد اہل میت کو یہ دعا پڑھنی چاہئے اور بجائے ابو سلمہؓ کے اپنی میت کا نام لینا چاہئے مثلاً میت کا نام عبد اللہ ہے تو یوں کہنا چاہئے اللھم

اللھم اغفر لعبد اللہ وارفع درجتہ الخ

Marfat.com

میت کو قبلہ رخ لٹانا

جب کوئی شخص مرنے کے قریب ہو تو سنت ہے کہ اس کو قبلہ کی طرف متوجہ کردیں یعنی داہنی کروٹ پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو اور اگر کسی وجہ سے اس طرح نہ لٹاسکیں تو چت لٹائیں' اس طرح کہ اس کے پیر قبلہ کی طرف ہوں اور سر کے نیچے تکیہ یا کوئی اور چیز رکھ کر اونچا کردیں کہ منہ قبلہ کی طرف متوجہ ہوجائے اس طرح لٹانے میں بھی سنت ادا ہوجائے گی' اگر قبلہ کی طرف متوجہ کرنے میں مریض کو تکلیف ہو تو جس حالت پر ہو اسی حالت پر اس کو چھوڑ دیں۔

(کتاب الجنائز مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ)

حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ جب ان کا آخری وقت ہو تو انہیں قبلہ رخ کرکے لٹادیا جائے نبی اکرم ﷺ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپؐ نے فرمایا انھوں نے فطرت کے مطابق کام کیا (حاکم' ج۱' ص ۳۵۳)

حضرت فاطمہؓ اپنی وفات کے وقت قبلہ رخ ہوئیں۔ پھر انھوں نے اپنے سر کو اپنے بازوؤں پر رکھ لیا (بلوغ الامانی' ص ۹۶' ج ۲۲)

میت کو چادر سے ڈھانک دینا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی تو آپ کو ایک یمنی چادر سے ڈھانک دیا گیا۔ (مشکوۃ ص ۱۴۱' ج ۱)

میت کو چادر سے ڈھانک دینے کے مستحب ہونے پر اجماع ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ میت کی ستر پوشی بھی ہوجائے اور اس کی بدلی ہوئی حالت بھی چھپ جائے۔

(نیل الاوطار' ج ۳' ص ۲۷)

میت کا بوسہ لینا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپؓ نے نبی اکرم ﷺ جن پر چادر پڑی ہوئی تھی' کی طرف دیکھا۔ آپ نے رسول اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک کھولا اور جھک کر آپؐ کے چہرے کا بوسہ لیا (بخاری' ج ۱' ص ۱۶۶)

Marfat.com

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا۔ گویا میت کا بوسہ لینے کے جواز پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے" (نیل الاوطار، ج ۴، ص ۲۸)

میت کے لئے مغفرت کی دعا اور انا للہ کا تکرار

موت کے صدمہ کے وقت صبر کرنا چاہئے اور مندرجہ ذیل دعا پڑھنی چاہئے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِىْ فِىْ مُصِيْبَتِىْ وَاَخْلِفْ لِىْ خَيْرًا مِّنْهَا

ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہم سب لوٹ کر جانے والے ہیں اے اللہ! مجھے میری اس مصیبت میں اجر عطا فرما اور (جو چیز مجھ سے لے لی گئی ہے) اس کے بجائے اس سے بہتر مجھے عطا فرما

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ دعا پڑھے تو اللہ اس کو اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے۔"

چنانچہ حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ

جب (میرے شوہر اول) ابو سلمہؓ نے وفات پائی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ ابو سلمہؓ سے بہتر کون مسلمان ہو گا۔ یہ اس خاندان کے پہلے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پہلے ہجرت کی تھی، پھر میں نے اس دعا کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر شخص (یعنی رسول اللہ ﷺ) مجھ کو عطاء فرمایا (مسلم، ج ۱، ص ۳۰۰)

میت کے رشتہ دار اور جاننے والوں کو اطلاع

جب کوئی شخص مرجائے تو اس کے رشتہ داروں، دوستوں اور جاننے والوں کو اس کی اطلاع دی جائے تاکہ وہ اس کی تجہیز و تکفین اور جنازہ میں شریک ہو سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو اور صحابہؓ نے باہم ایک دوسرے کو موت کی خبر دی۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جس کی رسول اللہ ﷺ بیمار پرسی کیا کرتے تھے، کا انتقال ہو گیا اور انتقال بھی رات کو ہوا۔ لوگوں نے رات ہی کو اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی اور لوگوں نے اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ خبر دی؟

Marfat.com

انھوں نے کہا رات کا وقت تھا۔ اندھیری رات تھی۔ اس لئے ہم نے آپؐ کو تکلیف دینا مناسب نہ سمجھا پھر آپؐ اس کی قبر پر تشریف لائے اور نماز جنازہ پڑھی۔ (بخاری' ج ا' ص ۴۷ا)

اس حدیث سے رسول اکرم ﷺ کی تواضع اور ملنساری کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کس طرح غریبوں اور ناداروں کا خیال رکھا کرتے تھے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوست و احباب کو جنازہ کی اطلاع کر دینا چاہئے تاکہ وہ بھی جنازہ میں شامل ہو جائیں۔

میت کے قرض کی ادائیگی

میت کے ذمہ اگر قرض ہو تو اس کی موت سے پہلے یا اس کے فوراً بعد اس کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہئے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "مومن کی جان اس کے قرض کے ساتھ لٹکی رہتی ہے' یہاں تک کہ وہ اس کی طرف سے ادا کر دیا جائے" (ابن حبان ص ۳۳۱ ج ۷)

اگر کوئی شخص مر جائے اور اس نے اپنی بیوی کا حق مہر ادا نہیں کیا' اور کچھ مال بھی نہیں چھوڑا تو اس صورت میں اس کی بیوی اگر اپنا مہر بخوشی معاف کر دے تو بڑے ثواب کی بات ہے اور اپنے فوت شدہ شوہر پر بہت بڑا احسان ہے اور اگر مال چھوڑ گیا ہے تو اس صورت میں اس کی بیوی سے خواہ مخواہ مہر معاف کرانا جائز نہیں۔ بلکہ اس صورت میں ورثاء کو لازم ہے کہ اس کی بیوی کا مہر اور دوسرے قرض خواہوں کا قرض فوراً ادا کر دیں (کتاب الجنائز)

میت پر رونا پیٹنا منع ہے

کسی کی موت پر اس کے اقارب اور اعزہ و متعلقین کا رنجیدہ و غمگین ہونا اور اس کے نتیجہ میں آنکھوں سے آنسو بہنا اور اسی طرح بے اختیار گریہ کے دوسرے آثار کا ظاہر ہو جانا بالکل فطری بات ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ اس آدمی کے دل میں محبت اور دردمندی کا جذبہ موجود ہے جو انسانیت کا ایک قیمتی اور پسندیدہ عنصر ہے اس لئے شریعت نے اس پر پابندی عائد نہیں کی' بلکہ ایک درجہ میں اس کی تحسین اور قدر افزائی کی ہے لیکن ماتم کرنا' بین کرنا' رخساروں کو پیٹنا' گریبان کا پھاڑنا' چہرے کا نوچنا'

بالوں کا بکھیرنا، اس کی سخت ممانعت فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے (جو میت پر روتے ہوئے) گریبان پھاڑتا ہے یا گالوں پر تھپڑ مارتا ہے اور جاہلیت کے بین کرتا ہے (بخاری، ج ۱ ص ۱۷۲)

عورت کا اپنے خاوند اور دوسرے رشتہ داروں کی موت پر سوگ

عورت کے لئے اپنے خاوند کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں (باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ) کی موت پر تین دن تک سوگ منانے (یعنی زینت اور بناؤ سنگھار سے رکے رہنے) کی اجازت ہے تین دن سے زیادہ سوگ منانے کی اجازت نہیں، خاوند کی موت پر اس کے لئے چار ماہ دس دن تک یعنی جب تک اس کی عدت باقی رہے، سوگ منانا واجب ہے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے وقت یہ فرماتے سنا ہے کہ:

کسی ایسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کے مرنے پر تین دن رات سے زیادہ سوگ منائے۔ ہاں وہ اپنے خاوند کی موت پر چار ماہ دس راتیں سوگ منائے گی (بخاری، ج ۱ ص ۱۷۱)

میت کو اچھے الفاظ سے یاد کرنا اور برائیوں کے ذکر سے اجتناب:

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جس مسلمان کی اچھائی پر چار مسلمان گواہی دیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کردے گا۔ ہم نے کہا تین مسلمان گواہی دیں؟ آپؐ نے فرمایا تین بھی۔ ہم نے عرض کیا اور اگر دو مومن گواہی دیں؟ آپؐ نے فرمایا دو بھی۔ پھر ہم نے آپ سے ایک کی گواہی کے متعلق نہیں پوچھا (بخاری، ج ۱ ص ۱۸۳)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "مردوں کی اچھی باتیں بیان کرو اور ان کی بری باتوں سے رک جایا کرو" (مشکوٰۃ، ج ۱ ص ۱۴۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرنے والے کی اچھی باتیں کرنی چاہئیں تاکہ تمہاری دیکھا دیکھی اور لوگ بھی اس کی اچھی باتیں کرنے لگیں اور اس کے حق میں

نیک شہادت مہیا ہو جائے اور اس کی بخشش کا سامان بن جائے اور اگر کوئی آدمی کسی کے حق میں کلمہ خیر نہ کہہ سکے تو کم از کم خاموش ہی رہے۔

نوٹ: یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے تاہم حضرت عائشہ کی حدیث **لا تسبوا الاموات** جو بخاری میں ہے اور نسائی کی روایت کردہ حدیث **لا تذکروا ھلکٰکم الا بخیر** ہے اس کی تائید ہو جاتی ہے۔

میت کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہیئے

جب روح قبض ہو جائے تو فوراً تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور دفنانے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ اس میں بلاوجہ تاخیر کرنا صحیح نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص رات کو مرجائے اور رات ہی کو تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ ہو سکے تو رات ہی کو دفن کردیں دن کا انتظار نہ کریں۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسے زیادہ دیر اپنے پاس نہ روکے رکھو اور اسکو دفن کے لئے جلدی لے آؤ (طبرانی بحوالہ مرعاۃ ص ۴۶۹ ج ۲)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جنازہ جلدی لے جایا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو جلدی اپنے اچھے مقام پر پہنچ جائے گا۔ اور اگر وہ بد ہے تو تم جلدی اس بلا کو اپنے کندھوں سے اتار پھینکو گے۔''

غسل میت کا بیان

اللہ کا جو بندہ اس دنیا سے رخصت ہو کر موت کے راستے سے دار آخرت کی طرف جاتا ہے، اسلامی شریعت نے اسے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کرنے کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا ہے جو نہایت ہی پاکیزہ، نہایت ہمدردانہ اور شریفانہ ہے۔ حکم ہے کہ پہلے میت کو ٹھیک اس طرح غسل دیا جائے جس طرح زندہ آدمی پاکی یا پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے غسل کرتا ہے۔ اس غسل میں پاکی اور صفائی کے علاوہ غسل کے آداب کا بھی پورا لحاظ رکھا جائے۔ ذیل میں غسل کا مسنون طریقہ اور آداب ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

میت کے غسل کا مسنون طریقہ

میت کو غسل دینے کا ارادہ کریں تو اسے تختے پر لٹا کر اس کے کپڑے اتار کر ناف سے گھٹنوں تک کوئی صاف کپڑا ڈال دیا جائے۔ بدن کا جتنا حصہ زندگی کی حالت میں چھپانا ضروری تھا' اس کو بے ستر نہ کریں۔ پھر میت کو ذرا سر کی جانب سے اٹھا کر نرم نرم پیٹ کو دبایا جائے' تاکہ اندر کوئی چیز رکی ہوئی ہو تو باہر آجائے۔ پھر اپنے ہاتھ پر کپڑے کا ٹکڑا لپیٹ کر استنجا کی جگہ اچھی طرح صاف کیا جائے اور اگر بدن پر کہیں نجاست ہو تو اس کو بھی اچھی طرح صاف کریں اس کے بعد غسل دائیں جانب اور اعضاء وضو سے شروع کیا جائے پہلے روئی سے منہ ناک اندر سے صاف کیا جائے۔ پھر اور روئی لے کر منہ ناک بند کردیئے جائیں تاکہ پانی اندر نہ جائے۔ غسل کے بعد روئی نکال دی جائے منہ ناک صاف کر کے وضو کے باقی اعضاء دھوئے جائیں اگر میت عورت ہو تو اس کے سر کی چوٹیوں کو کھول کر اس کا سر دھوئیں۔ پھر میت کی دائیں جانب دھوئی جائے۔ پھر بائیں جانب' یہ ایک غسل ہوگیا۔ اسی طرح جتنی دفعہ مناسب ہو غسل دیا جائے لیکن طاق ہو یعنی تین' پانچ' سات یا زیادہ دفعہ اور اخیر دفعہ پانی میں کافور ملایا جائے۔ پھر کسی کپڑے سے میت کا بدن خشک کر کے کفنا دیا جائے۔ حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ:

"ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں' اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ ان کو پانی اور بیری کے پتوں سے تین یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر ضرورت محسوس ہو تو غسل دو اور اخیر غسل میں کافور ڈالو اور ایک روایت میں ہے کہ ان کی دائیں طرف سے اور وضو کی جگہوں سے شروع کرو۔" (بخاری' ج ۱' ص ۱۶۷)

میت کو نرمی اور آہستگی سے غسل دیں اور اگر میت سے کوئی مکروہ اور معیوب بات معلوم ہو تو اس کو چھپائیں اور کسی سے ظاہر نہ کریں' اور جس مقام میں غسل دیں وہاں پردہ کرلیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔" (ابوداؤد ص ۳۲۲ ج ۲)

Marfat.com

علماء لکھتے ہیں کہ غسل دینے والا غسل دیتے وقت جب میت کی کوئی اچھی بات دیکھے مثلاً اس کے چہرے کا چمکنا اور روشن ہونا یا اس سے خوشبو کا معلوم ہونا بہتر ہے کہ اس کو لوگوں سے بیان کرے اور اگر کوئی مکروہ بات دیکھے مثلاً اس کے چہرے یا بدن کا سیاہ ہو جانا' یا اس کی صورت کا بدل جانا یا اس سے بدبو معلوم ہونا تو اس کو لوگوں سے ظاہر کرنا جائز نہیں۔ (کتاب الجنائز' ص ۴۶)

مردوں کے کفن مسنون کا بیان

مردوں کے لئے کفن مسنون صرف تین کپڑے ہیں اور وہ تین چادر ہیں جو اس قدر لمبی اور چوڑی ہوں جن میں میت کو خوب اچھی طرح لپیٹا جاسکے اور سر سے قدم تک بخوبی چھپ جائے۔ قمیص اور پگڑی کی ضرورت نہیں۔ رسول اکرم ﷺ بھی چادروں میں ہی کفن دیئے گئے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ:

رسول اکرم ﷺ مقام "سحول" کی بنی ہوئی تین سفید سوتی چادروں میں کفنائے گئے تھے۔ جن میں نہ قمیص (کرتا) تھی نہ عمامہ (بخاری' ج ۱' ص ۱۶۹)

مردوں کو کفنانے کا طریقہ

کفنانے سے پہلے مردوں کے سر' ڈاڑھی اور کفن پر عطر یا کوئی اور خوشبو استعمال کرنا چاہیے۔ اگر یا لوبان جلا کر کفن کو دھونی دینا بھی حدیث میں آیا ہے۔ کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مرد کی تینوں چادریں اوپر نیچے چارپائی پر بچھادی جائیں اور میت کو اوپر لٹا دیا جائے۔ پھر اوپر والی چادر کی دائیں طرف کو پہلے لپیٹیں تاکہ کفن کا لپٹنا دائیں طرف سے شروع ہو۔ پھر بائیں طرف کو لپیٹیں پھر اسی طرح نیچے کی باقی دو چادروں کو بھی لپیٹیں۔ پھر کپڑے کی دھجی سے تین جگہ بند باندھا جائے یعنی سر' پاؤں اور کمر کے پاس۔ جب میت کو قبر میں رکھیں تو دو بند (سر اور پاؤں کے) کھول دیئے جائیں اور کمر کا باقی رہے۔

عورتوں کے کفن مسنون کا بیان

عورتوں کیلئے کفن مسنون پانچ کپڑے ہیں' یعنی تہ بند' کرتا' دوپٹہ اور دو چادریں

Marfat.com

چنانچہ حضرت لیلیٰ ثقفیہ فرماتی ہیں کہ ”میں ان عورتوں میں شامل تھی جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو ان کی وفات کے وقت غسل دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہمیں تہبند دیا' پھر کرتا' پھر دوپٹہ' پھر چادر پھر ایک دوسرے کپڑے میں لپیٹی گئیں اور رسول اللہ ﷺ دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پاس کفن تھا اور وہ ہمیں ایک ایک کپڑا دے رہے تھے۔“ (ابوداؤد' ج ۲' ص ۹۴)

نوٹ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

عورتوں کے کفنانے کا طریقہ

کفنانے سے پہلے مرد کی طرح عورت کے سجدہ کی جگہوں پر بھی عطرہ وغیرہ لگانا چاہئے اور عورت کے سر کے بالوں کی تین چوٹیاں بنا کر پیچھے ڈال دینا چاہئے۔ سر کے آگے کے بالوں کی ایک چوٹی بنائی جائے اور سر کے دونوں جانب کے بالوں کی دو چوٹیاں بنائی جائیں اور عورت کے کفن کو بھی کسی خوشبو دار چیز اگر یالوبان سے دھونی دی جائے۔

عورت کو پہلے تہبند میں لپیٹیں اور تہبند کو زندہ کی طرح کمر سے نہ باندھیں۔ بلکہ بغل سے لے کر سینہ اور کمر اور ران وغیرہ بدن کے جس قدر حصہ پر لپیٹ سکیں لپیٹیں' پھر کرتا پہنائیں' پھر دوپٹہ سے اس کے سر اور بالوں کو چھپائیں پھر سر' کمر اور پیر کی طرف کو گرہ لگائیں۔ (کتاب الجنائز' ص ۳۸)

Marfat.com

نماز جنازہ کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
جو شخص ایمان کی صفت کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جائے اور اس وقت تک جنازے کے ساتھ رہے۔ جب تک کہ اس پر نماز نہ پڑھی جائے اور اس کے دفن سے فراغت حاصل نہ ہو تو وہ ثواب کے دو قیراط لیکر واپس ہو گا۔ جن میں سے ہر قیراط گویا احد پہاڑ کے برابر ہو گا اور جو آدمی صرف نماز جنازہ پڑھ کر واپس آجائے (دفن ہونے تک ساتھ نہ رہے) تو وہ ثواب کا (ایسا ہی) ایک قیراط لے کر واپس ہو گا (صحیح بخاری' ج ۱' ص ۱۷۷)

نماز جنازہ میں خلوص کے ساتھ دعا کرنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی میت کی نماز جنازہ پڑھو تو پورے خلوص سے اس کے لیے دعا کرو (ابن ماجہ' ج ۱' ص ۱۰۹)

نماز جنازہ میں کثرت تعداد سے بخشش کی امید

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
جس مسلمان آدمی کا انتقال ہو جائے اور اس کے جنازے کی نماز چالیس ایسے آدمی پڑھیں جن کی زندگی شرک سے بالکل پاک ہو (اور وہ نماز میں اس میت کے لیے مغفرت و رحمت کی دعا اور سفارش کریں) تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش اس میت کے حق میں ضرور قبول فرماتے ہیں (صحیح مسلم' ج ۱' ص ۳۰۸)

اس حدیث اور دیگر احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز جنازہ میں کثرت مطلوب اور باعث برکت و رحمت ہے اس لیے مناسب حد تک اس کا اہتمام اور اس کی کوشش ضرور کرنی چاہیے۔

نماز جنازہ پڑھنے کا مسنون طریقہ

نماز جنازہ پڑھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ میت اگر مرد ہو تو امام اس کے سر کے پاس کھڑا ہو۔ اور اگر عورت ہو تو امام اس کی کمر کے پاس کھڑا ہو' اور مقتدی لوگ اس

Marfat.com

کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوں' بہتر یہ ہے کہ تین صفیں کرلیں۔ پھر امام دوسری نمازوں کی طرح دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں یا کانوں تک اٹھائے اور با آواز بلند اللہ اکبر کہے۔ پھر ہاتھوں کو باندھ لے اور دعاو ثناء پڑھے جو دیگر نمازوں میں پڑھی جاتی ہے۔ پھر سورہ فاتحہ پڑھے پھر با آواز بلند اللہ اکبر کہے۔ پھر درود پڑھے جو اور نمازوں میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر با آواز بلند اللہ اکبر کہے۔ اور ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھے جو آگے لکھی جائیں گی پھر با آواز بلند اللہ اکبر کہے اور پھر دائیں اور بائیں جانب سلام پھیرے۔ مقتدی لوگ بھی ٹھیک اسی طرح کریں۔ مگر تکبیر اور سلام با آواز بلند نہ کہیں۔

نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ

نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے کیونکہ جنازہ بھی نماز ہے اور نماز کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب یعنی سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں۔ پھر خاص طور پر نماز جنازہ میں بھی سورہ فاتحہ کا پڑھنا نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ احادیث ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپؓ نے اس میں سورہ فاتحہ پڑھی اور پھر فرمایا لتعلموا انها سنة میں نے یہ اس لیے پڑھی ہے کہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے (بخاری' ج ا' ص ۱۷۸)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھی جائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا جائے اور پھر میت کے لیے خلوص دل سے دعا کی جائے۔ قراءت صرف ایک بار کی جائے اور پھر سلام پھیر دیا جائے" (نیل الاوطار' ج ۴' ص ۶۶)

فضالہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جس شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اس نے سورہ فاتحہ پڑھی۔

(بخاری فی تاریخہ' ص ۳۲۵' ج ۷)

Marfat.com

نماز جنازہ کی دعائیں

نماز جنازہ سے اصل مقصود میت کے لیے دعا کرنا ہے اور اسی لیے نبی اکرم ﷺ سے بکثرت دعائیں مروی ہیں۔ چند ایک ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک میت کے جنازہ کی نماز پڑھی (اس میں آپ نے میت کے لیے جو دعا کی) اس دعا کے یہ الفاظ مجھے یاد ہیں آپ اللہ کے حضور عرض کر رہے تھے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَ

اے اللہ! تو اس بندہ کی مغفرت فرما اور اس پر رحمت فرما' اس کو عافیت دے' اس کو معاف فرما دے' اس کی باعزت

وَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَ نَقِّهٖ مِنَ

مہمانی فرما۔ اس کی قبر کو اس کے لیے وسیع فرما دے۔ (جہنم کی آگ اور اس کی سوزش و جلن کی بجائے) پانی سے برف

الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ

سے اور اولوں سے اس کو نہلا دے۔ (ٹھنڈا اور پاک فرما دے) اور گناہوں کی گندگی سے اس کو صاف فرما دے جس

دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا

طرح اجلے سفید کپڑے کو تو نے میل سے صاف فرمایا ہے اور اس کو دنیا کے گھر کے بدلے میں آخرت کا اچھا گھر اور

مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ

گھر والوں کے بدلہ میں اچھے گھر والے اور رفیق حیات کے بدلہ میں اچھا رفیق حیات عطا فرما دے اور اس کو جنت میں

عَذَابِ النَّارِ

پہنچا دے اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اس کو پناہ دے

حدیث کے راوی عوف بن مالک کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی یہ دعا سن کر میرے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ کاش یہ میت میں ہوتا (مسلم' ج ا' ص ۳۱۱)

نماز جنازہ کی دوسری دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز جنازہ پڑھتے تو یوں دعا فرماتے تھے:

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا

اے اللہ! ہمارے زندوں، مردوں، حاضر اور غائب، چھوٹوں بڑوں، مردوں عورتوں، سب کی مغفرت فرما۔ اے اللہ جس کو

وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ

تو ہم میں سے زندہ رکھے اس کو اسلام پر قائم رکھتے ہوئے زندہ رکھ اور جس کو تو اس عالم سے اٹھائے اس کو ایمان کی

وَ مَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ

حالت میں اٹھا۔ اے اللہ اس میت کی موت کے اجر سے ہمیں آخرت میں محروم نہ رکھ اور اس دنیا میں اس کے بعد تو

وَ لَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ

ہمیں کسی فتنہ اور آزمائش میں نہ ڈال

نماز جنازہ کی تیسری دعا

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میں نے سنا اس میں آپ یہ دعا کر رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ

اے اللہ! تیرا یہ بندہ فلاں بن فلاں تیری امان اور تیری پناہ میں ہے تو اس کو عذاب

مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَ عَذَابِ النَّارِ وَ اَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰھُمَّ

قبر اور عذاب نار سے بچا۔ تو وعدوں کا وفا کرنے والا اور خداوند حق ہے۔ اے اللہ! تو اس

اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

بندے کی مغفرت فرما دے۔ اس پر رحمت فرما تو بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے

نوٹ: فلاں بن فلاں کی جگہ میت اور اس کے باپ کا نام لینا چاہیے۔

نماز جنازہ کی چوتھی دعاء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھتے تھے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا وَ اَنْتَ خَلَقْتَھَا وَ اَنْتَ ھَدَیْتَھَا لِلْاِسْلَامِ وَ اَنْتَ قَبَضْتَ

اے اللہ! تو اس کا رب ہے تو نے ہی اس کو پیدا کیا ہے اور تو نے ہی اس کو اسلام کی ہدایت کی اور تو نے ہی اس کی روح

Marfat.com

رُوحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهَا

کو قبض کیا اور تو ہی اس کے پوشیدہ اور ظاہر کو خوب جانتا ہے ہم لوگ سفارشی ہو کر آئے ہیں پس تو اس کو بخش دے۔

نماز جنازہ کی پانچویں دعاء

حضرت یزید بن رکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو یہ دعا پڑھتے

اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ عَبْدُكَ وَابْنُ اَمَتِكَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ

اے اللہ! یہ تیرا بندہ اور تیری بندی کا بیٹا ہے۔ یہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ تیرے سوا کوئی

لَا شَرِيْكَ لَكَ وَيَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَصْبَحَ

اللہ نہیں اور تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ تیرے بندے

فَقِيْرًا اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَصْبَحْتَ غَنِيًّا عَنْ عَذَابِهٖ تَخَلّٰى مِنَ

اور رسول ہیں یہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اس کے عذاب سے بے نیاز ہے۔ یہ شخص دنیا اور

الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا اِنْ كَانَ زَكِيًّا فَزَكِّهٖ وَاِنْ كَانَ مُخْطِئًا

دنیا والوں سے الگ ہو گیا۔ اگر یہ پاک ہے تو تو اس کو پاک کر اور اگر گنہگار ہے تو اس کی مغفرت

فَاغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهٗ

فرما دے۔ اے اللہ! اس کے ثواب سے ہم کو محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہم کو گمراہ نہ کر۔

نابالغ بچے کی دعاء جنازہ

اگر نابالغ بچے کا جنازہ ہو تو اس کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاَجْرًا

اے اللہ! اس لڑکے کو ہمارے لیے پیش رو اور پہلے سے سامان کرنے والا اور ثواب کا ذریعہ کر دے

فائدہ

نماز جنازہ کی دعائیں جن الفاظ کے ساتھ حدیث میں آئی ہیں' ان ہی الفاظ کے ساتھ پڑھنی چاہئیں۔ ان میں کچھ تغیر و تبدل نہیں کرنا چاہیے۔ مرد کا جنازہ ہو' خواہ عورت کا' لڑکے کا ہو یا لڑکی کا مثلاً اللھم اجعلہ لڑکے کے جنازہ پر پڑھنی چاہیے اور لڑکی

Marfat.com

کے جنازے پر بھی اور لڑکی کا جنازہ ہو تو **اللھم اجعلھا** پڑھنے کی ضرورت نہیں' اسی طرح جس دعا میں مذکر کی ضمیر ہے تو اس کو مذکر ہی کی ضمیر پڑھنا چاہئے مرد کا جنازہ ہو خواہ عورت کا اور جس دعا میں مونث کی ضمیر ہو تو اس کو مونث ہی کی ضمیر پڑھنا چاہئے' عورت کا جنازہ ہو خواہ مرد کا (کتاب الجنائز' ص ۵۸)

نماز جنازہ کے بعد دعاء

کسی مسلمان کی وفات کے بعد اس کے عزیز و اقارب اور دوست واحباب اس کو جو بہترین تحفہ بھیج سکتے ہیں اور اس کے ساتھ جو حسن سلوک کر سکتے ہیں وہ اس کے حق میں دعا کرنا ہے۔ انفرادی طور پر جس وقت بھی کوئی چاہے اس کی وفات کے بعد تازیست اس کے لیے دعا کرے اس میں کوئی قباحت اور خرابی نہیں ہے اور نصوص شرعیہ سے اس کا واضح ثبوت ملتا ہے لیکن بصورت اجتماع میت کے لیے دعا کرنے کا ثبوت صرف نماز جنازہ کی صورت میں ہے۔ اس کے علاوہ جہاں شریعت نے اجتماعی صورت میں دعا کا طریقہ نہیں بتلایا وہ درست نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ' صحابہ کرامؓ' تابعینؒ اور اتباع تابعینؒ نے ایک دو نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں جنازے پڑھے پڑھائے۔ مگر کسی سے یہ ثابت نہیں کہ انھوں نے نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد فوراً اجتماعی طور پر دعا مانگی ہو۔ باقی میت کے لیے نماز جنازہ مطلق دعا ہے۔ مل کر اجتماعی طور پر نماز جنازہ کے متصل بعد دعا کرنا بلاشبہ بدعت ہے۔ مسلمان کو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(مزید تفصیل کے ہمارا رسالہ دعا و توسل ملاحظہ فرمائیں)

میت کو دفن کرنے کا بیان

قبر میں میت کے رکھنے کی جگہ کشادہ ہونی چاہئے۔ تاکہ اس میں مردہ بلا تنگی و تکلیف رکھا جا سکے۔ قبر کھودنے میں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ اگر مردے کی کوئی ہڈی نکلے تو ٹوٹنے نہ پائے۔ جو ہڈی نکلے اس کو بحفاظت تمام پھر اسی قبر میں دفن کر دینا چاہئے۔

مردے کو قبر میں کتنے آدمی داخل کریں

مردے کو لحد میں رکھنے کے لیے بقدر ضرورت دو یا تین یا چار آدمی داخل ہوں'

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی قبر میں چار آدمی داخل ہوئے تھے۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۰۲)

عورت کی قبر میں اس کے محرم لوگ داخل ہوں اور عورت کی قبر میں اس کا خاوند بھی داخل ہو سکتا ہے۔

میت کو دفن کرنے کا وقت

میت کو دفن کرنے کا کوئی وقت معین نہیں ہے۔ لیکن تین اوقات میں دفن کرنا منع ہے (۱) جبکہ سورج نکل رہا ہو' یہاں تک کہ وہ نکل آئے (۲) جب وہ نصف النہار پر ہو یہاں تک زوال ہو جائے (۳) جب وہ غروب ہونے کے قریب ہو۔ یہاں تک کہ غروب ہو جائے (مشکوٰۃ' ج ۱' ص ۹۴۔ ابوداؤد' ج ۲' ص ۹۸)

میت کو قبر میں کس طرف سے اتارا جائے

میت کو قبر میں پائنتی کی طرف سے داخل کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن یزید نے ایک میت کو قبر کی پائنتی کی طرف سے داخل کیا اور فرمایا کہ یہ سنت ہے۔ (ابوداؤد' ج ۱' ص ۱۰۲)

میت کو قبر میں رکھنے کا طریقہ

میت کو قبر میں رکھ کر اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دینا چاہئے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک بھی اسی طرح قبلہ کی طرف رکھا گیا تھا (الفتح الربانی' ج ۸' ص ۶۵)

میت کو قبر میں اتارنے اور رکھنے کے وقت دعاء

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مردوں کو قبر میں رکھو تو یوں کہو:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اللہ کے نام ساتھ اور اللہ کے رسول (ﷺ) کی ملت پر

ایک روایت میں بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ کے الفاظ بھی آئے ہیں (ابوداؤد' ج ۲' ص ۱۰۲)

Marfat.com

میت کے کفن کی گرہیں کھولنا

قبر میں رکھنے کے بعد سر اور پاؤں کی طرف سے میت کے کفن کی گرہیں کھول دینی چاہئیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے جب نعیم بن مسعود اشجعی کو قبر میں اتارا' تو آپ نے اپنے دہن مبارک سے ان کے کفن کی گرہیں کھولیں (المغنی' ج ۲' ص ۳۸۳)

لحد کو بند کرنے کے لیے کچی اینٹوں کا استعمال

لحد کو بند کرنے کے لیے کچی اینٹیں استعمال کرنی چاہیں۔ لکڑی اور آگ کی پکی ہوئی چیز سے پرہیز کرنا چاہئے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی قبر میں بھی کچی اینٹیں استعمال کی گئی تھیں جن کی تعداد نو تھی۔ (نووی شرح مسلم' ص ۳۱۱' ج ۱)

قبر میں مٹی ڈالنا

لحد بند ہو جانے کے بعد تمام لوگوں کو دونوں ہاتھوں سے قبر میں تین بار مٹی ڈالنی چاہئے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر ان کی قبر پر آئے اور کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالی (بیہقی' ج ۳' ص ۴۱۰)

قبر کی بلندی اور شکل

قبر کو زیادہ اونچا نہیں بنانا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر زمین سے ایک بالشت اونچی بنائی گئی ہے (بیہقی' ج ۳' ص ۴۱۰)

قبر کا مسطح اور مسنم دونوں طرح بنانا صحیح ہے یعنی چھت کی شکل چار کونوں والی بنائی جائے یا اونٹ کی کوہان کی شکل بنائی جائے۔ قبر پر زائد مٹی نہیں ڈالنی چاہئے۔ بلکہ اسی مٹی پر کفایت کرنا چاہئے جو قبر سے نکلی ہے (بیہقی' ج ۳' ص ۴۱۰)

قبر پر پانی چھڑکاؤ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر پر ایک مشک پانی چھڑکا گیا تھا' اور جس نے پانی چھڑکا تھا' وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے' سر کی طرف سے شروع

Marfat.com

کر کے پاؤں تک پہنچایا (مشکوٰۃ' ج ا'ص ۱۴۹۔ بیہقی' ج ۳' ص ۴۱۱)

نوٹ:۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی واقدی ضعیف ہے۔

قبر پر نشان رکھنا

قبر کے پہچاننے اور معلوم کرنے کے لیے اس کے سرہانے کوئی بھاری پتھر رکھنا درست ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر بطور علامت ایک بڑا پتھر رکھا (ابن ماجہ' ج ا' ص ۱۱۳)

دفن کے بعد میت کے لیے دعاء

میت کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد سب لوگوں کو قبر کے پاس کھڑے ہو کر میت کے لیے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے اور اس کو منکر و نکیر کے سوال کے جواب میں ثابت قدم رکھے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو قبر کے پاس ٹھہرتے اور لوگوں سے فرماتے کہ اپنے بھائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرو۔ اس لیے کہ اس وقت اسے سوال ہو گا۔ (ابوداؤد' ج ۲' ص ۱۰۳)

قبر کو پختہ بنانے کی ممانعت

قبر کو پکا کرنا' اس پر عمارت بنانا' اس پر چراغ جلانا' اس پر بیٹھنا' اس پر ٹیک لگانا' اس پر چلنا' اس پر لکھنا' اس کی طرف نماز پڑھنا' یہ سب باتیں ممنوع و ناجائز ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "میں نے نبی اکرم ﷺ کو قبر پر بیٹھنے' اسے پختہ بنانے اور اس پر کوئی عمارت بنانے سے منع فرماتے سنا ہے۔" (مسلم' ج ا' ص ۳۱۲)

زیارت قبور کا بیان

قبروں کی زیارت مردوں کے لیے سنت ہے اور عورتوں کے لیے بعض احادیث سے جائز معلوم ہوتا ہے اور بعض سے ناجائز۔ ہمارے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت عام طور پر ممنوع ہی ہے۔ ہاں اگر کوئی عورت بہت

Marfat.com

زیادہ صابرہ، شاکرہ ہے اور خلاف شرع کسی امر کے ارتکاب کرنے کا اس سے اندیشہ بھی نہیں ہے تو وہ عورت کبھی کبھار قبروں کی زیارت کرلے تو جواز کی گنجائش موجود ہے۔ اسی طرح وہ عورت جو اتفاقاً کسی قبرستان یا اس کے قریب سے گزر رہی ہو اور عورت بھی وہ صالح ہو تو اس کے لئے بھی قبروں کی زیارت کرلینا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ شریعت مطہرہ کے اصول و ضوابط کے دائرہ میں رہتے ہوئے زیارت کرے۔ اس کے علاوہ عام عورتوں کے لئے زیارت قبور کی کھلی چھٹی نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ ہمارے قبرستانوں میں جو کچھ ہوتا ہے وہ کسی صاحب شعور سے مخفی نہیں۔ قبروں کی زیارت اس لیے مشروع ہوئی ہے کہ مردوں کے لیے استغفار کی دعا کی جائے، قبروں کو دیکھ کر عبرت حاصل ہو اور اپنی موت اور آخرت یاد آئے دنیا کی محبت دل سے نکل جائے اور آخرت کے سامان کا خیال و فکر پیدا ہو۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے قبروں کی زیارت کرنی چاہیے اور مندرجہ ذیل دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

زیارت قبور کی پہلی دعاء

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہؓ کو تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب ان میں سے کوئی شخص قبرستان جائے تو یوں دعا کرے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ

اے اس بستی کے رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلام ہو۔ ان شاء اللہ ہم عنقریب تم

وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ ، نَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

سے ملنے والے ہیں ہم اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے عافیت چاہتے ہیں

زیارت قبور کی دوسری دعاء

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر مدینہ ہی میں چند قبروں پر ہوا۔ آپ نے ان کی طرف رخ کیا اور فرمایا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا

اے قبروں والو! تم پر سلام ہو اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ تم ہم سے آگے

Marfat.com

وَ نَحۡنُ بِالۡاَثَرِ

جانیوالے ہو اور ہم پیچھے پیچھے آ رہے ہیں

نوٹ:۔ یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

زیارت قبور کی تیسری دعاء

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ (زیارت قبر کے وقت) میں کیا کہوں، آپؐ نے فرمایا یہ دعا پڑھو

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهۡلِ الدِّیَارِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمِیۡنَ وَ یَرۡحَمُ اللّٰهُ

اے (اس) گھر کے رہنے والے مومنو! اور مسلمانو! تم پر سلام ہو اور اللہ ہمارے

الۡمُسۡتَقۡدِمِیۡنَ مِنَّا وَ الۡمُسۡتَاۡخِرِیۡنَ وَاِنَّا اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ

اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے اور ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ضرور

بِکُمۡ لَلَاحِقُوۡنَ

ملنے والے ہیں۔

زیارت قبور کی چوتھی دعاء

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری ہر باری پر رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور یہ دعا پڑھتے

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ دَارَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِیۡنَ وَاَتَاکُمۡ مَا تُوۡعَدُوۡنَ غَدًا

اے (اس) گھر میں رہنے والے مومنو! تمہیں سلام ہو تم پر وہ چیز آگئی جس کا کل

مُؤَجَّلُوۡنَ وَاِنَّا اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ بِکُمۡ لَاحِقُوۡنَ اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ

تم سے دیر سویر کے ساتھ (ثواب و عذاب) کا وعدہ کیا گیا تھا اور ہم بھی ان شاء اللہ

لِاَهۡلِ بَقِیۡعِ الۡغَرۡقَدِ

(عنقریب) تم سے ملنے والے ہیں

Marfat.com

شہید کی نماز جنازہ

جو شخص میدان میں کفار سے لڑتا ہوا شہید ہو جائے اس کو بغیر غسل اور نماز جنازہ کے دفن کیا جائے (بخاری، ص ۱۷۹، ج ۱)

حد میں مارے جانے والی کی نماز جنازہ

اگر کوئی شخص کسی جرم کا ارتکاب کرے اور اس پر حد جاری کی جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (نیل الاوطار)

خاتمہ اور دعا کی فضیلت واہمیت

دعا کے معنی پکارنے اور بلانے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی حاجت کے لیے اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے تاکہ وہ اس کی ضرورت کو پورا کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

جب پکارنے والا مجھے پکارے، تو میں اس کی دعا قبول کر لیتا ہوں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "تمہارا رب بڑا ہی حیا و کرم والا ہے۔ جب کوئی بندہ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا اور مانگتا ہے تو اس کو خالی ہاتھ واپس کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔" (مشکوۃ ص ۱۹۵ ج ۱)

دعا کے آداب و شرائط

جب تک دعا کے آداب و شرائط کی پوری پوری پابندی نہ کی جائے، دعا کی قبولیت کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ دعا کرنے والا بیمار کی طرح ہوتا ہے۔ بیمار اگر تندرستی چاہتا ہے اس کے لیے دوا کے ساتھ پرہیز کرنا اور نقصان دینے والی چیزوں سے بچنا ضروری ہے اگر دوا کرتا رہا پرہیز نہ کیا تو صحت یابی مشکل ہو جائے گی۔ اسی طرح دعا کرنے والا اگر چاہتا ہے کہ میری دعا قبول ہو تو اس کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی ضروری ہے۔

۱۔ پہلی شرط یہ ہے کہ ایمان کامل کے ساتھ ساتھ اخلاص بھی ہو یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خیال دل و دماغ اور زبان پر ہو، غیر کا خیال بالکل نہ ہو۔ کیونکہ بلا اخلاص

Marfat.com

کے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ کھانا' پینا' پہننا حلال و پاکیزہ کمائی کا ہو اگر حرام کی آمیزش ہوئی تو دعا قبول نہیں ہوگی۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ دعا کرنے والا جھوٹ' مکرو فریب' قمار بازی' شراب نوشی اور دیگر کبیرہ گناہوں سے بچنے والا ہو۔

آداب دعا

۱۔ دعا نہایت خشوع و خضوع اور تضرع و انکساری کے ساتھ کرنی چاہئے

۲۔ دعا سے پہلے وضو کر کے دو رکعت نفلی نماز پڑھ لینی چاہئے۔

۳۔ دعا کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کیجئے۔

۴۔ دعا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کیجئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجئے پھر دعا کر کے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور نبی ﷺ پر درود بھیج کر ختم کیجئے۔ یعنی دعا سے پہلے اور دعا کے بعد حمد و صلوٰۃ ہونا چاہئے۔

۵۔ دونوں ہاتھ کشادہ کر کے چہرے اور دونوں کندھوں کے برابر میں اٹھائیے۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح اٹھاتے تھے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ دعا کرنی چاہئے۔

۷۔ دعائیہ کلمات کو بار بار پڑھو۔ رسول اللہ ﷺ تین تین بار پڑھتے تھے۔

۸۔ دعا میں جلدی نہیں کرنی چاہئے جب تک قبول نہ ہو دعا کرتے رہنا چاہئے اور یہ نہیں کہنا چاہئے کہ اتنے دنوں سے دعا کر رہا ہوں قبول نہیں ہوئی۔

۹۔ دعا میں شرط استعمال نہ کی جائے یعنی یہ نہ کہے کہ اے خدا! اگر تو چاہے تو یہ کام کر دے۔

۱۰۔ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہیں کرنی چاہئے۔

۱۱۔ امر محال نہ مانگئے کیونکہ یہ تعدی ہے۔

۱۲۔ دعا میں بے جا تکلف سے بچنا چاہئے۔

۱۳۔ دعا کو آمین پر ختم کرنا چاہئے۔

Marfat.com

خاص اوقات کی دعاؤں کا بیان

کتب احادیث میں رسول اللہ ﷺ سے جو دعائیں ماثور اور منقول ہیں وہ تین قسم کی ہیں۔ ایک وہ جن کا تعلق نماز سے ہے دوسری وہ جن کا تعلق خاص اوقات یا مواقع اور حالات سے ہے۔ تیسری وہ جن کا تعلق نہ نماز سے ہے نہ خاص اوقات یا مواقع سے، بلکہ وہ عمومی قسم کی ہیں پہلی قسم کی دعائیں کتاب میں درج کی جاچکی ہیں دوسری قسم کی چند ایک دعائیں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

کھانا شروع کرنے کی دعا

کھانا پینا انسانی زندگی کے لوازمات میں سے ہے۔ انسان کو جب کھانا پینا میسر آئے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص عطیہ یقین کرتے ہوئے اس کی حمد اور شکر ادا کرنا چاہئے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کھانا شروع کرتے وقت سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا کرتے تھے۔

۲۔ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا جس وقت تم کھانے پر ہاتھ ڈالو تو یہ پڑھو

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ

اللہ کا نام لے کر اور اس کی برکت سے کھانا کھاتا ہوں۔ (مستدرک حاکم، ص ۷۰۱، ج ۴)

۳۔ جب کوئی شخص کھانا کھائے اور بسم اللہ کہنا بھول جائے تو دوران اکل و شرب جب یاد آئے یہ کلمات پڑھ لے

بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں کھانے کے اول بھی اور آخر بھی

کھانے سے فارغ ہونے کی دعا

جب آدمی کھانے یا پینے سے فارغ ہو تو یہ کلمات پڑھنے چاہئیں

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

حمد و شکر اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھانے اور پینے کو دیا اور ہمیں اپنے مسلم بندوں میں سے بنایا

نیا چاند دیکھنے کی دعا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ

یہ چاند ہمارے لیے امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کا چاند ہو۔ اے چاند تیرا رب

وَرَبُّکَ اللّٰہُ

اور میرا رب اللہ ہے

صحبت کے وقت کی دعا

میاں بیوی کو ہم بستری کے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھنی چاہیے

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

اللہ کے نام سے۔ اے اللہ! تو شیطان کے شر سے ہم کو بچا اور ہم کو جو اولاد دے اس کو بھی بچا

شب زفاف کی دعا

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی عورت سے نکاح کیا جائے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھی جائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَ اَعُوْذُ

اے اللہ! اس میں اور اس کی فطرت میں جو خیر اور بھلائی ہو میں تجھ سے اس کی استدعا کرتا ہوں

بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ

اور اس میں اور اس کی فطرت میں جو شر اور برائی ہو اس سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں

سجدہ تلاوت کی دعا

نبی اکرم ﷺ سجدہ تلاوت میں تین بار یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَ بَصَرَهُ

میرے چہرے نے سجدہ کیا اس ہستی کیلئے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھیں اپنی

بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

خاص حفاظت و مدد کے ساتھ کھولے اللہ برکت والا ہے اور بہت اچھا پیدا کرنے والا ہے

روزہ افطار کرنے کی دعا

رسول اکرم ﷺ روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

اے اللہ! میں نے تیرے ہی واسطے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا

نوٹ:۔ یہ روایت اگرچہ کمزور ہے۔ تاہم حضرت ابن عباس اور حضرت انس کی روایات اس کی شاہد ہیں

(مرعاۃ ص ۲۲۶ ج ۳)

۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے

ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللهُ

پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور خدا نے چاہا تو اجر و ثواب قائم ہو گیا

چھینک آنے کی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اس کو چاہئے کہ کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اللہ کی حمد اور شکر

اور جو بھائی اس کے پاس ہوں انہیں جواب میں کہنا چاہیے

يَرْحَمُكَ اللهُ اللہ تم پر رحمت کرے

اور جب وہ یہ کہیں تو چھینکنے والے کو چاہئے کہ وہ جواب الجواب کے طور پر کہے۔

يَهْدِيْكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

اللہ تم کو صحیح راہ پر چلائے اور تمہارا حال درست فرمائے

Marfat.com

بادل اور بجلی چمکنے کی دعا

رسول اللہ ﷺ جب بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ

اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے ختم نہ کر اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کر اور ہمیں اس سے پہلے عافیت دے

آندھی کی دعا

جب کبھی تیز ہوا چلتی تو رسول اللہ ﷺ اپنے رانوں کے بل اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جاتے اور یہ دعا پڑھتے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا

اے اللہ! یہ ہوا ہمارے حق میں رحمت بنا عذاب نہ بنا اے اللہ اس ہوا کو ریاح بنا

وَلَا تَجْعَلْهَا رِيحًا

ریح نہ بنا

نوٹ:۔ قرآن مجید میں جس ریاح آیا ہے وہاں رحمت کی ہوا مراد ہے اور جہاں ریح آیا ہے وہاں عذاب مراد ہے۔

آئینہ دیکھنے کی دعا

رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ آئینہ دیکھتے تو کہتے

اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ

اے اللہ! جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے میری سیرت بھی اچھی بنا دے

نیا کپڑا پہننے کی دعا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اولاً اس کا نام لیتے مثلاً عمامہ، قمیص، چادر وغیرہ پھر فرماتے:۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَ

اے اللہ ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ تو نے ہی مجھے کپڑا پہنایا میں تجھ سے اس

Marfat.com

خَیْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَ شَرِّ مَا

کی بھلائی اور اس شئے کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے لئے یہ تیار کیا گیا ہے اور تجھ

صُنِعَ لَهٗ رواہ ابوداؤد والترمذی

سے اس کی برائی اور اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے

سونے کے وقت کی دعا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب رات کو آرام فرمانے کے لیے بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے (یعنی داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر داہنی کروٹ پر قبلہ رو لیٹ جاتے) اور پھر اللہ کے حضور میں عرض کرتے۔

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ

اے اللہ! تیرے ہی نام پر مجھے مرنا اور تیرے ہی نام پہ مجھے جینا ہے

سو کر اٹھنے کی دعا

جب آدمی سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھنی چاہیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ

حمد و شکر اس اللہ کیلئے جس نے موت طاری کرنے کے بعد ہمیں زندہ کیا اور بالآخر ہمیں اسی کے پاس جانا ہے

نیند نہ آنے کی شکایت کی دعا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ سے بے خوابی کی شکایت کی تو آپ نے مجھے یہ دعا سکھائی

اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَا

اے اللہ! ستارے چھپ گئے، آنکھوں نے نیند بھر لی، تو ہی زندہ اور سنبھالنے والا ہے تجھے نہ اونگھ

تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَهْدِئْ لَیْلِیْ وَاَنِمْ عَیْنِیْ

آتی ہے اور نہ نیند اے زندہ اور سنبھالنے والے میری رات میں چین اور میری آنکھوں میں نیند دے

Marfat.com

نیند میں ڈر جانے کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سوتے میں ڈر جائے تو یوں دعا کرے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعَذَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعہ خود اس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے

عِبَادِهٖ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ

اور شیطانی وساوس و اثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں

بازار میں داخل ہونے کی دعا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب آپ بازار جاتے تو کہتے

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا

میں اللہ کا نام لے کر بازار جاتا ہوں اے اللہ! اس بازار میں اور اس کی چیزوں میں جو خیر اور بھلائی ہو

وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ

اس کا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اس میں اور اس کی چیزوں میں جو شر ہو میں اس سے تیری پناہ

اُصِيْبَ فِيْهَا صَفْقَةً خَاسِرَةً

مانگتا ہوں اور اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں اس بازار میں کوئی گھاٹے کا سودا کروں

دنیا و آخرت کی بہتری کے لئے دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اکثر اوقات یہ دعا ہوا کرتی تھی

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

اے اللہ! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے

عَذَابَ النَّارِ

بچائے رکھ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۱۸ ج ۱)

Marfat.com

ادائیگی قرض کی دعا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں، آپ میری امداد فرمائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تجھے وہ کلمہ نہ بتادوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا؟ اگر تم پر کسی بڑے پہاڑ کے برابر قرضہ ہو گا اللہ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ

اے اللہ! مجھے حلال طریقے سے اتنی روزی دے جو میرے لیے کافی ہو اور حرام کی

عَمَّنْ سِوَاكَ

ضرورت نہ ہو اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے

کشائش رزق کی دعا

مندرجہ ذیل کلمات پڑھنے کی برکت سے ستر تکلیفیں اللہ دور کر دیتا ہے جن میں سب سے کم درجے کی تکلیف فقر و فاقہ ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا مَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنَ

اللہ کی مدد کے بغیر گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور اللہ کے

اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ

سوا نہ کوئی جائے پناہ ہے اور نہ کوئی جائے نجات

کشائش رزق کی دوسری دعا

فقر و فاقہ کی تکلیف دور کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مندرجہ ذیل کلمات بھی مروی ہیں۔ ان کو ہر روز سو بار پڑھنا چاہیے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو سچا اور ظاہر بادشاہ ہے

Marfat.com

بے چینی اور بے قراری کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی وجہ سے بے قرار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ

اے حی و قیوم! بس تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں

مصائب و مشکلات کے وقت کی پہلی دعا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان بندہ اپنے کسی معاملہ اور مشکل میں حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے گا اللہ اس کو قبول ہی فرمائے گا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

میرے مولا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک اور مقدس ہے میں ہی ظالم اور پاپی ہوں۔ (ترمذی)

مصائب و مشکلات کی دوسری دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بھاری اور بہت مشکل معاملہ پیش آجائے تو کہو

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لیے اچھا ہے۔ (ابن مردویہ)

تھکاوٹ دور کرنے کی دعا

جب کوئی شخص کام کرنے سے تھکاوٹ کی وجہ سے عاجز آجائے یا زیادہ طاقت وقوت چاہے تو اسے سوتے وقت مندرجہ ذیل کلمات پڑھ لینے چاہئیں۔

سبحان اللہ (۳۳ بار) الحمد للہ (۳۳ بار) اللہ اکبر (۳۴ بار) (تحفۃ الذاکرین، ص ۱۹۹)

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم

العبد الضعیف محمد علی جانباز

Marfat.com

سجدۂ سہو کا بیان

بھول چوک انسانی مزاج کا لازمہ ہے۔ انبیاء علیہ السلام سے بھی بھول واقع ہوئی ہے تاکہ وہ اس میں بھی امت کے لیے اسوہ بن سکیں۔ جس طرح وہ طریقہ اختیار فرمائیں' اسی طرح امت بھی ان کی پیروی کرے۔

نماز میں بھی بھول جانے پر جو سجدے کئے جاتے ہیں' انہیں سجدۂ سہو کہتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

انما انا بشر انسی کما تنسون فاذا انسیت فذکرونی (مسلم ج ا ص ۲۱۲)

میں بھی ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو' میں بھی بھول جاتا ہوں۔ لہٰذا جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دہانی کرا دیا کرو۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے انبیاء کے لیے بھول کے مواقع مہیا فرمائے تاکہ بھول اور اس کی تلافی میں امت کے لیے نمونے قائم فرمائیں۔ نماز میں اگر بھول ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ اس کی تلافی اور اصلاح کے لیے آخر میں سلام کے وقت دو سجدے کر لیے جائیں۔ یہ غلطی قضا کی ہو گی اور بھول کا کفارہ۔ آنحضرت ﷺ سے چند مواقع میں بھول ہوئی' اسی سے ائمہ اسلام نے سجدۂ سہو کے مسائل کا استخراج فرمایا ہے۔

سجدہ سہو کا وقت

نماز کی آخری رکعت میں سجدۂ سہو کا سلام سے پہلے کرنا بھی جائز ہے اور بعد میں بھی۔ یہ دونوں چیزیں نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں۔ (مسلم ج ا ص ۲۱۳)

سجدہ سہو شیطان کے لیے رسوائی کا باعث ہے

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

جب تم میں سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے اور یہ نہ جانے کہ اس نے تین رکعت نماز پڑھی یا چار۔ تو اسے چاہیے کہ اپنا شک دور کرے اور یقین حاصل کرے اور پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ اس طرح اگر اس نے پانچ رکعت

Marfat.com

پڑھ لیں تو اس کی نماز شفع ہو جائے گی اور اگر چار پڑھیں تو اس کی نماز پوری ہو جائے گی اور یہ دو سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہوں گے۔ (مسلم ج ا ص ۲۲۱)

نمازی یہ سجدہ شک کی صورت میں کرے

نمازی کبھی بھول کر کوئی امر ترک یا زیادہ تو نہیں کرتا' لیکن شک پڑ جاتا ہے کہ میں نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ تین یا چار۔ یا مثلاً یہ سجدہ دوسرا کیا ہے یا پہلا۔ تو ایسی صورت میں شک و تردد کو چھوڑ دینا چاہیے اور ایک بات پر جم جانا چاہیے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ

سجدۂ سہو اگر سلام سے پہلے ہو تو آخری رکعت میں تشہد درود اور دعا کے بعد دو سجدے کرنے چاہئیں۔ اس طرح کہ سجدہ میں جاتے وقت اور اٹھتے وقت اللہ اکبر کہا جائے اور دونوں سجدوں کے بعد دوبارہ سلام پھیرا جائے۔ جیسا کہ محمد بن سیرین کی حدیث سے ثابت ہے۔ (بخاری ج ا ص ۱۶۴' مسلم ج ا ص ۲۱۳)

سجدۂ سہو کی مختلف صورتیں

رسول اکرم ﷺ کو تمام عمر نماز میں پانچ مرتبہ سہو ہوا۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے اور وہ اپنی قسم کے دیگر مواقع سہو کے لیے بمنزلہ اصول ہیں:۔

۱۔۔ نماز ظہر کے وقت آپ سے پہلا تشہد رہ گیا تو آپ نے آخری رکعت میں سلام سے قبل دو سجدے سہو کے کیے۔ اسی طرح کوئی دیگر واجب رہ جائے تو اس کا تدارک سجدہ سہو سے ہے۔

۲۔۔ ایک دفعہ نماز عصر میں تین رکعت کے بعد آپ نے سلام پھیر دیا۔ توجہ دلانے پر آپ نے چوتھی رکعت پوری کر کے سلام پھیرنے کے بعد آپ نے دو سجدے سہو کے کیے۔ لہٰذا نمبر ۲' ۳' ۴ میں ہر وہ امر آ سکتا ہے جو سہواً رہ جائے' تو نماز باطل ہو جائے۔ مثلاً رکوع یا سجود یا قرات فاتحہ وغیرہا ارکان نماز۔

۳۔۔ اس نماز کا ذکر نہیں ہے۔ کوائف سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً عصر کی نماز ہو

Marfat.com

گی۔ آخری رکعت سے پہلے سلام پھیرنے کی صورت میں فراموش کردہ رکعت ادا کر کے سجدہ سہو کا کرنا یا نہ کرنا کچھ بھی مذکور نہیں۔

۴۔۔ ظہر یا عصر کی نماز میں دوسری رکعت پر سلام پھیر دیا۔ تو باقی دو رکعات پوری کیں اور بعد از سلام دو سجدے سہو کے کیے اور سجدے کے وقت تکبیر کہی۔

۵۔۔ نماز ظہر چار رکعت کی بجائے پانچ رکعت پڑھی گئیں تو آپ ﷺ کو یاد کرانے پر دو سجدے سہو قبل از سلام آخر یا بعد از سلام اول کے کیے اور سلام پھیر دی۔ زیادت رکعت کے معنی میں زیادت رکن بھی آسکتا ہے۔ پس اگر سہواً دو رکوع یا تین سجدے ہو جائیں تو ان کا تدارک دو سجدۂ سہو سے ہے۔

سجدہ سہو کے دیگر آداب و مسائل

۱۔۔ عوام میں جو یہ دستور مروج ہے کہ تشہد میں کلمہ شہادت تک پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرتے ہیں۔ پھر دو سجدے سہو کے کرتے ہیں اور پھر درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتے ہیں۔ یہ صورت احادیث میں وارد نہیں ہے۔

۲۔۔ سجدۂ سہو کے بعد دوسری دفعہ جو تشہد پڑھا جاتا ہے۔ اس کی روایت محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔

۳۔۔ سجدۂ سہو کی تسبیحات و اذکار وہی ہیں جو معمول کے سجدات نماز کے ہیں۔

۴۔۔ اگر ایک نیت میں ایک سے زیادہ سہو ہو جائیں تو سب کے لیے وہی آخری دو سجدے ہوں گے نہ کہ ہر ایک کے لیے الگ الگ۔

۵۔۔ سجدۂ سہو کے کرنے میں بھی سہو ہو جائے تو اس کی تلافی و تدارک بھی انہی دو سجدۂ سہو سے ہو گی۔ اس کے لیے الگ سجدے نہ کیے جائیں۔

۶۔۔ نماز خواہ فرض ہو خواہ سنت' خواہ نفل سب کے سہو کا ایک ہی حکم ہے۔

۷۔۔ امام کو اگر سہو ہو اور وہ سجدۂ سہو کرے تو مقتدیوں پر بھی امام کی موافقت کے لیے سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر مقتدی کو سہو ہو جائے تو نہ امام پر سجدۂ سہو ہے' نہ اس مقتدی پر' نہ کسی اور پر۔

Marfat.com

تمام مفسرین کرام کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن کریم کو سلف صالحین کے انداز میں سمجھانے والی تفسیر ابنِ کثیر ہی ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ
کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ

تفسیر ابن کثیرؒ

امام ابن کثیرؒ کے قلم سے
ترجمہ: مولانا محمدؒ جوناگڑھی

- پانچ جلدوں پر مشتمل
- عمدہ کاغذ و معیاری طباعت
- نفیس اور مضبوط جلد بندی
- موضوع کے مطابق عنوان بندی
- وہ معیار جس کے آپ خواہاں ہیں

ناشر
مکتبہ قدوسیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور